lkalmati.blog

کروٹ

منٹو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کروٹ

سعادت حسن منٹو

کے

تازہ ریڈیائی ڈراموں کا مجموعہ

اُردو اکیڈمی لاہور

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بحق پبلشرز محفوظ

بار اوّل　　　سنہ ۴۲　　　عہ ۴ر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اپنی تمام بری عادتوں کے نام

www.iqbalkalmati.blogspot.com

فہرس

کروٹ	۵
خودکشی	۲۵
ہتک	۳۷
رندھیر پہلوان	۶۳
ماچس کی ڈبیا	۹۳
محبت کی پیدائش	۱۰۵
چوڑیاں	۱۲۳
روح کا ناٹک	۱۴۵
آمس کا راہو	۱۶۳
ماسٹ کی چوری	۱۷۵
سیمہ	۱۸۹

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کروٹ

(میز پر کھانا چُننے اور چھری کانٹے رکھنے کی آواز)

بیوی۔ چلئے کھانا تیار ہے۔

میاں۔ ذرا ٹھیرو۔ مجھے ایک مہمان کا انتظار ہے۔

لڑکی۔ کون آ رہے ہیں؟

میاں۔ تمہیں ابھی معلوم ہو جائیگا ——— ایک عورت آ رہی ہے۔

بیوی۔ عورت؟

میاں۔ ہاں عورت جو ہماری ہمسایہ ہے۔

لڑکی۔ ہمارے پڑوس میں تو کوئی عورت نہیں رہتی۔

میاں۔ بھولتی ہو۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بیوی ۔ ایک ویشیا ہے جو کچھ دنوں سے ساتھ والے مکان میں رہتی ہے۔ سارا دن اُودھم مچائے رکھتی ہے۔ وہ تو بوہ نہیں سکتی۔

میاں ۔ وہ کیوں نہیں ہو سکتی ؟

بیوی ۔ اس لئے ۔ ۔ ۔ اس لئے کہ ۔ ۔ ۔ وہ ایک بازاری عورت ہے۔

لڑکی ۔ سب اُسے نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔

میاں ۔ چونکہ سب اُسے نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اسی لئے میں نے اُسے دعوت دی ہے اور اپنے یہاں بلایا ہے۔

بیوی ۔ لوگ کیا کہیں گے۔

میاں ۔ یہ کہیں گے کہ میں نے ایک گندی عورت کو اپنے گھر بلایا ہے اور اُسے اپنی بیوی اور لڑکی کے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا۔ اُس سے باتیں کیں اور پھر رخصت کر دیا۔

لڑکی ۔ کوئی مصلحت ہو گی اس میں۔

میاں ۔ مصلحت صرف یہ ہے کہ وہ اپنی اصلاح کر سکے۔ میں تم دونوں سے کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ انسان کی ہر وقت اصلاح ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ اس میں نیکی کا جوہر کبھی فنا نہیں ہو سکتا۔ خطرناک سے خطرناک مجرم کے سینے میں بھی کسی کونے کے اندر نور کا ایک ذرہ ہوتا ہے جسے اگر چھیڑا جائے تو اُس کے سیاہ دل کو منور کرنے کا موجب ہو سکتا ہے ـــــ یہ ویشیا جو تھوڑے دنوں سے ہمارے پڑوس میں آئی ہے صرف جسمانی طور پر خراب ہے ـــــ روح ایک پاکیزہ چیز ہے۔ اُسے کوئی طاقت ملوث نہیں کر سکتی۔ خراب افعال سے صرف پردے کے پیچھے چھپ جاتی ہے۔ جتنا زیادہ انسان برائیاں کرتا ہے۔ اتنا ہی زیادہ یہ پردہ موٹا ہوتا جاتا ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نہیں کہ اس کا ضمیر جو رُوح کا دوسرا اور آسان نام ہے مرجاتا ہے۔ اس پردے کو
اگر آہستہ آہستہ یا ایک دم ہٹا دیا جائے تو اُس انسان کا دل و دماغ پھر سے روشن
ہو سکتا ہے ___

بیوی۔ کیا آپ اس عورت کی اصلاح کر سکیں گے۔

میاں۔ اگر ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہو سکتا ہے تو ایک انسان دوسرے انسان
کو نیکی کا راستہ ضرور بتا سکتا ہے ___ یہ نیک کام مجھ سے ہو جائے تو مجھ سے
خوش نصیب انسان اور کون ہوگا ___ دعا کرو کہ ایسا ہی ہو۔

لڑکی۔ پھر بھی اس کا یہاں آنا مجھے پسند نہیں۔

میاں۔ لڑکی، تجھے اس خیال ہی سے کانپنا چاہئے کہ تو ایک انسان سے نفرت کر رہی ہے
___ تجھے یاد نہیں، ایسی ہی ایک ویشیا کو سنگسار کرنے والوں سے حضرت عیسیٰ نے
کہا تھا: "تم میں سے جو گناہگار نہیں وہ اسے پتھر مار سکتا ہے"۔۔۔ ہم سب گنہگار
ہیں، اس لئے ہمیں کسی کو نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہئے۔

لڑکی۔ اگر وہ واقعی اچھی ہو جائے تو اس سے بہتر اور کیا ہوگا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آیا وہ بھی
اچھا بننا چاہتی ہے؟

بیوی۔ دیکھیں گے۔

میاں۔ کوئی کام شروع کرنے سے پہلے آدمی کو اپنے اُوپر اعتماد ہونا چاہئے ___ جب سے
وہ یہاں آئی ہے، میں سوچتا رہا ہوں۔ اُٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے یہی سوچتا رہا ہوں۔
کہ مجھ میں کیا اس کام کا بیڑا اُٹھانے کی طاقت ہے؟ ___ آج چند روز کے مسلسل
غور و فکر کے بعد جب میں نے محسوس کیا کہ میں یہ کام کر سکتا ہوں تو میں اُس کے پاس

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گیا۔ مجھے دیکھ کر وہ گھبرا گئی۔ جب میں نے اُس سے کہا۔ ۔ "آج رات ہمارے گھر آؤ اور شام کا کھانا میری بیوی اور لڑکی کے ساتھ کھاؤ" تو وہ بھونچکا سی ہو گئی ——— میں نے محسوس کیا کہ اُس روشنی میں جو اُس کے اندر دبی پڑی ہے۔ ایک ارتعاش سا پیدا ہوا۔ اُس نے بڑی کوشش سے اپنے لہجے میں شرافت پیدا کی اور جواب دیا "آپکی بہت مہربانی ——— میں حاضر ہو جاؤں گی"

(دُور سے ایک فحش قسم کا ریکارڈ بجنے کی آواز آتی ہے۔ ریکارڈ بجنے کے چند لمحات بعد ہی مردانہ قہقہوں کا شور سنائی دیتا ہے جیسے دو تین مرد شراب پی کر گانے کا حظ اٹھا رہے ہیں۔ یہ آوازیں دُور سے آرہی ہیں)

بیوی - اب وہ حاضر ہو چکی ——— یہ شور سُنا آپ نے ؟

میاں - سُنا ——— لیکن میں مایوس نہیں ہوا۔

بیوی - میرا کہا مانیئے اور اسکی اصلاح کا خیال چھوڑیئے۔

لڑکی - اور مالک مکان سے مل کر اُسے باہر نکالنے کی کوشش کیجئے۔

بیوی - میں سمجھتی ہوں کہ مالک مکان کو اس بات کی کچھ خبر ہی نہیں کہ اُس کا مکان ایک بازاری عورت نے کرائے پر لیا ہے۔

میاں - یہاں سے نکال دی جائے گی تو کہیں اور جا رہے گی۔

لڑکی - کم از کم یہاں کی غلاظت تو دُور ہو گی۔

میاں - اپنے گھر کا کوڑا کسی اور گھر کے آگے ڈھیر کر دینا عقلمندی نہیں ——— کیوں نہ اس غلاظت ہی کو ہمیشہ کے لئے دور کرنے کی کوشش کی جائے۔

بیوی - آپ نے کوشش کی تھی مگر وہ نہیں آئی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میاں۔ میں ایک بار پھر کوشش کروں گا۔

(عقب میں قہقہے گانے، اور قہقہوں کا شور ابھرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ منظر تبدیل ہو گیا ہے اور ہم سامعین کو ویشیا کے مکان میں لے گئے ہیں ——— ریکارڈ ختم ہوتا ہے)

ایک مرد۔ واہ وا —— واہ وا —— واہ وا۔

دوسرا مرد۔ کیا کہنے ہیں سُندری بائی کے۔

تیسرا مرد۔ کیا ہے جو یہاں نہیں ہے۔ شراب، ٹھنڈا سوڈا، نئی نئی فلموں کے ریکارڈ ——— سُندری بائی کا کوٹھا تو عجائب گھر ہے عجائب گھر۔

پہلا مرد۔ (ہنستا ہے) عجائب گھر میں شراب، ٹھنڈا سوڈا اور نئی فلموں کے ریکارڈ کہاں ——— جو بات کرے گا سالے عجیب ہی کرے گا۔

(سب ہنستے ہیں)

سُندری۔ میرا کوٹھا عجائب گھر نہیں تو چڑیا گھر ضرور ہے۔

(سب ہنستے ہیں)

پہلا مرد۔ رنگ رنگ کے جنور آتے ہیں۔

تیسرا مرد۔ سندری بائی، یہ بات ٹھیک نہیں۔ ہمیں جنور بنا دیا ——— کیا ہم جنور دکھائی دیتے ہیں۔

سُندری (مسکرا کر) چڑیا گھر میں شیر بھی تو ہوتے ہیں خانصاحب۔

پہلا مرد۔ (اپنے ساتھی کی پیٹھ ٹھونک کر) واہ میرے شیر ——!

(سب ہنستے ہیں)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تیسرا مرد۔ باتیں کرنا کوئی سُندری بائی سے سیکھے۔
سُندری۔ ابی کہاں باتیں کرنا آتی ہیں ـــــ آج ایک داڑھی والے بزرگ آئے۔
اُن کے سامنے تو میں بالکل گونگی ہوگئی تھی۔
پہلا مرد۔ کیا کرنے آئے تھے مولانا۔
سُندری۔ کہتے تھے، آؤ۔ رات کا کھانا ہمارے گھر کھاؤ۔
تیسرا مرد۔ آدمی مہمان نواز تھے۔
پہلا مرد۔ جو بات کر دگے اُنی ـــ گدھے، چغد کہیں کے۔ مہمان تو وہ خود تھے
سُندری بائی کا ـــــ ہاں تو سُندری بائی پھر کیا ہوا۔ پیٹ بھرا تم نے اُس کا؟
سُندری۔ نہیں وہ بیچ بیچ دعوت ہی دینے آیا تھا ـــــ یہ سامنے مکان ہے اُن کا۔
دوسرا۔ کیا کہتی ہو سُندری ـــــ ارے وہ تو بہت بڑے وہ ہیں . . . .
تیسرا۔ کیا مطلب؟
دوسرا۔ وہی . . . یعنی بڑے نیک آدمی ہیں . . . کیسے آگئے یہاں؟
سُندری۔ بات یہ ہے کہ میرا آنا جانا یہاں لوگوں کو بہت ناگوار گذرا ہے۔ تگوڑے چاہتے
ہیں، کسی نہ کسی طرح مجھے اس مکان سے دھکا ل جائے۔ اب کیا بتاؤں تم لوگوں کو
ناک میں دم کر دیا پڑوس کے لونڈوں نے۔ کوٹھوں پہ چڑھ چڑھ کے کوڑا کرکٹ
پھینکتے ہیں ـــ ذرا باہر نظر ڈالو ــــــ یہ سب ہڈیاں آج ہی پھینکی گئی ہیں ـــ
اب کل سویرے بھنگن آئے گی تو اٹھواؤں گی . . . . میرا خیال ہے کہ وہ بھی اسی
آیا تھا مردود۔ یوں تو کھانے کی دعوت دے گیا تھا۔ جاتی تو ہیں ہیں چٹکیاں لے کر
یا تو نصیحتیں کرتا یا فضیحتیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تیسرا آدمی ۔ اجی ہٹاؤ سالے کو۔

دوسرا آدمی ۔ اچھا ہوا جو تم نہ گئیں۔ اگر چلی جاتیں تو بندہ تو جنگل کی راہ لیتا ـــــ میاں سُندری کا دم بہت غنیمت ہے۔

پہلا آدمی ۔ کیا شک ہے

سُندری ۔ آگ لگے سُندری اور اُس کے دم کو۔ کہیں بھی تو چین نہیں ملتا نگوڑ ماری کو ـــــ دربدر کی ٹھوکریں لکھی ہیں نصیب میں۔ دیکھ لینا یہاں سے بھی چند دنوں کے بعد یہ لوگ نکال باہر کریں گے۔ اب میں کیا کہوں اُن سے کسی سے ملتی نہیں، کسی سے کچھ لیتی نہیں، دیتی نہیں، پھر جانے کیوں مجھ نگوڑ ماری کی جان کے پیچھے پڑے رہتے ہیں ـــــ ادھر تم لوگوں کی خوشامد کروں، اُدھر اُن کے آگے ہاتھ جوڑ دوں . . . دو مہینے کا کرایہ پُورے دس روپے پیشگی منشی ٹھونک بجا کرے گیا تھا۔ پھر اس مکان کا دروازہ کھولا گیا تھا ـــــ کچھ بھی ہو، اب میں نے بھی تہیہ کر لیا ہے۔ مر جاؤں پر اس مکان سے کبھی نہیں نکلوں گی۔

(دروازے پر دستک ہوتی ہے)

پہلا ۔ یہ کون ؟

سُندری ۔ ہوٹل کا چھوکرا ہوگا

دوسرا آدمی ۔ ہاں خالی بوتلیں لینے آیا ہوگا۔

(دروازہ کھلتا ہے)

سُندری ۔ کون ہو تم ؟

میاں ۔ مَیں نے، میری بیوی نے اور میری لڑکی نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا ـــــ ہم

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تمہارے منتظر تھے۔

سُندری۔ مجھے فرصت نہیں ہے، جاؤ۔

میاں۔ کتنی دیر میں فرصت ہو جائے گی۔ ہم ایک دو گھنٹے اور انتظار کر سکتے ہیں۔

سُندری۔ تم دیکھتے نہیں یہاں کون بیٹھے ہیں۔

میاں۔ دیکھ رہا ہوں۔ میرے بھائی ہیں۔ یہ بھی ساتھ چلیں

سُندری۔ اپنے ان بھائیوں کو ساتھ لے جاؤ۔ میں نہیں جاؤں گی۔

میاں۔ کیوں؟

سندری۔ بس میں نہیں جاؤں گی۔ یہ تم ضد کی چنتی کیا کرتے ہو۔

میاں۔ معافی چاہتا ہوں۔ . . لیکن ایک بار پھر درخواست کروں گا کہ تم اپنا وعدہ پورا کرو۔ ہم دو گھنٹے اور تمہارا انتظار کر سکتے ہیں۔

سُندری۔ (لہجے میں تندی اور تلخی پیدا ہو جاتی ہے) تم چاہتے کیا ہو مجھ سے —— دفان کیوں نہیں ہوتے یہاں سے —— یہ جنہیں تم اپنا بھائی کہتے ہو اوّل درجے کے شرابی کبابی ہیں —— سنا؟ —— یہ میرے گاہک ہیں۔ میں ان کے پاس اپنا آپ بیچتی ہوں —— سمجھے —— میں ایک بازاری عورت ہوں —— ایک ویشیا —— کیا چاہتے ہو تم مجھ سے؟ —— میں کسی کے گھر نہیں جایا کرتی۔ میری سجی سجائی دکان موجود ہے، لوگ خود چل کر یہاں آتے ہیں۔ . . جو مال بیچتی ہوں۔ تمہیں خریدنا ہے تو آؤ اپنے ان بھائیوں کے ساتھ بیٹھ جاؤ —— ایک بوتل شراب کی منگاؤ، پیو اور چلاؤ . . . .

دوسرا آدمی۔ سندری . . .

سُندری۔ خاموش رہو . . . تنگ کر رکھا ہے ان شریف آدمیوں نے مجھے ——

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آج تو مجھے بھی ہلکا کر لینے دو . . . . دن اور رات کے کھانے پان کے یہاں جو ہڈیاں جمع ہوتی ہیں میرے گھر کے صحن میں پھینک دی جاتی ہیں۔ جو کوڑا اکٹھا ہوتا ہے ادھر لڑھکا دیا جاتا ہے۔ انسان کو انسان ہی نہیں سمجھا جاتا ـــــ اب مجھے دعوت دی جا رہی ہے ـــــ کیوں ؟ ـــــ کیا زہر دینے کا ارادہ ہے ؟

میاں۔ مجھے افسوس ہے۔ بعض لوگوں کی جہالت کے باعث تمہیں دکھ پہنچا۔ جو کوڑا ادھر گھر پھینکا جاتا ہے، کہو تو میں ہر روز جھاڑو دے کر صاف کر دیا کروں۔

سندری۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں ـــــ جاؤ، یہاں سے دفان ہو جاؤ ـــــ جاؤ

دوسرا آدمی۔ سُندری۔

سُندری۔ سُنتے ہو کہ نہیں ـــــ میں کہتی ہوں بھاگ جاؤ یہاں سے۔

دوسرا آدمی۔ سُندری ـــــ خاموش ہو جاؤ اب ـــــ (دوسری طرف مخاطب ہو کر) آپ اس وقت تشریف لے جائیے۔ چڑھ گئی ہے اس کے دماغ کو۔

سُندری۔ چڑھ گئی ہے میرے دماغ کو . . . . چلو ایسا ہی سہی . . . . اب جاؤ ٹکر ٹکر میرا منہ کیا دیکھتے ہو۔ کیا اور بے عزتی کرانا چاہتے ہو۔

میاں۔ میری تم نے کوئی بے عزتی نہیں کی ـــــ میں پھر آؤں گا۔

سُندری۔ اس وقت تو جاؤ (زور سے دروازہ بند کر دیتی ہے)

دوسرا آدمی۔ (توقف کے بعد) سندری، یہ تم نے کیا کیا ـــــ سچ سچ تم ـــــ بعض دفعہ حد ہی کر دیتی ہو۔

سُندری۔ بکو، بس مت کرو . . . .

(وہی ریکارڈ لگاتی ہے جو پہلے بجایا گیا ہے ـــــ چند گردو بجانے کے بعد

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس کو آہستہ آہستہ دھیما کر دیا جائے۔ جب ذیل کا مکالمہ شروع ہو تو عقب
میں اس ریکارڈ کی آواز آتی رہے)

لڑکی۔ معلوم ہوتا ہے انہیں ناکامی ہوئی ہے۔

بیوی۔ ریکارڈ جواب بجا شروع ہوا ہے۔ اس سے تو یہی پتا چلتا ہے

لڑکی۔ جب نہ تب یہی ریکارڈ بجایا جاتا ہے۔ میں تو سنتے سنتے تنگ آ گئی ہوں۔ کم بخت
ٹوٹ بھی تو نہیں چکتا۔

بیوی۔ نہ کبھی یہ ٹوٹے گا نہ کبھی یہ میسوا یہاں سے دفان ہوگی۔

(ریکارڈ ختم ہوتا ہے۔ شرابیوں کے قہقہوں کی آواز)

لڑکی۔ جانے کس بات پر اتنی ہنسی آتی ہے انہیں؟

بیوی۔ مذاق اڑا رہے ہیں تمہارے باپ کا؟

(دروازہ کھلنے کی آواز)

میاں۔ میرا کسی نے مذاق نہیں اڑایا۔ وہ تو بہت شریف آدمی ہیں۔

بیوی۔ کون؟

میاں۔ وہی جو اس عورت کے پاس بیٹھے ہیں۔ میں گیا تو انہوں نے میری بڑی عزت کی۔

بیوی۔ آپ کے ساتھ وہ آئی نہیں

میاں۔ بیٹے مہمانوں کو چھوڑ کر کیسے چلی آتی۔

لڑکی۔ ضرور اس نے انکار کیا ہوگا؟

میاں۔ آدمی بعض دفعہ جلدی میں غلط فیصلہ کر لیتا ہے۔ بعد میں اس کو بدل بھی دیتا ہے۔

بیوی۔ چلنے کی تاخیر ہو رہا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میاں۔ میں نہیں کھاؤں گا ـــــ تم دونوں کھالو۔

لڑکی۔ اس عورت نے تو آپ کا کھانا پینا اور سونا حرام کر دیا ہے ـــــ لعنت بھیجیے . . .

میاں۔ لڑکی! وہ انسان جو دوسرے انسان پر لعنت بھیجے انسان کہلانے کا کبھی مستحق نہیں ہو سکتا ـــــ وہ بیچاری پہلے ہی ایک لعنت میں گرفتار ہے۔ اب اس پہ تم اور لعنتیں بھیجنا چاہتی ہو۔ دنیا میں لعنتوں کی فراوانی اسی وجہ سے تو ہے ـــــ جاؤ، کھانا کھاؤ اور آرام کرو۔

(دور سے لڑنے جھگڑنے کی آوازیں آتی ہیں۔ ان آوازوں میں سندری کی آواز بھی شامل ہے)

بیوی۔ یہ کیا ہوا؟

لڑکی۔ شریف آدمی اپنی شرافت دکھا رہے ہیں۔

(شور شدت اختیار کر جاتا ہے)

بیوی۔ یہ تو کوئی بہت بڑا فضیتا معلوم ہوتا ہے۔

میاں۔ میں جا کے دیکھتا ہوں

بیوی۔ نہیں آپ نہ جائیے . . . .

لڑکی۔ شرابی ہیں، نشے میں کوئی چیز ہی دے ماریں گے . . . .

بیوی۔ یہ جھگڑا تو معلوم ہوتا ہے، اپنے پڑوسیوں سے کر رہی ہے۔

میاں۔ وہ سلتے جو رہتے ہیں، میں اُن کو سمجھاتا ہوں۔

(دور سے آواز آتی ہے کسی مرد کی جو سندری کو روکنا چاہتا ہے: سندری ـــــ سندری ـــــ سندری . . . رک جاؤ . . . . ٹھیرو ـــــ سندری . . !

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ساتھ ہی تیز قدموں کی دبی دبی چاپ بھی سنائی دیتی ہے — پھر ایک دم دروازہ زور سے کھلتا ہے، اور مائکروفون کے بالکل پاس وہی مرد" سندری" پکارتا ہے۔

سندری (سانس چڑھا ہوا ہے) یہ کیا تماشا بنا رکھا ہے تم اشرافوں نے . . . . ایک پل کے لئے مجھے چین نہیں لینے دیا جاتا . . . کیا بگاڑا ہے میں نے تم لوگوں کا؟ . . . . بتاؤ، بتاتے کیوں نہیں؟ . . . . بڑے بھولے بڑے شریف بنتے ہو، پر یہ سارے کانٹے تمہارے ہی تو بوئے ہوئے ہیں . . . . آئے تھے مجھے کھانے کی دعوت دینے — دو گھنٹے میرا انتظار کرنے کو تیار تھے، پر ان حرامی لونڈوں کو پھر دے کر بھیجنے میں تم نے ایک منٹ دیر نہ کی . . . . دیکھتے ہو میرا ماتھا . . . . دیکھتے ہو یہ لہو . . . . ڈوب مرنا چاہیئے تمہاری شرافت کو!

دوسرا آدمی ۔ سندری اب چلو یہاں سے۔

سندری ۔ تم ڈرتے ہو؟ . . . . اس بے ایمان اور دھوکے باز سے ڈرتے ہو — سامنے کھڑی ہو نا، منہ نوچ ڈالوں اگر ایک لفظ بھی منہ سے نکلے — رنڈی ہے ناچنے کا مزا نہ چکھادوں تو میرا نام سندری نہیں . . . . ناک میں دم آگیا ہے میرا ہر روز ایک نیا طریقہ مجھے چھیڑنے کا نکالا جاتا ہے، ہر روز میرے گھر میں گندگی پھینکی جاتی ہے — سن لو اگر پھر کبھی مجھے یوں ستایا گیا تو مجھ سے کوئی برا نہ ہوگا، تمہاری ان نیک بیبیوں کی زندگی دوبھر کر دوں گی . . . .

میاں ۔ غصہ ٹھنڈا ہو گیا — اب مجھے بتاؤ بات کیا ہوئی

سندری ۔ (اور زیادہ خشم آلود ہو کر) میرا غصہ اس وقت ٹھنڈا ہوگا جب تمہارے منہ پر تھوک دوں گی — تھو . . . .

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دوسرا آدمی۔ (گھبرا کر) سُندری ....

سُندری۔ کچھ نہیں .... سُنا اب میرا غصہ ٹھنڈا ہوا ہے

میاں۔ (بڑے تحمل کے ساتھ) تو بیٹھ جاؤ اور ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔

سُندری۔ تم ... تم ... (جذبات کی شدت کے باعث رو دیتی ہے اور تیز قدمی سے باہر چلی جاتی ہے۔ دروازہ زور سے بند ہوتا ہے۔ قدموں کی چاپ چند لمحات جاری رہتی ہے ـــــ رونے کی آواز بھی ساتھ ساتھ آتی ہے ـــــ اس کا مطلب یہ ہے کہ سُندری اپنے گھر جا رہی ہے)

دوسرا آدمی۔ سُندری۔

سُندری۔ (روتے ہوئے) چُپ رہو

دوسرا آدمی۔ تم نے بہت غلطی کی۔

سُندری۔ (روتے ہوئے) میں کہتی ہوں چُپ رہو ـــ چُپ رہو ـــ چُپ رہو

دوسرا آدمی۔ کتنا شریف آدمی ہے۔

سُندری۔ سات بھاڑ اور حقے کا پانی اس کی شرافت پر۔

دوسرا آدمی۔ کبھی کبھی تم بالکل آپے سے باہر ہو جاتی ہو ...

سُندری۔ (روتے ہوئے) دور ہوتے ہو کہ نہیں یہاں سے ... (دھکے دے کر اُس کو باہر نکال دیتی ہے) خبردار پھر یہاں کبھی نہ آنا ... جاؤ ... جاؤ ... (دروازہ زور سے بند کر دیتی ہے اور خود پھوٹ پھوٹ کے رونا شروع کر دیتی ہے) ... کبھی کبھی میں بالکل آپے میں نہیں رہتی ... میرا دل پتھر کا تو نہیں ہے ... اور یہ چوٹ جو میرے ماتھے پر لگی ہے .... اور

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یہ لہو . . . میں اس کا بدلہ لیتی . . . تھوک ہی تو پھینکی تھی میں نے، بھالا تو نہیں مار دیا تھا . . . بیٹھ جاؤ اور کی ذرا کے جاؤ . . . جیسے مجھے کھانے کو کچھ ملتا ہی نہیں، بھکارن ہوں . . . (روتی ہے) . . . باجی کہیں کا . . . (اس رکارڈ پر سوئی رکھتی ہے، رکارڈ بجنا شروع ہوتا ہے . . . سُندری کی سسکیاں بھی ساتھ ساتھ سُنائی دیتی ہیں) . . . . مرڈور . . . . دھوکے باز . . . . (چند سکنڈ ریکارڈ اور بجتا ہے۔ سُندری ضمیر کی سرزنش سے اکتا کر چلا اُٹھتی ہے) نہیں نہیں . . . نہیں . . . (ریکارڈ ایک دم اٹھالیتی ہے اور زمین پر پٹک دیتی ہے۔ پھر پھوٹ پھوٹ کے رونا شروع کر دیتی ہے۔ رونے کی یہ آواز آہستہ آہستہ تحلیل کر دی جائے)

(وقفہ)

بیوی ۔ آج کئی روز سے رکارڈ نہیں بجا۔

لڑکی ۔ شور و ور بھی سُنائی نہیں دیا۔

میاں ۔ پتا نہیں کیا بات ہے۔ تین چار دفعہ اُس کے یہاں گیا ہوں۔ اندر سے دروازہ بند ہوتا ہے۔ دستک دیتا ہوں پر کوئی بولتا ہی نہیں۔

بیوی ۔ شاید بیمار ہو۔

میاں ۔ میں نے یہی سوچا تھا اور اسی لئے گیا بھی تھا۔ پر اُس نے دروازہ ہی نہیں کھولا۔

لڑکی ۔ اُس نے آپ سے اُس روز جو سلوک کیا . . . .

میاں ۔ بھول جاؤ اُس کو۔ ایسی باتیں کبھی یاد نہیں رکھنی چاہئیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بیوی ۔ کیا آپ کا اب بھی یہی خیال ہے کہ اُسے سُدھارا جاسکتا ہے۔
میاں ۔ قطعی طور پر۔
بیوی ۔ کیسے ؟
میاں ۔ قدرت خود بخود کوئی راستہ پیدا کر دے گی ۔
(دروازے پر دستک ہوتی ہے)
بیوی ۔ (لڑکی سے) بیٹی ! دیکھیو کون ہے؟
میاں ۔ تم بیٹھو، میں دیکھتا ہوں۔
(قدموں کی چاپ ـــ دروازہ کھولنے کی آواز)
میاں ۔ آؤ . . . آؤ ـــ آجاؤ
سُندری ۔ (شرمندگی کے احساس کے ساتھ) میں . . . میں . . . .
میاں ۔ کئی بار تمہارے مکان پر گیا مگر شاید تمہاری طبیعت علیل تھی۔
سندری (رندھی ہوئی آواز کے ساتھ) مجھے . . . . مجھے معاف کر دیجئے
میاں ۔ (مسکرا کر) کس بات کی معافی مانگتی ہو . . . . آؤ، بیٹھو . . . تم نے
کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے مجھے رنج پہنچا ہو
سُندری ۔ میں نے اُس روز بہت بڑا پاپ کیا، مجھے معاف کر دیجئے (پاؤں پڑتے ہی
رونا شروع کر دیتی ہے)
میاں ۔ ارے . . . . رے . . . یہ کیا . . . سُندری اُٹھو . . . . مجھے
گنہگار نہ کرو۔
سُندری ۔ آپ ایک بار کہہ دیجئے کہ میں نے معاف کر دیا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میاں ۔ لو بھئی کہہ دیا ۔ ۔ ۔ اُٹھو اب ۔ ۔ ۔ ۔

سُندری (سُبکیاں) ۔ ۔ ۔ ۔ اتنے روز مجھے نیند نہیں آئی ۔ ۔ ۔ بس سوچتی رہی ۔ ۔ ۔ کیا کیا خیال مجھے نہیں آتے ۔ ۔ ۔ کئی بار سوچا کچھ کھا کے مر جاؤں ۔ ۔ ۔

میاں ۔ خودکشی کمزور آدمی کرتے ہیں۔

سندری ۔ میں تو ضرور کر لیتی اگر مجھ میں ہمت ہوتی۔

میاں ۔ یہ ہمت ہی کمزوری کا دوسرا نام ہے۔

سندری ۔ مجھے معاف کر دیا نا آپ نے ؟

میاں ۔ (مسکراتے ہے) ہاں کر دیا ۔ ۔ ۔ آؤ بیٹھو

سندری ۔ میں بس معافی مانگنے اور یہ کہنے آئی تھی کہ میں کل یہاں سے چلی جاؤں گی۔

میاں ۔ سُنو تو ۔ ۔ ۔ سُنو تو ۔ ۔ ۔

(قدموں کی چاپ)

میاں ۔ چلی گئی ۔ ۔ ۔ (وقفہ) خیر ۔ ۔ ۔ ۔

لڑکی ۔ کیا یہ وہی عورت تھی ؟

میاں ۔ وہی ۔ بالکل وہی ، مگر تم نے انقلاب دیکھا ؟ ۔ ۔ ۔ چند ہی دنوں میں کیا سے کیا ہو گئی ہے۔

لڑکی ۔ آج چہرے پر پاؤڈر سُرخی بھی نہیں تھی۔

میاں ۔ (وقفہ) مگر یہاں سے جا کیوں رہی ہے ؟

بیوی ۔ کیا کرے گی یہاں رہ کر —— شاید کہیں باہر جا کر شریفانہ زندگی بسر کرے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میاں۔ شریفانہ زندگی یہاں رہ کر بھی بسر کر سکتی ہے۔ . . . مجھے اُس کو سمجھانا چاہئے
کہاں در بدر ماری ماری پھرے گی۔ . . اُس کو یہ بیوقوفی نہیں کرنی چاہئے۔

بیوی۔ اب آپ اُس کے پاس جا رہے ہیں۔

میاں۔ ہاں۔

(قدموں کی چاپ چند لمحات تک ــــ اس کے بعد دستک)

سندری۔ (اندر سے آواز دیتی ہے) کون ہے؟

میاں۔ میں . . .

(دروازہ کھلتا ہے)

میاں۔ اندر آ سکتا ہوں؟

سندری۔ (گھبراتے ہوئے کچھ جھینپتے ہوئے) آئیے . . . آئیے

(دروازہ بند ہوتا ہے)

میاں۔ تم نے تو سچ مچ جانے کی تیاری کر لی۔

سندری۔ جی ہاں ــــ کل چلی جاؤں گی۔

میاں۔ کہاں جاؤ گی؟

سندری۔ چلی جاؤں گی کہیں . . . . اس زندگی سے اب نفرت ہو گئی ہے

میاں۔ اتنی جلدی؟

سندری۔ آدمی کو ہوتے دیر ہی کیا لگتی ہے۔

میاں۔ تم جاؤ نہیں . . . یہیں رہو

سندری۔ جی نہیں ــــ اب میں یہاں نہیں رہوں گی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میاں۔ میں تھوڑی دیر کے لئے یہاں بیٹھ سکتا ہوں

سندری۔ کیوں نہیں ــــ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔ شوق سے بیٹھئے۔

میاں۔ (رک رک کر) نہیں ــــ میرا آنا تمہیں ناگوار گذرا ہے۔

سندری۔ جی نہیں ــــ ناگوار کیوں گذرنے لگا۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ تشریف رکھئے۔

میاں۔ (بیٹھ جاتا ہے)۔۔۔ تم بہت اچھی ہو۔

سندری۔ جو آپ اچھے ہوتے ہیں۔ وہ بروں کو بھی اچھا سمجھتے ہیں

میاں۔ تم میں کیا برائی ہے؟ ــــ ایک تھی سو دور ہو گئی۔۔۔ اب آرام سے زندگی بسر کرو۔ یہاں سے جانے کی کیا ضرورت ہے، تمہیں کوئی نہیں ستائے گا میں اس کا وعدہ کرتا ہوں۔

سندری۔ آپ کی بہت مہربانی، لیکن یہاں میرا گذر کیسے ہوگا۔۔۔ کسی گھر میں آپ مجھے نوکر کرا دیں۔۔۔ لیکن مجھے نوکر کون رکھے گا؟۔۔۔

میاں۔ یہاں میرے پاس بیٹھو۔۔۔ بیٹھ جاؤ۔۔۔ (سندری جھجکتی جھجکتی پاس بیٹھ جاتی ہے) تم نوکر بننا چاہتی ہو۔۔۔ کس کی؟

سندری۔ کوئی بھی رکھ لے۔

میاں۔ (آواز میں لرزش سی پیدا ہو جاتی ہے) اور جو کوئی خود تمہارا نوکر بننا چاہے۔ (سندری کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے مگر وہ فوراً یوں ہٹا لیتی ہے جیسے سانپ نے ڈس لیا ہے) میرا مطلب ہے ــــ میرا مطلب ہے۔۔۔۔

سندری۔ کیا مطلب ہے آپ کا؟

میاں۔ دیکھو سندری۔۔۔ اب تمہیں کوئی نہ ستائے گا، بڑے آرام سے زندگی بسر کرو گی۔۔۔ چند دنوں ہی میں تمہیں بہت بڑا فرق محسوس ہوگا اور۔۔۔۔ اور۔۔۔۔ (خشک مسکراہٹ کے ساتھ) تمہاری زندگی اب ایک نئی کروٹ بدلے گی۔۔۔ سندری تم نہیں جانتی کہ تم کتنی سندر ہو۔۔۔ تمہیں بڑے بڑے آدمیوں کی صحبت میں دیکھ کر مجھے کتنا دکھ ہوتا تھا۔۔۔ لیکن اب۔۔۔ اب۔۔۔ تم خاموش کیوں بیٹھی ہو۔۔۔ کچھ بولو۔۔۔ کچھ کہو۔۔۔۔

سندری۔ (ایک دم اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔ بہت کچھ کہنا چاہتی ہے مگر کہہ نہیں سکتی) چلے جائیے یہاں سے

میاں۔ لیکن۔۔۔ لیکن۔۔۔

سندری۔ چلے جاؤ یہاں سے۔

میاں۔ اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ تو میں کل آؤں گا۔۔۔ تم سوچ لینا

(قدموں کی چاپ ــــ دروازہ کھلنے پھر ایک دم زور سے بند کرنے کی آواز ــــ اس کے بعد پھر قدموں کی چاپ، چند لمحات کے بعد دروازہ کھلنے کی آواز جس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا ایکٹر اپنے مکان میں پہنچ گیا ہے)

بیوی۔ مل آئے؟

میاں۔ ہاں مل آیا۔۔۔ وہ تو جانے کے لئے بالکل تیار تھی۔

بیوی۔ آپ کے کہنے سے رک گئی۔

میاں۔ ہاں رک ہی گئی۔ بہت دیر تک سمجھانا پڑا۔

بیوی۔ کیا کہتی تھی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میاں ۔ کچھ نہیں ۔ بیچاری بہت پریشان تھی ــــ آدمی پریشان ہو ہی جاتا ہے اس حالت میں برسوں ایک ڈگر پر چلتے چلتے ایک دم نیا راستہ اختیار کرتے وقت دل ودماغ پر بہت اثر پڑتا ہے۔

لڑکی ۔ تو اب وہ نہیں جائے گی۔

میاں ۔ کہاں جائے گی؟ . . . . اس جگہ اور دوسری جگہ میں فرق ہی کیا ہے ــــ کچھ بھی نہیں . . . میں نے اس کو سمجھایا کہ تمہیں نئی کروٹ لینی چاہئے تاکہ تمہاری زندگی خوشگوار بن جائے ، تمہارے سب دلدر دور ہو جائیں۔

بیوی ۔ بہت خوشی کی بات ہوگی ۔ اگر وہ سمجھ جائے۔

(دور سے سندری اور ایک مرد کے قہقہوں کی آواز آتی ہے ۔ ساتھ ہی گراموفون رکارڈ بجنا شروع ہوتا ہے جو پہلے کئی بار سندری کے ہاں بجتا رہا ہے . . . . آہستہ آہستہ فیڈ آؤٹ)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خودکشی

افراد

عورت . . . آج کل کے زمانے کی فیشن ایبل عورت

چچا . . . پُرانی وضع کے بزرگ

ہیرو . . . ہیرو انجیا ڈرامہ کی ہیرو وہی لباس

نوکرانی . . . جوان عورت خادماؤں کے لباس میں

پردہ اُٹھتا ہے —— سٹیج پر بالکل اندھیرا چھایا ہے۔ سامنے ایک عورت کرسی پر بیٹھی ہے۔ بال کھلے ہیں۔ صرف اس کے چہرے پر روشنی پڑ رہی ہے۔ عقب میں آرکسٹرا پر ایک دردناک دُھن بجائی جا رہی ہے —— عورت اُٹھتی ہے اور سفید رومال سے اپنے آنسو پونچھتی ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عورت۔ (سسکیاں لیتی ہے) . . . میری دُنیا تاریک ہو گئی ہے —— چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا دکھائی دے رہا ہے —— اے خدا اب کیا ہو گا! زندگی میں اب کیا لطف باقی رہ گیا ہے —— وُہ جس سے مجھے محبت تھی، وُہ جس کی خاطر میں زندہ تھی —— وُہ جو میرے دل کی دھڑکن تھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سو گئی ہے —— اب میں کیا ہوں —— اس کے بغیر کیا میری زندگی ایسا ساز نہیں جس کی ساری طربیں علیحدہ کر دی گئی ہوں —— جس کے سارے تار توڑ ڈالے گئے ہوں —— موت —— آہ —— ظالم موت —— تو نے کچھ دیر تو صبر کیا ہوتا —— اتنی جلدی کیا تھی —— دُنیا میں تجھے کئی آدمی مرنے کے لئے تیار مل جاتے —— وُہ تو ابھی زندہ رہنا چاہتا تھا —— اُس نے تو ابھی محبت کی دُنیا بسائی ہی تھی کہ تو نے اپنی سرد آغوش میں لے لیا۔ . . . . (روتی ہے) . . . مَیں کیا سوچ رہی ہوں —— یہ رونا دھونا کیسا —— اس کے ساتھ تو میری زندگی کا بھی خاتمہ ہو چکا ہے —— مجھے خودکشی میں دیر نہ کرنی چاہئے۔

(آہستہ آہستہ اسٹیج کا اندھیرا دور ہونا شروع ہوتا ہے۔ چند لمحات میں پورا اسٹیج روشن ہو جاتا ہے۔ عورت اپنے پریشان بال سنوارتی ہے۔ کرسی پر بیٹھتی ہے اور گھنٹی بجاتی ہے۔ عقبی موسیقی بند ہو جاتی ہے)

عورت۔ مجھے فوراً خودکشی کر لینی چاہئے۔

(نوکرانی داخل ہوتی ہے)

نوکرانی۔ جی سرکار۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عورت ۔ میں خودکشی کرنا چاہتی ہوں۔
نوکرانی ۔ کب سرکار ؟
عورت ۔ ابھی، اسی وقت۔
نوکرانی ۔ بہت اچھا سرکار۔
عورت ۔ چچا جان کو بھیج دو یہاں۔
نوکرانی ۔ بہت اچھا سرکار!

(چلی جاتی ہے)

عورت ۔ (اٹھ کر فیصلہ کن لہجے میں) میں خودکشی کروں گی۔ چچا جان کی سخت گیری اور قدامت پرستی ہی کے باعث میرے محبوب نے جان دی ہے۔ اگر چچا جان شادی پر رضامند ہو جاتے تو اس کی صحت چٹکیوں میں اچھی ہو جاتی مگر وہ اپنی ہٹ پر قائم رہے اور ۔ ۔ ۔ اور ۔ ۔ ۔

(قدموں کی چاپ، پھر چچا جان کا داخلہ)

چچا ۔ بیٹی تو نے مجھے بلایا ہے ؟
عورت ۔ ہاں چچا جان۔ میں نے ہی آپ کو بلایا ہے۔
چچا ۔ کیا بات ہے ؟
بیٹی ۔ میں خودکشی کرنا چاہتی ہوں۔
چچا ۔ خیال بُرا نہیں لیکن تمہارا ارادہ کب ہے ؟
بیٹی ۔ اسی وقت، ابھی ابھی (بیٹھ جاتی ہے)
چچا ۔ (کرسی پر بیٹھ جاتا ہے) رات کے بارہ بج چکے ہیں اور میں ٹھیک سوا بارہ بجے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سو جانے کا عادی ہوں —— تمہیں خودکشی کرنے سے پہلے کچھ لکھنا بھی ہوگا جس پر کافی وقت صرف ہو جائے گا —— اور پھر مجھے اس کی عبارت کی غلطیاں دُرست کرنا پڑیں گی۔ کیونکہ جتنے خط تم نے اب تک اپنے دوست کو لکھے ہیں سب کے سب زبان کی غلطیوں سے پُر ہیں —— مَیں نہیں چاہتا کہ تمہاری آخری تحریر جو کئی آدمیوں کی نظر سے گذرے گی غلط سلط ہو —— میری زبان دانی مشہور ہے۔ میرے اشعار لوگ سند کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اگر تمہاری تحریر میں املا۔ اور گرامر کی غلطیاں موجود رہیں تو میری ناک کٹ جائیگی۔

بلیٹی۔ مجھے زبان کی کوئی پروا نہیں —— میں ہمیشہ خیالوں کو ترجیح دیتی رہی ہوں اور اپنی آخری تحریر میں بھی اپنی اس انفرادیت کو قائم رکھوں گی —— زبان آخر ہے کیا۔ اس کو اتنی اہمیت کیوں دی جاتی ہے —— میرے خط جن کی اغلاط سے آپ کا ناک کٹتا ہے۔

چچا۔ ناک مونث ہے مذکر نہیں۔

عورت۔ مَیں جانتی ہوں۔ لیکن آپ کی ناک کسی صورت میں بھی مونث نہیں ہوسکتی۔ اگر آپ کی ناک مونث ہوتی تو آپ ولایت سے وُہ مشین کبھی نہ منگاتے جس سے موٹی ناکیں چھوٹی اور پتلی ہو جاتی ہیں۔

چچا۔ (اُٹھ کھڑا ہوتا ہے) تم میری ناک پر ناجائز حملہ کر رہی ہو۔

عورت (اُٹھ کھڑی ہوتی ہے) آپ میری زبان پر بیجا اعتراض کر رہے ہیں —!

چچا۔ تم بدتمیزی کی . . . . آخری حد تک پہنچ کر ترقی پسند ہو گئی ہو۔

عورت۔ آپ مجھے گالی دے رہے ہیں۔ جس کا آپ کو کوئی حق نہیں ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

چچا۔ تم بھولتی ہو۔ میں تمہارا چچا ہوں

عورت۔ (بیٹھ جاتی ہے) میں بھول گئی تھی۔ آپ واقعی میرے چچا ہیں جس کا بہت بڑا ثبوت یہ ہے کہ آپ نے مجھے اپنی مرضی کی شادی کرنے کی اجازت نہ دی

چچا۔ (بیٹھ جاتا ہے) اپنی مرضی سے اگر کوئی مرد یا عورت شادی کرے تو اُسے رُومان لڑانا کہتے ہیں جو شریف گھرانوں میں سخت معیوب سمجھا جاتا ہے ——— میں شریف آدمی ہوں۔ شریف آدمی ہونے کے علاوہ چونکہ تمہارا چچا ہوں۔ اس لئے میں نے ایسے رومان کی اجازت نہیں دی۔

عورت۔ آپ رومان لڑانا کیوں کہتے ہیں۔ یہ بہت بُرا معلوم ہوتا ہے۔

چچا۔ فصحا نے اسے یُوں ہی لکھا ہے۔ اس میں اب کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی

عورت۔ رُومان لڑانا بہت بھدی ترکیب ہے ——— مُرغ لڑائے جاتے ہیں بٹیریں لڑائی جاتی ہیں ——— یہ رومان لڑانا کیا ہوا۔

چچا۔ تم خودکشی کرنے والی تھی۔

عورت۔ میں خودکشی کرنے والی تھی نہیں بلکہ ہوں۔ مجھے آپ سے اجازت لینا تھی۔

چچا۔ میری طرف سے تمہیں اجازت ہے۔ خدا کرے تم اس میں کامیاب ہو جاؤ ——!

عورت۔ کامیابی کے لئے دُعا کا شکریہ . . . . مگر اس سے پیشتر کہ میں اپنی جان اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں، میں اپنا پُورا پُورا اطمینان کرنا چاہتی ہوں کہ میرے اس فعل سے آپ کی ناک کو کوئی صدمہ نہیں پہنچے گا۔

چچا۔ نہیں، موت سے ناک کو صدمہ پہنچنے کا احتمال بہت ہی کم ہوتا ہے اور پھر جب تم اپنی آخری تحریر میں صاف صاف لکھ دو گی کہ میں نے یعنی تم نے اپنی زندگی کا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خاتمہ اس لئے کیا تھا کہ مجھے فلاں آدمی سے پاک محبت تھی۔ پاک کا لفظ بہت ضروری ہے

عورت۔ کیا محبت خود ہی پاک نہیں ہوتی۔

چچا۔ نہیں اکیلی محبت پاک نہیں ہو سکتی جب تک اس کی وضاحت نہ کی جائے۔

عورت۔ تو کیا محبت کے ساتھ مجھے پاک ضرور لکھنا پڑیگا ؟

چچا۔ تم کوئی فکر نہ کرو ــــــ میں اس تحریر کا مسودہ تمہیں تیار کر کے دے دوں گا تمہارا کام صرف نقل کرنا رہ جائے گا۔

عورت۔ اور اگر میں آپ کی عبارت نقل کرنے سے انکار کر دوں۔

چچا۔ تو میں تمہیں خودکشی کی اجازت نہیں دوں گا۔

عورت۔ (توقف کے بعد) چونکہ مجھے خودکشی کرنا ہے۔ اس لئے میں آپ کی عبارت نقل کر دوں گی ــــــ فرمائیے اس تحریر کا مسودہ مجھے کب مل جائیگا ؟

چچا۔ کل صبح ناشتے پر

عورت۔ ذرا خوشخط لکھنے گا تاکہ میں آسانی سے پڑھ لوں۔ آپ شکستہ خط میں لکھنے کے عادی ہیں۔

چچا۔ میں اپنا خط نہیں بدل سکتا۔ لیکن میں تین چار بار پڑھ کے تمہیں سنا دوں گا۔ میرا خیال ہے، پھر نقل کرنے میں تمہیں کوئی دقت پیش نہ آئے گی۔

عورت۔ بہت بہتر

چچا۔ اچھا تو میں اب جاتا ہوں۔

(چلتا ہے)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عورت۔ (اُٹھ کر) شب بخیر۔

چچا۔ شب بخیر ——— میں اب سوتے وقت اس کا مضمون سوچوں گا، مجھے یقین ہے کہ بہت ہی شاندار چیز بن جائے گی اور کوئی عجب نہیں کہ خودکشی کے بعد تم فرہاد کی شیریں اور مجنوں کی لیلےٰ سے بھی بازی لے جاؤ گی۔

عورت۔ خدا آپ کی زبان مبارک کرے۔

(چچا چلا جاتا ہے)

عورت۔ (توقف کے بعد) کچھ فیصلہ تو ہو گیا ——— مجھے تو یہ اندیشہ تھا کہ چچا جان مجھے خودکشی کی اجازت ہی نہیں دیں گے ——— بہرحال یہ مرحلہ طے ہو گیا۔ اب ان کا مضمون تیار ہو جائے تو میں اسے نقل کر کے فوراً ہی زہر کھا لوں گی (الماری کی طرف بڑھتی ہے) زہر مجھے ابھی گھول گھال کے رکھ دینا چاہئے تاکہ صبح وقت ضائع نہ ہو (الماری میں سے زہر کی شیشی نکالتی ہے! پانی بھرے گلاس میں اس کے چند قطرے ڈالتی ہے)۔ . . . کل صبح ناشتے پر ——— یعنی چائے کے بجائے مجھے یہ زہر پینا ہوگا۔

(دستک ہوتی ہے)

عورت۔ کون ہے؟

(پھر دستک ہوتی ہے)

عورت۔ کون ہے؟

(قدموں کی آواز ——— پھر سامنا دروازہ کھلا جاتا ہے اور تمیز پریشان حالت میں اندر داخل ہوتی ہے)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عورت ۔ کون ہو تم ؟

ہیر ۔ کیا میں اندر آسکتی ہوں ؟

عورت ۔ تم اندر آ سکتی ہو مگر یہ تو بتاؤ کہ تم ہو کون ؟

ہیر ۔ میں ذرا دم لے لوں تو آپ کو سب کچھ بتاتی ہوں ـــــ میں سخت گھبرائی ہوئی ہوں ـــــ دروازہ بند کر دوں ؟ (دروازہ بند کر دیتی ہے) ـــــ وہ یہاں ضرور آ جائے گا ۔

عورت ۔ کون یہاں آ جائے گا ؟

ہیر ۔ آپ اُسے جانتی ہیں ؟

عورت ۔ کسے ؟

ہیر ۔ رانجھے کو ۔

عورت ۔ کون رانجھا

ہیر ۔ تخت ہزارے کا رانجھا ۔ چودھری موجو کا چھوٹا لڑکا دھیدو جسے لوگ رانجھے کے نام سے پکار تے ہیں ۔

عورت ۔ میں کسی چودھری موجو کے لڑکے دھیدو کو نہیں جانتی ـــــ بتاؤ تم کون ہو ؟

ہیر ۔ ہیر

عورت ۔ کون ہیر ؟

ہیر ۔ مہر چوچک کی بیٹی ہیر ـــــ جسے ہیر سیال بھی کہتے ہیں ۔

عورت ۔ میں اب سمجھی ـــــ تو تم " ہیر رانجھے " والی ہیر ہو ـــــ پر تم یہاں کیسے آ گئیں ـــــ کرسی پر بیٹھ جاؤ ۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہیر۔ (کرسی پر بیٹھ جاتی ہے) میں اور رانجھا دونوں سینما دیکھنے آئے تھے ـــــ فلم ہمارا ہی قصہ تھا۔ آدھا دیکھ کر ہی میرا سر چکرانے لگا۔ چنانچہ بھتی میں تو وہاں سے انٹرول ہوتے ہی بھاگ آئی۔ مگر مجھے ڈر یہ ہے کہ رانجھا میرا پیچھا کرتا یہاں پہنچ جائے گا اور مجھے پکڑ کر پھر وہیں لے جائے گا۔

عورت۔ کہاں؟

ہیر۔ اسی جگہ جہاں ہمیں قید کیا گیا ہے۔

عورت۔ (کرسی پر بیٹھ جاتی ہے) وہاں اور کون کون ہے۔

ہیر۔ بہتیرے ہیں۔ شیریں ہے اس کا چاہنے والا فرہاد ہے۔ لیلیٰ ہے۔ مجنوں ہے مرزا ہے صاحباں ہے۔ نل ہے، دمینتی ہے ـــــ بے شمار ہیں

عورت۔ تمہیں رانجھے سے اب محبت نہیں رہی؟

ہیر۔ محبت کیسے قائم رہ سکتی ہے بہن اُسے تو ہر وقت بانسری بجانے سے کام ہے ـــــ شامت اعمال سے ایک دفعہ میں نے اُس سے کہا تھا کہ تم بہت سُریلی بانسری بجاتے ہو ـــــ اب اس کے منہ سے نگوڑا بانس ہی نکلا۔ اجی آتی نہیں ہوتا۔ جب دیکھو درخت پر چڑھ کر بانسری بجا رہا ہے ـــــ یہ دیوانہ پن نہیں تو کیا ہے اور۔ پھر جناب کو ڈھور ڈنگر چرانے کا بہت شوق ہے ـــــ میں ہزار کہتی ہوں کہ رانجھا یہ کھیڑے نہیں جہاں تمہیں گائیں بھینسیں مل جائیں گی ـــــ یہاں دودھ کی نہریں بہتی ہیں۔ دودھ پیو اور مزے سے لمبی تان کر سو جاؤ۔ مگر اس کے سر پر تو وہی پُرانا بھوت سوار ہے۔ کہتا ہے۔ نہیں جب دودھ موجود ہے تو گائے بھینسیں بھی کہیں نہ کہیں ضرور ہوں گی ـــــ ایک

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دن میں انہیں ڈھونڈ نکالوں گا۔ پھر ہم دونوں انہیں چرایا کریں گے ——— شیریں بچاری بھی اسی طرح فرہاد کے ہاتھوں بہت دکھی ہے۔ جناب تو میں گھنٹے ہاتھ میں تیشہ لئے پتھر پھوڑتے رہتے ہیں ——— شیریں پوچھتی ہے۔ فرہاد یہ تم کیا کرتے ہو۔ جواب ملتا ہے۔ تمہارے لئے یہ پہاڑ کاٹ کر دودھ کی نہر جاری کرتا ہوں ——— وہ بیچاری کہتی ہے کہ فرہاد یہاں دودھ کی سینکڑوں نہریں موجود ہیں جن کو دیکھ دیکھ کر میں تنگ آگئی ہوں ——— اگر کچھ کرنا ہی چاہتے ہو تو ان میں سے ایک نہر کم کر دو ——— مگر وہ شیریں کی ایک نہیں سنتا اور دن رات اپنے کام میں مشغول رہتا ہے

عورت ۔ یہ تو عذاب ہوا

ہیر ۔ عذاب جیسا عذاب ——— بس ہمارا صرف یہ گناہ ہے کہ ہم نے ان مردوں کیلئے اپنی جان دی ——— بیچاری سوہنی کی حالت تو میں بیان نہیں کر سکتی ——— مہینوال صاحب ہر وقت اپنی ران کے گوشت کا قیمہ بناتے رہتے ہیں اور بیچاری نصیبوں جلی کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ اس قیمے کے بنے ہوئے کباب کھائے اُسے اُبکائیوں پر اُبکائیاں آتی ہیں مگر مہینوال صاحب اُس کے منہ میں یہ کباب ٹھونستے ہی رہتے ہیں ——— اسی پر بس نہیں ——— سوہنی پر یہ حکم عائد ہے کہ وہ رات کو کچا گھڑا لے کر دودھ کی نہر طے کیا کرے۔ وہ دریائے چناب میں تیرنے والی دودھ کی نہر میں کیسے تیر سکتی ہے۔ مگر کیا کرے۔ ایک بار حماقت کر چکی ہے سو اس کی سزا بھگت رہی ہے۔

عورت ۔ لیلٰے کا بھی بُرا حال ہوگا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہیر۔ جی ہاں —— لیلےٰ ہزار بار میاں مجنوں سے کہہ چکی ہے۔ مجھے مت ڈھونڈو میں تمہارے سامنے موجود ہوں مگر وہ نہیں مانتے اور لیلےٰ کو چھوڑ کر صحرا کی خاک پھانتے رہتے ہیں

عورت۔ میں تو سمجھتی تھی کہ تم لوگ بہت خوش ہوگے۔

ہیر۔ خاک بھی خوش نہیں —— یہ دُنیا جلدی جلدی ختم ہو تو ہمیں اس عذاب سے نجات ملے — محبت ہوئی تھی لیکن اس میں مرجانا کیا ضروری تھا —— میں تو بہن اس وقت کو روتی ہوں جب میں نے بغیر سوچے سمجھے خودکشی کر لی —— ہیر رانجھے سے پل بھر کے لئے جدا نہیں ہو سکتی —— شیریں، فرہاد سے ایک لمحے کے لئے نہیں ہٹ سکتی —— زندگی اجیرن ہو گئی ہے۔

(دُور سے بانسری کی آواز آتی ہے)

ہیر۔ لیجئے، جناب آپہنچے —— دُنیا اتنی ترقی کر گئی ہے۔ اگر کچھ بجانا ہی ہے، تو وائلن بجائیں، گٹار بجائیں —— سیکسوفون بجائیں، مگر انہیں سمجھائے کون؟ ....اچھا بہن چلتی ہوں.... اپنے تو مقدر میں بانسری کی یہی تانیں لکھی ہیں ...خدا حافظ!

(دروازہ کھول کر باہر چلی جاتی ہے۔ بانسری کی آواز چند لمحات تک آتی رہتی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ غائب ہو جاتی ہے۔ عورت دروازے کے پاس سے ہٹ کر کرسی پر بیٹھتی ہے اور گھنٹی بجاتی ہے —— قدموں کی آواز —— پھر نوکرانی کا داخلہ)

نوکرانی۔ جی سرکار —— !

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عورت۔ میں نے خودکشی کرنے کا خیال چھوڑ دیا ہے۔

نوکرانی۔ بہت اچھا سرکار۔

عورت۔ چچا جان سو رہے ہیں یا جاگتے ہیں ؟

نوکرانی۔ جاگتے ہیں۔ مجھے اپنے پاس بٹھا کر وہ آپ کے لئے "پاک محبت" پر ایک مضمون سوچ رہے تھے۔

عورت۔ چچا جان سے کہدو کہ وہ تمہیں اپنے پاس بٹھا کر میرے لئے پاک محبت پر مضمون نہ سوچیں۔ میں نے خودکشی کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔

نوکرانی۔ بہت اچھا سرکار!

(نوکرانی چلی جاتی ہے۔ عورت گلاس کا سارا زہر فرش پر انڈیل دیتی ہے)

پردہ

---

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہتک

(فیڈ اِن ——— پیالی اور پیچ بجانے کی آواز آئے جو آہستہ آہستہ
قریب آتی جائے۔ ساتھ ہی ہاتھ ہوٹل کے چھوکرے کی سیٹی کی آواز
بھی آئے جو کسی فلمی دھن پر ہو ——— بمبئی میں ہوٹل کے چھوکرے
جو ہوٹل سے باہر چائے وغیرہ لے کر جاتے ہیں "باہر والے" کہلاتے ہیں
یہ عموماً چائے کی خالی پیالی اور پیچ آپس میں بجایا کرتے ہیں کہ بلڈنگ کے
رہنے والوں کو ان کی موجودگی کا علم ہو جائے اور وہ آرڈر دے سکیں)

سوگندھی۔ اے باہر والا

باہر والا۔ آیا ——— (چند سکنڈوں کے بعد) کیا لاؤں سوگندھی

سوگندھی۔ دو چائے لا۔ ایک میں پانی کم ایک میں پانی زیادتی ——— اور
دیکھ دو پان ——— ایک لونا سادہ۔ ایک دیسی کالا تمباکو۔
چونا زیادہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

باہر والا۔ بس
سوگندھی۔ بس ـــــ جلدی آ ـــــ (چٹکی بجاتی ہے)
(باہر والا یہاں اور پیچ بجاتا چلا جاتا ہے۔ چند لمحات تک یہ آواز آتی ہے)
مادھو۔ کیا نام ہے تیرا؟
سوگندھی۔ (ادا کے ساتھ) سوگندھی
مادھو۔ سوگندھی ـــــ اور تیری اس کھولی میں جو بُری بُری باس آتی ہے
چھی چھی چھی ـــــ کیسے رہتی ہو تم یہاں؟
سوگندھی۔ لے دو نا کوئی اچھا سا فلیٹ۔
مادھو۔ پر تیرا دھندا تو یہی رہے گا ـــــ اس کی بُری باس تو آتی ہی رہے گی
ـــــ سوگندھی تیرا نام اتنا اچھا ہے تو آپ بھی اتنی اچھی ہے۔ پر تو یہ کیا دھندا
کر رہی ہے ـــــ کیا بھاڑا ہے اس کھولی کا؟
سوگندھی۔ اٹھارہ روپے اور میرا بھاڑہ ہے دس روپے، جس میں سے ڈھائی
دلالی کے چلے جاتے ہیں۔
مادھو۔ لاج نہیں آتی تجھے اپنا بھاؤ بتاتے ـــــ جانتی ہے تو میرے ساتھ
کس چیز کا سودا کر رہی ہے اور میں تیرے پاس کیوں آیا ہوں ـــــ چھی چھی
چھی ـــــ تیرا بھاڑہ دس روپے ـــــ اور جیسا کہ تو کہتی ہے ڈھائی روپے
دلالی کے ـــــ باقی رہے ساڑھے سات ـــــ رہے نا ساڑھے سات؟
سوگندھی۔ ہاں ساڑھے سات
مادھو۔ اِن ساڑھے سات روپلیوں میں تو مجھے ایسی چیز دینے کا وچن دیتی ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جو تُو دے ہی نہیں سکتی اور —— اور (ہنستا ہے) اور میں ایسی چیز تجھ سے لینے
آیا ہوں جو میں لے ہی نہیں سکتا

سوگندھی۔ پھر تُو آیا کس لئے ہے؟

مادھو۔ آیا کس لئے ہوں —— (توقف کے بعد جیسے جواب سوچ رہا ہے) یہ تُو
ہی سوچ کہ آیا کس لئے ہوں —— بات تو یہ ہے کہ تو نے آج تک کبھی سوچا ہی
نہیں ہے —— مجھے تو کوئی عورت بھی پیسے گی پر کیا میں تجھے بیچتا ہوں ——
کیا یہ سوچنے کی بات نہیں؟ —— سوگندھی تو بہت ہی بھولی ہے ——
پگلی تیرا میرا ناتا ہی کیا ہے۔ کچھ بھی نہیں —— بس یہ دس روپے ہیں جن میں
ڈھائی دلال لے جائے گا اور باقی اِدھر اُدھر بکھر جائیں گے —— یہ دس
روپے ہیں جو تیرے اور میرے بیچ میں بج رہے ہیں۔ تیرا من کچھ اور سوچتا ہے اور
میرا من کچھ اور۔

سوگندھی۔ یہ تو کھری بات کہی ہے تُو نے۔

مادھو۔ کیوں نہ کوئی ایسی بات کریں کہ تجھے میری ضرورت ہو اور مجھے تیری ——
پگلی دُنیا میں روپیہ ہی سب کچھ نہیں ہے —— پریم کے دو سچے بول اگر
تجھ سے کوئی بول جائے تو دیکھ کیا ہوتا ہے۔ تیرے جیون کا سب اندھیارا دُور
ہو جائے گا —— کیا بگاڑا ہے اِس کھولی کا؟

سوگندھی۔ (ایک دم چونک کر جیسے خیالات کی دُنیا میں کھو گئی تھی) ک۔۔
ک۔۔۔ کیا کہا؟

مادھو۔ میں کہتا ہوں یہ دھندا چھوڑ —— پُونے میں حوالدار ہوں۔ پرمیشر کا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دیا بہت کچھ ہے ـــــــ مہینے میں ایک بار آیا کروں گا تین چار دن کے لئے
. . . . یہ . . . . یہ تیری ناک کو کیا ہو گیا ہے۔ اتنی لال کیوں ہے؟

سوگندھی۔ لال ہے کیا؟

مادھو۔ تجھے کچھ پتا ہی نہیں ـــــــ سچ ہے تجھے بتانے والا کون ہے۔ تیری ماں ہوتی، تیرا باپ ہوتا ـــــــ تیرا . . . . . کہیں زکام نہ ہو جائے تجھے۔ ٹھہر میں تیرے لئے دوا لاتا ہوں ـــــــ کوئی ڈاکٹر آجو باجو . . . . .

سوگندھی۔ تم چنتا نہ کرو مادھو۔ یہ کچھ بھی نہیں۔ اپنے آپ ٹھیک ہو جاؤں گی۔

مادھو۔ کیا کہا . . . . (توقف کے بعد) ارے . . . . یہ ننگی تصویریں تو نے اپنے سرہانے کیا لٹکا رکھی ہیں . . . . چھی چھی چھی ـــــــ کبھی میرے ہوتے یہ بالکل یہاں نہیں رہیں گی (تصویریں پھاڑنے کی آواز) . . . . میں تجھے اور تصویریں لا دوں گا . . . . . (توقف کے بعد) اور یہ گھڑا ـــــــ کتنا میلا ہے ایک کا پانی بھرا ہے اس میں ـــــــ اور یہ چیتھڑے ـــــــ یہ چندیاں ـــــــ کتنی بری باس آتی ہے ان سے؟ ـــــــ اٹھا کر باہر پھینک ان کو۔ تیرا جی نہیں گھبراتا۔

سوگندھی۔ رہنے بھی دو۔

مادھو۔ ارے کیا رہنے دوں ـــــــ سالا ہر جگہ کچرا پڑا ہے ـــــــ تجھے گھن نہیں آتی؟ ـــــــ کیا بھاڑا ہے اس کھولی کا؟

سوگندھی۔ اٹھارہ روپے

مادھو۔ پونا پہنچتے ہی منی آرڈر کر دوں گا ـــــــ (توقف کے بعد) کوئی نوکر نہیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تیرے پاس ـــــ تیری کنگھی بھی ٹوٹی ہوئی ہے جبھی تو تیرے بالوں کا ستیاناس
ہو رہا ہے۔ کتنا دکھ ہوتا ہے مجھے ـــــ یہی گھر بس کا تو . . . . کیا بھاڑا
دیتی ہے تُو اس گھر کا؟ ـــــ یہی گھر جس میں جگہ جگہ کچرا پڑا ہے بڑا اُسندر
ہو سکتا ہے ـــــ ہو کیا سکتا ہے اب ہوگا ـــــ تو دیکھتی رہ کیا ہوتا ہے۔
پُونے میں حوالدار ہوں۔ مہینے میں ایک بار آیا کروں گا تین چار دن کے لئے
ـــــ یہ دھندا چھوڑ اور عزت آبرو کے ساتھ رہ ـــــ اور یہ
سالا کُتّا!

(کتا بھونکتا ہے)

سوگندھی۔ چُپ رہ ـــــ دیکھتا نہیں اپنا آدمی ہے۔
مادھو۔ پھانسی دے سالے کو ـــــ کھُجلا کھُجلا کر سالے نے ایک بال
نہیں رکھا انگ پہ ـــــ بیمار ہے تجھے بھی بیمار کرے گا۔
سوگندھی۔ پڑا رہنے دو نہیں ـــــ اچھا ہو جائے گا
مادھو۔ اچھا کیا ہوگا ـــــ تو کہتی ہے تو رہے سالا نہیں اور بھی لوکئی ہیں تیری
روٹیاں توڑنے والے ـــــ سچ تو یہ ہے کہ تیرا دل بڑا ہی اچھا ہے۔ تو
کسی جنور کو بھی دکھ نہیں دے سکتی ـــــ پر مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے۔ جب
سوچتا ہوں کہ آج تلک کسی نے بھی تیرے اس گن کو نہیں پہچانا ـــــ سوگندھی
(بڑے پیار کے ساتھ) . . . سوگندھی . . .
(نوٹ: ـــــ سچ تو یہ ہے . . . کے ساتھ ہی عقب میں بہت سوفٹ
(دھیمے اس کے لئے اُردو میں کوئی لفظ نہیں مل سکا) موسیقی شروع ہو)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مادھو۔ (عشق آلود لہجے میں) کیا بھاتا ہے اس کھولی کا۔
سوگندھی۔ اٹھارہ روپے۔
مادھو۔ پُونا پہنچتے ہی منی آرڈر کردوں گا میری جان . . . .
سوگندھی۔ مادھو۔
مادھو۔ میں اب جاتا ہوں، پھر آؤں گا میری جان . . . .

(نوٹ:۔۔۔ سوفٹ موسیقی جاری رہے ۔۔۔۔ چند لمحات کے بعد زور سے دروازہ بھیڑنے کی آواز آئے۔ خیال رہے کہ یہ آواز اونچی نہ ہو ۔۔۔۔ موسیقی پھر بھی جاری رہے ۔۔۔۔ چند لمحات کے بعد سوگندھی کے ذیل کے الفاظ اس موسیقی کے پردے پہ سپرامپوز کیے جائیں)

سوگندھی۔ ایسا لگتا ہے کہ میں اس حوالدار کو برسوں سے جانتی ہوں۔ آج تلک کسی نے مجھے نہیں بتایا تھا کہ میرا بھی ایک گھر ہے جو سورگ بن سکتا ہے (سورگ کہہ کر اُس کے تیقن میں تھوڑی سی لغزش آجاتی ہے) سورگ ۔۔۔۔ (فوراً ہی اپنے آپ کو یقین دلا کر) . . . . ہاں ہاں سورگ . . . . باس مارنے والے چیتھڑوں اور چندیوں، ننگی تصویریں۔ میلے گھڑے اور میرے اُلجھے ہوئے بالوں کا آج تلک کسی نے خیال کیا تھا ۔۔۔۔ (اپنے آپ کو مخاطب کرکے) سوگندھی ۔۔۔۔ تجھ سے کبھی کیا کسی نے یہ کہا تھا؟ دیکھ تو آج تیری ناک کتنی لال ہو رہی ہے ۔۔۔ ٹھیر، میں تیرے واسطے دوا لاتا ہوں ۔۔۔ مادھو ضرور مجھ سے پریم کرتا ہے ۔۔۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پریم ۔ ۔ ۔ ۔ پریم ۔ ۔ ۔ ۔

(ایک دم دروازہ کھلتا ہے —— سوگندھی کی ہمسائی (ویسی ہی جیسی کہ خود سوگندھی ہے) اندر داخل ہوتی ہے)

ہمسائی ۔ پریم ۔ ۔ ۔ پریم ۔ ۔ ۔ پریم ۔ ۔ ۔ سالا جو کوئی بھی آتا ہے وہ یہی کہتا ہے "میں تجھ سے پریم کرتا ہوں" ۔ ۔ ۔ ۔ سب جانتی ہوں یہ پریم کیا بلا ہے۔

سوگندھی ۔ ہمارے باؤلا کیا جاتا ہے —— بولنے دو جھوٹ ان کو۔ ہم کب اُن سے سچ بولتی ہیں —— یہ دھندا ہی ایسا ہے۔ اُن کو بھی جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ ہم کو بھی جھوٹ بولنا پڑتا ہے —— پر کانتا! اِس جھوٹے جیون میں اگر کوئی سچا بول سُنائی دے تو کتنا آنند آتا ہے ——

ہمسائی ۔ سچا بول بھی تو سچا بول نہیں ہوتا۔

سوگندھی ۔ نہ ہو —— پر تھوڑی دیر کے لئے آنند تو آجاتا ہے —— کاغذ کے پھولوں میں اگر باس ہو تو میں اُٹھا کر اُسے اپنے جُوڑے میں لگاؤں —— جنہیں سچے گہنے پہننے کو نہیں ملتے وہ جھوٹے گہنوں ہی سے اپنا من پرچا لیتی ہے —— کانتا دُنیا میں اگر جھوٹی اور سچی چیزوں کے ساتھ ساتھ ایسی چیزیں نہ ہوتیں جو تھوڑی دیر کے لئے سچی معلوم ہوتی ہیں تو یہ جیون بہت ہی کٹھن ہو جاتا۔

ہمسائی ۔ یہ تو آج کیسی باتیں کر رہی ہے

سوگندھی ۔ کوئی چھیڑ گیا ہے میرے بردے کے تار —— ہر دم روم میں نیند سی گھُس گئی ہے —— آ —— میری گود میں آجا —— تجھے لوری دے کر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سلاؤں . . . .

کانتا۔ نشک تو نہیں پھر گیا تیرا۔

سوگندھی! (اور زیادہ پیار کے ساتھ) آ ۔ کانتا۔ آ ــــ میری گود میں آجا ــــ میں تیرے کان کو ہولے ہولے تھپتھپاؤں گی ــــ دھیرے دھیرے لوری دوں گی ــــ تو بھی سو جائے گی اور میں بھی سو جاؤں گی ــــ آ . . . .

لوری

صاف کٹوری کی سی آنکھیں جیسے گنگا جل کے
کیوں دُکھ دیتی ہے نندیا کو نین رسیلے مل کے

سو جا ــــ سو جا

سو جا میری ننھی منی بھولی بھالی کانت
نندیا نگری میں دیکھے گی سُندر سپنے کل کے

اب سو جا ــــ سو جا

دُور آکاش پہ کالی بدلی ڈول رہی ہے کب سے
تارے چھم چھم ناچ رہے ہیں چاند ابھرا ہے جب سے

سو جا ــــ سو جا

سو جا میری ننھی منی بھولی بھالی کانت

نوٹ:۔ لوری ختم ہو تو ساز تھوڑی دیر ہولے ہولے بجتے رہیں۔ پھر سو جائیں

---

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دوسرا منظر

(میونسپل کمیٹی کے داروغہ صفائی نے شراب پی رکھی ہے۔ اپنے کام سے فارغ ہو چکا ہے اور گھر جانے کا ارادہ کر رہا ہے۔ سوگندھی بھی نشے میں ہے مگر اس کی زبان میں لکنت نہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے نشے کو لب و لہجہ سے ظاہر کرنے کی کوشش نہ کرے۔ داروغہ کی زبان میں لکنت ہو مگر پڑھنا ہو اس بات کا خاص خیال رکھے کہ وہ اس لکنت کو بقدر کفایت استعمال میں لائے)

سوگندھی۔ سیٹھ بہت پلا دی تم نے ——— سر درد کے مارے پھٹا جا رہا ہے۔

داروغہ۔ (ہنستا ہے) بام لگاؤ بام ——— میرے سر میں جب زیادہ پینے سے درد ہوا کرتا ہے تو میری بیوی مجھے بام ہی لگایا کرتی ہے ——— سارے ماتھے پر یہ تیز تیز باس والی بام چپڑ دیا کرتی ہے اور میں سو جایا کرتا ہوں ——— میری بیوی بڑی اچھی ہے سوگندھی ——— بڑی اچھی ہے ——— مجھے اس سے بہت محبت ہے ——— ہاں تو بام لگاؤ بام ——— بام ——— سنا ——— بڑی اچھی ہے میری بیوی . . . . یہ سالا کتا کیا کر رہا ہے تیرے پلنگ کے نیچے۔

(کتا بھونکتا ہے)

سوگندھی۔ چپ کر بے . . . میرے سر میں درد ہوتا ہے۔

داروغہ۔ میں منسی پالٹی کا داروغہ ہوں ——— ایسا کتا گولی سے مار دینا چاہئے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گری سے ـــــ میرے پاس دو نالی بندوق ہے ـــــ کسی دن سالے کو ڈھیر کر دوں گا ـــــ اچھا اب میں جاتا ہوں ـــــ میری بیوی میری راہ دیکھ رہی ہوگی۔

(اٹھتا ہے اور لڑکھڑا کر گرنے لگتا ہے۔ کرسی سے اسکی ٹکر لگتی ہے)

کتا بھونکتا ہے

داروغہ۔ (کتے کو ڈانٹتا ہے) اے . . . . چپ . . . . بام لگا بام ـــــ اور بام لگا کے سو جا . . . خبردار جو بھونکا ـــــ سو جا . . . (ہنستا ہے) میری بیوی بڑی اچھی ہے ـــــ جب . . . . جب میں زیادہ پی جایا کرتا ہوں تو وہ میرے ماتھے پر بھی بام لگایا کرتی ہے . . . . پر آج تو میں نے زیادہ نہیں پی . . . کیوں سوگندھی . . . کیا زیادہ پی ہے . . . اے . . . . یہ سالا تیرا طوطا کیسا ہے ـــــ (طوطے کو مخاطب کرکے) اے . . . گردن کہاں ہے تیری . . . (ہنستا ہے) سوگندھی یہ کیسے جانور پال رکھے ہیں تو نے . . . . (ہنستا ہے) سالا کتا ہے تو اس کے بدن پر ایک بال نہیں۔ سالا یہ طوطا ہے تو اس کے پر ہی نہیں . . . . (ہنستا ہے) اس کی گردن کہاں ہے سوگندھی۔ سو گیا ہے . . . . (آواز سے یہ معلوم ہے جیسے وہ اپنے آپ سے اور داروغے سے تنگ آگئی ہے۔ اپنے آپ سے اس لئے کہ اس کے سر میں درد ہے اور داروغے سے اس لئے کہ وہ جانے کا نام ہی نہیں لیتا)

داروغہ۔ (ہنستا ہے) دونو سو رہے ہیں . . . . (کتے کو سیٹی بجا کر بلاتا ہے) . . . سچ مچ سو گیا ہے . . . اچھا . . . اچھا تو میں اب جاتا ہوں . . .

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہیں تیرے پاس اور کھیتا سوگندھی پر مجھے اپنی بیوی کا خیال ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میرا انتظار کر رہی ہوگی ۔ ۔ ۔ ۔ بام لگا بام اور سوجا ۔ ۔ ۔ سوجا میری جان۔

سوگندھی ۔ سو جاؤں گی سیٹھ۔

داروغہ ۔ بام لگا بام ۔ ۔ ۔ ۔ بڑی اچھی چیز ہے (ہنستا ہے) ماتھے پر لگتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے ، ٹین کا پترا جڑ دیا ہے کسی نے ۔ ۔ ۔ ٹین ٹھنڈا ہوتا ہے نا ۔ ۔ (کتے سے) اے ، خبردار ، جواب تو بھونکا ——— گولی سے اڑا دوں گا ——

میں کہیں زیادہ تو نہیں پی گیا ۔ ۔ ۔ ۔ دونالی بندوق ہے میرے پاس ۔ ۔ ۔ اس سالے طوطے کی گردن کہاں ہے ۔ ۔ ۔ ۔ سوگندھی ۔ ۔ ۔ ۔ سوگندھی ۔ ۔ ۔ طوطے کی گردن کہاں ہے ۔

سوگندھی ۔ (نشے کی حالت میں) گردن ۔ ۔ ۔ گردن ۔ ۔ ۔ ۔

داروغہ ۔ سالی گردن ہی غائب ہے ——— سوگندھی میں جاتا ہوں ——— بھئی مجھے دیر ہو رہی ہے ۔ میری بیوی انتظار کر رہی ہوگی ۔

سوگندھی ۔ اچھا

داروغہ ۔ سالی گردن ہی غائب ہے ۔ ۔ ۔ ۔ کہاں گئی ؟ ادھر بھی نہیں ، اُدھر بھی نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ حد ہو گئی ہے ۔ ۔ ۔ سوگندھی تو بام مل بام ۔ ۔ ۔ تیرا سر دکھ رہا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ میری بیوی میرے ماتھے پر یہی دوا ملا کرتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ روپے لے لئے ہیں نا تو نے ۔ ۔ ۔ ۔ سوگندھی ۔ ۔ ۔ سوگندھی ۔ ۔ ۔ ۔

سوگندھی ۔ (درد کی تکلیف کے ساتھ) کیا ہے سیٹھ ۔

داروغہ ۔ روپے لے لئے ہیں نا تو نے ۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سوگندھی۔ روپے۔۔۔ روپے۔۔۔ ہاں لے لئے۔۔۔ مجھے۔۔۔ مجھے نیند آرہی ہے۔

داروغہ۔ سو جا۔۔۔ بام مل اور سو جا۔۔۔ میں جاتا ہوں۔۔۔ میری بیوی میری راہ دیکھ رہی ہو گی۔۔۔ بڑی اچھی ہے۔۔۔ سالی گردن ہی غائب ہے۔۔۔ اسے۔۔۔ اسے۔۔۔ اچھا میں جاتا ہوں۔۔۔ تو سو جا۔۔۔ پر دروازہ بند کر لیجو اندر سے۔۔۔۔

سوگندھی۔ اچھا۔

داروغہ۔ دروازہ بند کر لیجو اندر سے۔۔۔ ہیں؟

سوگندھی۔ اچھا

داروغہ۔ سالی گردن ہی غائب ہے۔۔۔ حد ہو گئی ہے۔۔۔ (یہ کہتا ہوا ذرا مائکروفون سے دور ہوتا جاتا ہے ——— آخر میں دروازہ کھولنے کی آواز، دروازہ بند کر لیجو اندر سے سوگندھی۔

(دروازہ اندر سے بند کر دیا جاتا ہے)

سوگندھی۔ (تھکے ہوئے لہجے میں) موا بہنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔۔۔ اور۔۔۔ اور۔۔۔ میرا سر درد کے مارے پھٹا جا رہا ہے ——— بام۔۔۔ بام مل ہی لوں (شیشی پر سے ٹین کا ڈھکنا اتارنے کی آواز)۔۔۔ ماتھے پر پیچ پیچ ٹین کا ٹیڑا اجڑ دیا گیا ہے۔۔۔ دو بج گئے۔۔۔ (ہوئے ہوئے سوفٹ موسیقی شروع ہوتی ہے) اُف۔۔۔ ف۔۔۔ سر میں کتنا درد ہے۔۔۔ پر آنکھیں پھر بھی نیند سے بوجھل ہو رہی ہیں۔۔۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

(نوٹ: چند لمحات تک بیک گراؤنڈ میوزک جاری رہے پھر ہوتے ہوتے تحلیل ہو جائے ــــــ اس کے بعد چند سکنڈ وں تک مکمل خاموشی طاری رہے۔ صرف سوگندھی کے غیر ہموار سانسوں کی آواز آئے ـــــ اس کے بعد بہت دور سے دستک کی آواز سنائی دے ۔ ۔ ۔ وقفہ ۔ ۔ ۔ پھر دستک کی آواز آئے۔ اب کی دفعہ کچھ اونچی ۔ ۔ ۔ سوگندھی خواب میں کچھ بڑبڑاتے ۔ ۔ ۔ اب کے دستک کی آواز ایک دم اونچی ہو جاتے ـــــ سوگندھی دفعتاً ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھے)

سوگندھی۔ کون ہے ۔ ۔ ۔ (وقفہ) کوئی بھی نہیں ۔ ۔ ۔

(دروازے پر دستک ہوتی ہے)

سوگندھی۔ (اپنے آپ سے) کون ہے ۔ ۔ ۔ (اٹھتی ہے۔ قدموں کی چاپ ـــــ پھر دروازہ کھولنے کی آواز) ۔ ۔ ۔ کون رام لال۔

رام لال۔ (بھینچی بھینچی آواز میں) تجھے سانپ سونگھ گیا تھا یا کیا ہوا تھا۔ ایک کلاک سے باہر کھڑا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہوں تو کہاں مر گئی تھی (آواز اور زیادہ دبا کر) اندر کوئی اور تو نہیں۔

سوگندھی۔ (نیم غنودگی اور نشے کی حالت میں) نہیں

رام لال۔ (آواز ذرا بلند کر کے) پھر تو نے دروازہ کیوں نہیں کھولا ـــــ بھئی یوں دھندا ہو چکا ـــــ گھوڑے بیچ کے سو جاتی ہو۔ کوئی باہر کھڑا کھڑا سوکھ جاتے سالا ــــ اب تو میرا منہ کیا دیکھتی ہے (دروازہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بھیڑنے کی آواز) جھٹ پٹ یہ دھوتی اُتار اور وہ اپنی پھولوں والی ساڑھی پہن
پوڈر ووڈر لگا اور میرے ساتھ چل۔ باہر موٹر میں ایک سیٹھ بیٹھے تیرا انتظار کر رہے
ہیں۔ —— چل چل ایک دم جلدی کر۔

سوگندھی۔ (بیمار آواز میں) رام لال میرا جی اچھا نہیں

رام لال۔ بڑی جب کرتی تیرے پاس . . . . (ایک دم چونک کر۔ کیا کہا . . .
جی اچھا نہیں . . . سالا جی اچھا نہیں تھا تو پہلے ہی کہہ دیا ہوتا۔

سوگندھی۔ وہ بات نہیں رام لال . . . ویسے ہی میرا جی اچھا نہیں . . .
بہت پی گئی۔

رام لال۔ عیش کرتی ہو عیش . . . تھوڑی بچی ہو تو ہم بھی اپنا گلا تر کر لیں۔

سوگندھی۔ بچائی ہوتی تو یہ موا سر میں درد ہی کیوں ہوتا . . . (التجا کے ساتھ) دیکھ
رام لال وہ سیٹھ جو باہر موٹر میں بیٹھا ہے اُسے یہیں سے آ۔

رام لال۔ بھئی واہ . . . جنٹلمین آدمی ہے، یہاں آنے سے گھبراتا ہے ——
تو آدمی آدمی تو پہچان لیا کر —— بھئی واہ . . . .

سوگندھی۔ کہہ دے گھر میں نہیں ہے . . . نہیں نہیں . . .

رام لال۔ میں سب جانتا ہوں تو یہ نخرے کیوں کر رہی ہے . . . . وہ سالا
پونے کا حوالدار جب سے تیرے یہاں آنے لگا ہے تیرا مجاز ہی بگڑ گیا ہے . .
. . سات سال سے یہ دھندا کر رہا ہوں —— تم چھوکریوں کی ساری باتوں
کی مجھے خبر رہتی ہے . . . سالی اپنا دھن برباد نہ کر —— تیرے انگ کے
کپڑے بھی اتار کر لے جائے گا یہ تیرا پونے کا حوالدار . . . کیا دیتا ہے تجھے ۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سالا فرکٹ میں عیش کر رہا ہے . . . .

سوگندھی ۔ تو اُسکی بات چھوڑ ——— میں چلتی ہوں تیرے ساتھ

رام لال ۔ تجھے اُس سالے نے منع کیا ہو تو مت جا ۔

سوگندھی ۔ مناہی کسی بات کی نہیں . . . . مجھے کچھ روپوں کی ضرورت ہے ۔ ——— ساتھ والی مدراسن اپنے ملک میں جا رہی ہے ۔ بیچاری کے پاس ایک ڈھیلا بھی نہیں ، بہت دُکھی ہے ——— اپنے خرچ کے لئے تو میرے پاس روپے ہیں ، پر اُس کے لئے بھی تو کچھ کرنا ہے . . . چل . . . .

رام لال ۔ یوں سر جھاڑ مُنہ پہاڑ ساتھ چل پڑے گی ——— ذرا مُنہ پہ چھینٹا مار پوڈر ووڈر لگا ، اپنی وہ پھولوں والی ساڑھی پہن . . . .

سوگندھی ۔ اچھا . . . .

(چند لمحات کا وقفہ ——— رام لال فلمی دھن میں سیٹی بجاتا ہے)

رام لال ۔ پہلے تین تصویریں تھیں اب چار ہوگئیں ——— یہ سالا ضرور وہ تیرا پونے کا حولدار ہوگا . . . . واہ رے میرے حولدار ——— ایسا لگتا ہے توپ کے مُنہ کے سامنے بیٹھا ہے (ہنستا ہے) چل جلدی کر اب . . . . یہ تو تیرا وہ خصّی پاٹی کا داروغہ ہے ——— اور یہ وہ بیڑی والا سیٹھ . . . . سالے نے آج تلک ایک بیڑی نہیں پلائی ——— اور یہ . . . . جلدی کر

سوگندھی . . . . ارے واہ . . . . یہ پھولوں والی ساڑھی تجھ پر خوب پھبتی ہے . . . . لوٹ پوٹ ہی ہو جائیں ہمارے سیٹھ تجھے دیکھ کر . . چل اب چل . . . .

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سوگندھی۔ ٹھہر۔ . . میں ایک ڈونگا پانی کا پی لوں ـــــ پیاس لگی ہے۔

(گھڑے میں ڈونگا ڈالنے اور پانی پینے کی آواز)

سوگندھی۔ آگ سی لگ رہی ہے سینے میں

رام لال۔ کم پیا کر . . . چل اب . . .

سوگندھی۔ چل

(دونوں چلتے ہیں ـــــ دروازہ کھلنے کی آواز . . . پھر قدموں کی چاپ ـــــ قدموں کی چاپ چند لمحات آتی رہے۔ اس پر ذیل کے مکالمے کا کچھ حصہ سپرامپوز کیا جائے)

سوگندھی۔ پچھلا پہر ہے رات کا

رام لال۔ کوئی پہر ہو اپنا کام ہے جانا . . . کیوں۔

سوگندھی۔ ٹھیک ہے

رام لال۔ وہ موٹر کھڑی ہے نکڑ پر۔

سوگندھی۔ جی اچھا نہیں ـــــ ہوا میں بھی پانڈی کی باس آرہی ہے۔

رام لال۔ موٹر کی سیر کرے گی تو سب ٹھیک ہو جائے گا ـــــ لے تو اب یہاں کھڑی ہو جا . . . میں بات کر لوں ۔

(صرف رام لال کے قدموں کی چاپ)

رام لال۔ سیٹھ آگئی . . . ایک دم چھی چھوکری ہے، ہنسنے کھیلنے والی۔ تنگ کرے تو میرا ذمہ . . . بلاؤں . . . (ذرا آواز بلند کرکے) سوگندھی ادھر آ۔ سیٹھ بلاتے ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

(صرف سوگندھی کے قدموں کی چاپ)

رام لال۔ بیٹری جلا کے دیکھ تو سیٹھ

(بیٹری جلانے کی آواز)

سیٹھ۔ یہ چھوکری لایا ہے تُو۔ . . (انتہائی نفرت کے ساتھ) اُونہہ . . . ڈرائیور چلو۔

(ایک دم انجن سٹارٹ ہوتا ہے۔ موٹر ایک لمبا سا سانس لیتی ہے اور یہ جا وُہ جا۔ چند لمحات تک موٹر کے چلنے کی آواز آتی رہے)

سوگندھی۔ یہ کیا ہوا

رام لال۔ (ہولے سے) پسند نہیں کیا تجھے

سوگندھی۔ پسند نہیں کیا مجھے؟

رام لال۔ ہاں۔

سوگندھی۔ (ایک دم دوڑتی ہے۔ دیوانہ وار چلاتی ہوئی) سیٹھ . . . او سیٹھ . . . سیٹھ . . . ذرا موٹر روک اپنی . . . موٹر روک اپنی . . . سیٹھ . . . او سیٹھ . . . موٹر روک اپنی . . . (گلے میں آواز رندھ جاتی ہے) سیٹھ . . . (آواز میں التجا سی پیدا ہو جاتی ہے) سیٹھ . . . ذرا موٹر روک اپنی . . . .

رام لال۔ کیا ہو گیا ہے تجھے سوگندھی

سوگندھی۔ (اپنے خیال میں) . . . چلا گیا . . . میرے مُنہ پر تھوک کر چلا گیا . . . مجھے پھٹکار کر دھتکار کر چلا گیا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رام لال۔ میرا وقت بھی خراب کیا سالے نے۔

سوگندھی۔ (اپنے خیال میں) اُونہہ۔۔۔ یہ چھچھوکری لایا ہے تو۔۔۔ یہ چڑیل۔۔۔ یہ چھچھوندر!۔۔۔ اُونہہ۔۔۔۔

رام لال۔ چل اب گھر چل

سوگندھی۔ اُونہہ۔۔۔ دس روپے اور یہ چھوکری۔۔۔ کچھ نکیا بُری ہے"

رام لال۔ چل اب ہٹا اس قصّے کو

سوگندھی۔ رام لال ایک بار تو اس سیٹھ کو پکڑ کر میرے سامنے لے آ۔۔۔۔ ایک بار پھر وہ بیٹری کی روشنی میرے مُنہ پہ مارے اور "اونہہ" کہے۔۔۔ میں اس کا مُنہ نوچ لوں۔۔۔ اُس کے سر کا ایک ایک بال اکھیڑ ڈالوں۔۔۔ ٹانگوں سے پکڑ کر موٹر کے باہر گھسیٹ لوں اور دھڑا دھڑ مکّے مارنا شروع کردوں اور جب تھک جاؤں۔۔۔ (ہانپنا شروع کردیتی ہے) جب تھک جاؤں تو۔۔۔ تو رونے لگ جاؤں۔۔۔

رام لال۔ کیا ہوگیا ہے تجھے۔

سوگندھی۔ (روتی آواز میں) یہ سچ ہے کہ اب میرا وہ پہلا سا رنگ روپ نہیں رہا، جب میں مجھے کوئی چنتا نہیں تھی اور میں اپنے ماں باپ کے ساتھ رہتی تھی پر۔۔۔ پر میری جوانی بالکل تو نہیں ڈھل گئی۔۔۔ میں ایسی بُری تو نہیں ہوگئی کہ لوگ میرے مُنہ پر تھوک دیں۔۔۔۔

رام لال۔ تجھے پتہ کس نے کہا ہے۔

سوگندھی۔ (غصّے کے ساتھ) تیرے اس موٹر والے سیٹھ نے (ایک دم گالی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دیتے دیتے رُک جاتی ہے)۔۔۔ جی چاہتا ہے ایسی گالی دوں۔ ایسی گالی دوں ۔۔۔ پر گالی دینے سے کیا ہوگا۔۔۔ میرے سامنے ہو تو میں اُس سے صرف ایک بات کہوں۔۔ کپڑے پھاڑ کر اُس کے سامنے کھڑی ہو جاؤں اور کہوں۔۔۔ کیا کہوں کیا نہ کہوں۔۔۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔۔۔ میرے سارے شریر میں اُس کی "آدنیہ" نے ہلچل مچادی ہے۔۔۔ (توقف)۔۔۔ میں نے اُس کا کیا بگاڑا تھا جو اس نے میرا اپمان کیا۔۔۔

(موٹر کا انجن پھر چھڑتا ہے۔ ایک لحظے کے لئے)

سوگندھی۔ موٹر آگئی۔۔۔

رام لال۔ یہ تو سامنے والی دکان کا بورڈ کھڑکا ہے۔۔۔ تیرے کان بج رہے ہیں

سوگندھی۔ (ہولے ہولے) میرے کان بج رہے ہیں۔۔۔ سچ مچ میرے کان بج رہے ہیں۔۔۔ مجھ میں کیا بُرائی ہے رام لال۔۔۔ تھا۔۔۔ میں نے آج تک کسی بُری شکل والے کو اپنے گھر سے دھتکارا ہے؟۔۔۔ میرے بستر پہ ــــ میرے ہاتھوں پہ۔۔۔ میرے منہ پہ یہ لوگ اُلٹیاں کرتے رہے ہیں۔۔۔ مجھے گھن آتی تھی پر میں نے کبھی اُن کو معلوم نہیں ہونے دیا۔

رام لال۔ بھئی میں چلا۔۔۔ (قدموں کی چاپ)

سوگندھی۔ موٹر ایک بار پھر آجائے۔۔۔ صرف ایک بار۔۔ سیٹھ میرے منہ پہ بیٹری کی روشنی مارے۔۔۔ مجھے دھتکارے۔۔۔ پر تھوڑی سی مہلت دے کہ میں اُسے جواب تو دے سکوں۔

سوگندھی (خود ہی بولے مگر بالکل دوسرے لہجے میں۔ ایسا معلوم ہو کہ اس کا ناطق وجود

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بول۔ باتیں۔۔۔ کیا جواب دے گی تو۔۔۔ ایک بار پھر آئے۔۔۔ ایک بار پھر آئے۔۔۔ یہ کیا رٹ لگا رکھی ہے تو نے۔۔۔ چل گھر چل۔ ٹھنڈے پانی کا ایک ڈونگا پی اور بام مل کے سوجا۔۔۔ سیٹھ اور اس کی موٹر کی ایسی تیسی۔

سوگندھی۔ (خود) سیٹھ اور اس کی موٹر کی ایسی تیسی۔۔۔ پر۔۔۔ پر۔۔۔

(موٹر کا انجن پھر پھڑپھڑاتا ہے)

سوگندھی۔ یہ کیا

سوگندھی۔ (اس کا ناطق وجود) کچھ بھی نہیں۔۔۔ تیرے کان بج رہے ہیں۔۔۔ چل گھر چل۔۔۔ پگلی۔۔۔ کسی کے کہنے سے آدمی برا تھوڑی ہو جاتا ہے

سوگندھی۔ (خود) بات تو سچی ہے۔۔۔ کسی کے کہنے سے آدمی برا تھوڑی ہو جاتا ہے ــــــ

سوگندھی۔ (ناطق وجود)۔۔۔ یاد ہے پچھلے برس میں احمد آباد کا ایک لونڈا تیرے پاس آکے ٹھہرا تھا ــــــ اس کا بٹوہ کہیں گم ہو گیا تھا ــــــ تو نے اس کے دس روپے واپس دے دیئے تھے۔۔۔۔

سوگندھی۔ (انتہائی بے چارگی کے ساتھ) اس نے کوئی مجھ سے کہہ دے "سوگندھی ـــ تو تو بہت اچھی ہے۔"

سوگندھی۔ (ناطق وجود) کسی کے کہنے نہ کہنے سے کچھ نہیں ہوتا سوگندھی ــــــ تو ہے ہی اچھی۔۔۔ چل اب گھر چل۔۔۔۔

سوگندھی (خود) چل اب گھر چل۔۔۔۔

(چند ساعت تک قدموں کی چاپ۔۔۔۔ دروازے کی کنڈی کھڑکھڑاتی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے)

سوگندھی۔ (حیرت سے) یہ تالا کس نے کھولا؟

(دروازہ کھولتی ہے)

سوگندھی۔کون۔ ۔ ۔ مادھو۔

مادھو۔ (ہنستا ہے) ۔ ۔ ۔ آج تو نے میرا کہا مان ہی لیا۔ ۔ ۔ فجر کی سیر تندرستی کیلئے بڑی اچھی ہوتی ہے (ہنستا ہے) ہر روز اسی طرح سیر کو جایا کرے تو تیری ساری سستی یوں دور ہو جائے یوں (چٹکی بجاتا ہے) ۔ ۔ ۔ وکٹوریہ گارڈن تک تو ہو آئی ہو گی تو۔ ۔ ۔ کیوں؟ (ہنستا ہے)

سوگندھی۔ میں آج تیری راہ ہی دیکھ رہی تھی۔

مادھو۔ (ہنستا ہے ــــ ہنستے ہنستے تھوڑا سا چونک کر) میری راہ دیکھ رہی تھی تو۔ ۔ ۔ ۔ تجھے معلوم تھا کہ میں آج آنے والا ہوں۔

سوگندھی۔ (مسکرا کر) میں نے رات تجھے سپنے میں دیکھا تھا۔ ۔ ۔ اٹھی تو کوئی بھی نہیں تھا۔ سوچی نے کہا چلو کہیں باہر گھوم آئیں ۔ ۔ ۔ اور ۔ ۔ ۔

مادھو۔ (کھسیانی سی ہنسی کے ساتھ) اور میں آگیا۔ ۔ ۔ بھئی وہ جو کسی نے کہا ہے کہ دل کو دل سے راہ ہے ایک دم ٹھیک ہے ۔ ۔ ۔ یہ سپنا تو نے کب دیکھا تھا۔

سوگندھی۔ چار بجے ہوں گے۔

مادھو۔ اور میں نے ۔ ۔ ۔ میں نے کتنے بجے دیکھا تھا۔ ۔ ۔ ہاں دو بجے ۔ ۔ ۔ جیسے تو پھولوں والی ساڑھی ۔ ۔ ۔ ارے! بالکل یہی ساڑھی پہنے میرے بازو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں کھڑی ہے . . . تیرے ہاتھوں میں . . . . کیا تھا تیرے ہاتھوں میں . . .
ہاں تیرے ہاتھوں میں، دلیوؤں سے بھری ہوئی تھیلی ہے۔
سوگندھی۔ تھیلی؟
مادھو۔ ہاں تھیلی . . . . تو نے یہ تھیلی میری جھولی میں رکھدی اور کہا! مادھو۔ تو چنتا
کیوں کرتا ہے . . . . اسے لیتا کیوں نہیں تیرے میرے پیسے کوئی دو ہیں . . .
یہ سن کر سوگندھی تیری جان کی قسم! ایک دم ٹکٹ کٹا کے ادھر چلا آیا . . .
. . کیا سناؤں۔ بڑا لفڑا ہو گیا ہے۔ بیٹھے بٹھائے ایک کیس میں پھنس گیا ہوں
سوگندھی۔ کیس؟ . . . (گھبرا کر) جیل ویل کا تو ڈر نہیں۔
مادھو۔ بیس تیس روپے ہوں تو انسپکٹر کی مٹھی گرم کر کے چھٹکارا مل سکتا ہے . . . .
لیٹ جا آرام سے . . . تیرے پیر دبا دوں —— سیر کی عادت نہ ہو تو
تھکن ہو ہی جایا کرتی ہے . . . . ادھر میری طرف پیر کر کے لیٹ جا
سوگندھی۔ تو مٹھی چاپی چھوڑ مادھو . . . . میرا تو دل دھک دھک کرنے لگا ہے
—— ساری بات سنا مجھے۔ بیس تیس کیا سو پچاس بھی خرچ ہو جائیں تو
کوئی بات نہیں —— واپس کب جائے گا تو۔
مادھو۔ دوپہر کی گاڑی سے . . . . زیادہ دینے کی ضرورت نہیں . . . پچاس
میں کام چل جائے گا۔
سوگندھی۔ سو لے جا . . .
مادھو۔ سو؟
سوگندھی۔ ہاں ہاں . . . . ادھر بیٹ مجھے اٹھنے دے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

(وقفہ)

سوگندھی۔ پچاس کے تھے ناتُو نے۔

مادھو۔ (ہنستا ہے) تصویروں کے پیچھے چھپا کے رکھا ہے مال پانی (ہنستا ہے)

(سوگندھی کھلکھلا کے ہنستی ہے ۔۔ تیز اور نوکیلی ہنسی)

مادھو۔ (گھبراہٹ کے ساتھ) کس کا فوٹو دیکھ کر تو ہنسی ہے اِس زور سے۔

سوگندھی۔ اِس کی ۔ ۔ ۔ ہنسی پالٹی کے اس داروغہ کی ۔ ۔ ۔ مادھو ذرا تھوڑا تو دیکھو اس کا ۔ ۔ ۔ کہتا تھا ایک رانی مجھ پر عاشق ہو گئی تھی ۔ ۔ ۔ ۔ (انتہائی نفرت کے ساتھ) ۔ ۔ ۔ ۔ اُونہہ ۔ ۔ ۔ ۔ (فریم کیل سمیت اکھاڑ لیتی ہے۔ ۔۔۔۔ پھر فرش پر دے مارتی ہے۔ شیشہ ٹوٹنے کی آواز) رانی بھنگن کچرا اُٹھانے آئیگی تو میرے اس راجہ کو بھی لے جائے گی! اپنے ٹوکرے میں! (تیکھی ہنسی)

مادھو۔ (کھسیانی ہنسی) ہی ہی ہی ۔ ۔ ۔ ۔

سوگندھی۔ (دوسرا فریم کیل سمیت اکھاڑتی ہے) اس سالے کا یہاں کیا کام ہے ۔ ۔ ۔ ۔ بھونڈی شکل کا کوئی آدمی یہاں نہیں رہے گا ۔ ۔ ۔ کیوں مادھو (فریم زمین پر پٹک دیتی ہے)

مادھو۔ (کھسیانی ہنسی) ہی ہی ہی ۔ ۔ ۔ ۔

سوگندھی۔ اور یہ گھن چکر ۔ ۔ ۔ اور ۔ ۔ ۔

مادھو۔ (کھسیانی ہنسی) ۔ ۔ ۔ میرا فوٹو۔

سوگندھی۔ (ایک فریم اکھیڑتی ہے، پھر دوسرا)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مادھو۔ ہاں

(سوگندھی دونو فریم پیش پر مارتی ہے)

مادھو۔ (ہنسنے کی کوشش کرتا ہے) اچھا کیا . . . . مجھے بھی یہ فوٹو پسند نہیں تھی۔

(ہنسنے کی کوشش کرتا ہے)

سوگندھی۔ (ٹھنڈے دستانے پہن) تجھے اپنا فوٹو پسند نہیں تھا . . یہ اپنی صورت تو بہت پسند ہوگی۔

(مادھو ہنسنے کی کوشش کرتا ہے)

سوگندھی۔ یہ تیری پکوڑا ایسی ناک . . . یہ تیرا بالوں بھرا ماتھا . . . . یہ تیرے سوجے ہوئے نتھنے . . . یہ تیرے مڑے ہوئے کان . . . . یہ تیرے منہ کی باس، یہ تیرے انگ کا میل . . . تجھے سندر جوان ہے نا تو . . . پونے میں حوالدار ہے . . . مہینے میں دو تین دن میرے پاس آتا ہے . . . .

مادھو۔ (جھڑک کر) سوگندھی . . . مجھے ایسا لگتا ہے کہ تو نے پھر اپنا دھندا شروع کر دیا ہے ——— دیکھ اب کے مجھ سے آخری بار کہتا ہوں ——— مان جا میرا کہنا، نہیں تو پچھتائے گی ——— عزت آبرو کے ساتھ رہ ——— اس مہینے کا خرچ پونا پہنچتے ہی تجھے منی آرڈر کر دوں گا . . . . کیا بھاڑا ہے اس کھولی کا۔

سوگندھی۔ اٹھارہ روپے بھاڑا ہے اس کھولی کا اور دس روپے بھاڑا ہے میرا۔ (مادھو کے انداز میں) . . . اور جیسا تجھے معلوم ہے ڈھائی روپے دلالی کے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

باقی رہے ساڑھے سات ـــــ رہے نا ساڑھے سات . . . . بگڑے تیرا میرا ناتا ہی کیا ہے۔ کچھ بھی نہیں ـــــ بس یہ دس رُپیے ہیں جو تیرے اور میرے بیچ میں بچ رہے ہیں ـــــ آ۔ دونوں مل کر کوئی ایسی بات کریں کہ تجھے میری ضرورت ہو اور مجھے تیری . . . . کیا بجا ہے یہاں سے لوٹنے کا . . . . یہ تیری ناک اتنی لال کیوں ہو رہی ہے اور یہ تُو نے اپنے بالوں کا کیا ستیا ناس کر رکھا ہے۔

مادھو۔ سوگندھی، میری ٹوپی . . . .

سوگندھی۔ تو ٹوپی کہتا ہے اسے . . . . یہ تو چیتھڑا ہے . . . کتنی باس مارتا ہے۔ اُٹھا کے باہر پھینک اس کو۔

(ٹوپی گرنے کی آواز)

مادھو۔ سوگندھی۔

سوگندھی۔ کیا بجا ہے یہاں سے لُوٹنے کا . . . . پر میشور کا دیا بہت کچھ ہے لُوٹنے میں تو الداری چھوڑ ـــــ کیا تجھے یہ دھندا کرتے لاج نہیں آتی ـــــ یہاں بیٹھے ساتھ عزت آبرو کے ساتھ رہ . . . کیا بجا لے یہاں سے لُوٹنے کا۔

مادھو۔ سوگندھی

سوگندھی۔ سوگندھی کے بچے تو آیا کس لئے ہے یہاں . . . . ماں نہیں بہن تیری اس کھولی میں جو تجھے پچاس رُپئے چپکے سے دے دیگی یا تو کوئی ایسا گبھرو جوان ہے جو میں تجھ پر عاشق ہو گئی ہوں . . . کمینے کتے مجھ پر رعب گانٹھتا ہے . . . بھیک منگے تو اپنے آپ کو سمجھ کیا بیٹھا ہے ـــــ چور اُچکے ـــــ نھتّے ـــــ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

شہدے ـــــ بدمعاش . . . .

مادھو۔ (دب کر) سوگندھی۔ کیا ہو گیا ہے تجھے۔

سوگندھی۔ تیری ماں کا سر . . . اُلو کے پٹھے تو ہوتا کون ہے مجھ سے یہ پوچھنے والا
نکل یہاں سے . . . دُور ہو جا میری نظروں سے . . . .
(کتا بھونکنا شروع کرتا ہے)

مادھو۔ م . . . م . . . میری لُونی۔

سوگندھی۔ پڑی، ہنسے دے بہت خبردار جو تُو نے اُٹھائی . . . تُو لُونا پہنچ، میں آج
منی آرڈر کر دوں گی (ہنسنا شروع کرتی ہے ـــــ بے تحاشا ـــــ کتا اس
ہنسی کا ساتھ دیتا ہے اور زور زور سے بھونکتا ہے ـــــ چند لمحات کے بعد
بھونکتا بھونکتا وہ مائیکروفون سے دُور ہو جاتا ہے جیسے وہ مادھو کے پیچھے پیچھے باہر
چلا گیا ہے ـــــ سوگندھی کی تھکی ہوئی ہنسی کی آواز آتی ہے جو فوراً ہی سسکیوں میں
تبدیل ہو جاتی ہے۔ سوگندھی پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیتی ہے . . .)

سوگندھی۔ (سسکیوں کے ساتھ اپنے کتے کو بلاتی ہے) پچ پچ پچ . . . موتی
. . . آ . . . میرے جانی آجا . . . آجا . . . آ سو جائیں . . .
(لوری کا میوزک شروع ہوتا ہے سوگندھی کتے کو لوری دیتی ہے
ـــــ لفظ ادا نہیں کرتی صرف ہوں ہوں کر کے لوری کا نغمہ
اور اسے گاتی ہے ـــــ آہستہ آہستہ فیڈ آؤٹ)

---

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رندھیر پہلوان

رندھیر پہلوان . . . (آواز موٹی اور کرخت)

ساوتری . . . . . (زمیندار کی بھولی بھالی لڑکی — آواز لرزاں)

شامو . . . . . (ساوتری کا چاہنے والا — تیز مزاج

جوان خیال)

زمیندار . . . . . (ساوتری کا باپ۔ ریاکار اور چالباز)

نیم . . . . . ________

شامو کی ماں . . . ________

مادھو . . . . . (رندھیر پہلوان کا شاگرد)

تھانیدار ________

اور گاؤں کی تین چار لڑکیاں — چار پانچ اکسٹرا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

(ڈھور ڈنگروں کے ہانکنے کی آواز ـــــ گھنگھروؤں کی جھنجھناہٹ وغیرہ وغیرہ ـــــ ہانکنے کے ساتھ یہ آواز بھی آتی ہے "تجھے سانپ کاٹے ـــــ تیری ٹانگ ٹوٹ جائے" ـــــ ذیل کا گیت شروع ہو جس کے عقب میں گائے بیلوں کے ڈکرانے اور ان کے گلے میں بندھی ہوئی گھنٹیوں کی آواز آتی رہے)

گیت :-

لے ڈنگر ڈھور چرا ـــــ چلو درشن کریں ہر کے

گھنا گرج گرج کے آ رہی
بھر جھر کے پانی لا رہی

رٹے اداس پپیہے مور ـــــ ہم چیلے رانجھے ہیر کے

(نوٹ :- جب گھٹا کا ذکر آئے تو عقب میں بجلی کے کڑکنے کی آواز پیدا کی جائے)

شامو :- (ایک لمبا سانس لیتا ہے) ۔ ۔ ۔ ۔ ابھی تک آئی کیوں نہیں ـــــ کہیں بجری تو نہیں آئی ـــــ من میں کیسے کیسے وہم اٹھتے ہیں ـــــ (کسی گائے سے خفگی سے) مت تجھے سانپ کاٹے، سیدھی ہو کے چل مردار ـــــ (پھر لمبا سانس لیتا ہے) عشق بری بلا ہے ـــــ عشق بری بلا ہے ـــــ کہاں میں ایک گریب چودھری اور کہاں ڈالنے گاؤں کے جیدار کی بیٹیا ـــــ بہت برا پھنسا ہے شامو جیا تو اس پریم کے چکر میں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

(ساوتری کی تیز ہنسی کی آواز)

شامو۔ (چونک کر) کون ـــــ ساوتری۔

ساوتری۔ (ہنستی ہے) ـــــ بہت بُرا پھنسا ہے تو اس پریم کے چکر میں (مصنوعی سنجیدگی کے ساتھ) بہت بُرا پھنسا ہے ـــــ یہی بات ہے نا

شامو۔ تو تو صاف کہہ دے تیری میری ٹوٹ گئی ـــــ میں تو یہ پہلے ہی جانتی تھی کہ تو ایسا ہی کرے گا۔

شامو۔ یہ آج تو کس بات پر بگڑ بیٹھی ہے۔ ارے کبھی سنا تو ہوتا میں کیا کہہ رہا تھا۔ میں تو نصیب کی بات کر رہا تھا۔ کیا یہ جھوٹ ہے کہ تو ہمارے جمیدار کی بیٹی ہے اور کیا یہ سچ نہیں کہ میں ایک گریب مجدور ہوں (ہنستا ہے) ساوتری۔ پریم کے پنچھو نیارے ہیں جو ہوگا دیکھا جائے گا ـــــ چھوڑ تو ان باتوں کو آ چلیں۔

ساوتری۔ (بگڑ کر) آ چلیں ـــــ تجھے پتا بھی ہے کہ میں یہاں دو گھنٹے سے تیری راہ دیکھ رہی ہوں پہنچ کے مرد بڑے دُہ ہوتے ہیں ـــــ میں نہیں چلوں گی ـــــ یہ بھی کوئی بات ہے کہ تیرے لئے ہر روز مجھے باپو کی جھڑکیاں سہنی پڑیں تو تو چپکے سے اپنے گھر چلا جاتا ہے۔

شامو۔ جتنی جھڑکیاں تجھے اب تک مل چکی ہیں سب کی سب مجھے دے دے ـــــ لے بس اب خوش ہو گئیں۔

ساوتری۔ نہیں شامو۔ اب میں چلتی ہوں ـــــ بہت دیر ہو گئی اور بھیگڑا چھا رہی ہے اگر راستے میں برکھا شروع ہو گئی تو کیا ہوگا ـــــ تجھے بکھ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لیا ہے۔ بس آج یہی کافی ہے۔

شامو۔ تو سچ مچ جا رہی ہو۔

ساوتری۔ جانے کو جی تو نہیں چاہتا پر کیا کروں۔ باپو کا ڈر بھی تو ہے۔ اُن کو پتہ چل گیا تو مار ہی ڈالیں گے —— ہاں تیرے سر میں کل درد ہو رہا تھا۔ اب کیا حال ہے۔

(چار پانچ لڑکیوں کی ہنسی کی آواز)

ایک لڑکی۔ (مصنوعی مردانہ آواز میں) ابھی کچھ کچھ درد ہے۔ تو سر دبا دے تو پل چٹکیوں میں آرام آ جائے گا۔

شامو۔ (گھبرا کر گائیوں کو ہانکتا ہے اور ذومعنی انداز میں چلاتا ہے) —— اسے تجھے سانپ ڈسے —— تیری ٹانگ ٹوٹ جائے۔

دوسری لڑکی۔ ساوتری۔ بیچارے کا سر دبا دیا ہوتا —— پر میں پوچھتی ہوں یہ تیرا کیا ہوتا ہے

تیسری لڑکی۔ اری سن تو —— بڑی چالاک بنتی ہے —— سن ڈومو تجھے گالی دے گیا ہے۔

ساوتری۔ جھوٹ کیوں بکتی ہے۔ اُس نے گالی کب دی ہے۔

پہلی لڑکی۔ ٹھیک ساوتری۔ اگر اس موئے نے سچ مچ مجھے گالی دی ہے تو مجھ جیسا بُرا کوئی نہ ہو گا —— میں لاج نہ کروں گی۔

ساوتری۔ اس نے تجھے گالی تھوڑے دی ہے —— وہ تو اپنے دھیان میں جا رہا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پہلی لڑکی۔ بنسری کو مجھے بتا کیا کہا تھا اس نے

(دور سے شامو کی آواز آتی ہے ——— "اے تجھے سانپ کاٹے ———

تیری ٹانگ ٹوٹ جائے)

تیسری لڑکی۔ یہی کہا تھا جواب کہہ رہا ہے۔

ساوتری۔ بنسری تو تو ایک الٹی ہے جھگڑا کرائے گی ——— وہ اس کو تھوڑے

کہہ رہا ہے۔ دیکھتی نہیں گائیں ہانک رہا ہے۔

پہلی لڑکی۔ لے ہم نے مان لیا ——— اب بتا اس شامو کے ساتھ یہ میٹھی میٹھی باتیں کیا

کر رہی تھی ——— بھئی ہم دو۔ کچھ بھی ہو ساوتری نے اپنے لئے اچھا گبھرو جوان

چنا ہے۔

ساوتری۔ چل ہٹ ——— لاج تو نہیں آتی ایسی باتیں کرتے

پہلی لڑکی۔ اوہو ——— بڑی آئی ہیرو لاج والی ———

دوسری لڑکی۔ میں بھی کہوں کہ روز یہ گھاٹ کی طرف کیوں آتی ہے۔

تیسری لڑکی۔ اس گوالے سے ملنے۔

پہلی لڑکی۔ تو کیا ہوا ——— گونوں کے پہلو میں دل نہیں ہوتا۔

(سب زور زور سے ہنستی ہیں ——— آہستہ آہستہ یہ ہنسی فیڈ ہو جائے)

(رشید پہلوان ہنستا ہے ——— زور زور سے)

مادھو۔ اماں جانے دو رشید ——— تمہارے پہلو میں دل نہیں قبر ہے ———

وہ کراری نوٹ سامنے کرتیں کیا کہوں ———

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رندھیر۔ (ہنستا ہے) اجی ہٹاؤ ——— تم پانسہ پھینکو ———

مادھو۔ پھینکتا ہوں ——— پر اُستاد کہیں دس نے دن کی بات ہے ——— یہ سالا شامو قسمت کا دھنی ———

رندھیر۔ (غصے میں بات کاٹ کر) تم پانسہ پھینکتے ہو یا نہیں۔

مادھو۔ (ڈر کر) یہی بات تمہاری مجھے اچھی نہیں لگتی۔ ذرا سی بات پہ گرجنے لگتے ہو ——— لو یہ پچیس دھرے پڑے ہیں۔

رندھیر۔ مادھو...... یہاں دس اور پچیس پھینکتے ہیں ——— لو یہ پچیس دیکھ لو اور لو یہ دس ——— صدقے جائیے راجہ نل کے دس ہی آئے۔

مادھو۔ اُستاد، راجہ نل کو تو تم نے سدھ کر لیا۔ پر وہ لونڈیا ساوتری تم سے رام نہیں ہوئی۔

رندھیر۔ (غصے میں) کئی بار تم سے کہہ چکا ہوں کہ مادھو تم مجھے نہ چھیڑا کرو، ورنہ کسی روز تاؤ میں آ کر میں کچھ کر بیٹھوں گا پر تم ٹلتے ہی نہیں ——— پہلوان آدمی ہوں۔ ڈنٹر پیلتا ہوں۔ مگدر گھماتا ہوں۔ مجھے عشق سے کیا کام ——— شرابی کبابی ہوں۔ سرکار مجھے دس نمبریوں میں گنتی ہے۔ کئی بار جیل ہو چکی ہے۔ عشق کیا خاک کروں گا ——— ہاں سوچنے کی بات ہے۔

(وقفہ)

مادھو۔ تو چھوڑو اس قصے کو ——— چلو ایک دو بازی اور چوسر کی رہے۔

رندھیر۔ (افسردگی کے ساتھ) . . . نہیں بھائی ——— بس اب کل ———

مادھو۔ چلے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رندھیر۔ ہاں بھئی اب اکھاڑے کی طرف جاؤں گا ـــــــ آنا ہو تو ادھر آ جائیو

(وقفہ)

(اس وقفے کے بعد رندھیر بھدی آواز میں گانا شروع کرتا ہے ـــــــ
دیوانہ بنانا ہے تو دیوانہ بنا دے ـــــــ ورنہ کہیں تقدیر تماشا نہ بنا دے
ـــــــ اس شعر کو لہریں رندھیر کئی مرتبہ دہراتا ہے)

رندھیر۔ (اونچی آواز میں جیسے دور بیٹھے آدمی کو مخاطب کر رہا ہے) . . . دینو کاکا

دینو۔ سرکار ـــــــ کیا حکم ہے؟

رندھیر۔ لسی بنائی؟

دینو۔ ابھی بنا دیتا ہوں۔

رندھیر۔ نہیں ـــــــ میں آج نہیں پیوں گا۔

دینو۔ ادھر دکان کی طرف تو آئیے پہلوان صاحب ـــــــ مزاج کیسے ہیں آپ کے ـــــــ ہاں کل کی ہار جیت کیسی رہی؟

رندھیر۔ کیسی ہار اور کیسی جیت۔ مطلب شراب سے ہے سو وہ مل ہی جاتی ہے ـــــــ (گاتا ہوا چل دیتا ہے) دیوانہ بنانا ہے تو دیوانہ بنا دے ـــــــ ورنہ کہیں . . .

دینو۔ درباری مل کچھ سنا تم نے ـــــــ یہ رندھیر پہلوان گا رہا ہے ـــــــ
(گانے کی آواز دور سے آتی ہے)

درباری مل۔ بھئی واہ ـــــــ کیا گلا پایا ہے۔ پر میں پوچھتا ہوں آج اسے گانے کی کیا سوجھی ہے ـــــــ پہلے تو کبھی گانا یوں سوار نہیں ہوا تھا پہلوان پر۔
(رندھیر کے گانے کی آواز آتی ہے ـــــــ دیوانہ بنانا ہے تو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دیوانہ بنا دے، ورنہ کہیں تقدیر۔۔۔۔)

(آہستہ آہستہ فیڈ کیا جاتا ہے)

(ساوتری پُرسوز دھن میں ذیل کا گیت گائے)

تیرے بنا یہ دنیا ساری جہر دکھ کی دے
کوئی جیسا ہمجم پڑا ہے چھیر دکھ کی دے

اب سوچ لیا یوں کن میں
کیوں ڈالی جان مجھن میں

ان سیلی سیلی باتوں میں نہ کچیر دکھ کی دے
تیرے بنا یہ دنیا ساری جہر دکھ کی دے

(ساوتری گانے کے بعد ٹھنڈی سانس بھرتی ہے)

شامو کی ماں۔ ساوتری!

ساوتری۔ (ڈر کر) کون ہے؟

شامو کی ماں۔ ڈر نہیں بیٹیا ——— میں ہوں شامو کی ماں۔

ساوتری۔ کیا ہے ماتا جی؟

شامو کی ماں۔ ادھر آ میرے پاس ——— گھبرا نہیں۔ مجھے ساری باتوں کی خبر ہے۔ اسی لئے تو تیرے پاس آئی ہوں ——— دیکھ ساوتری تیرا اور شامو کا کوئی جوڑ نہیں تو ایک دھنوان کی بیٹی ہے اور وہ ایک گریب مجدور ——— اس میں تیری ہی بدنامی ہے بیٹیا ——— اس کو سمجھاتی ہوں پر وہ تو پیروں پہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پانی ہی نہیں لیتا۔ مجھے کوئی بات ہی کرنے نہیں دیتا۔ اسی واسطے تیرے پاس
آئی ہوں کہ تو سمجھا سکے ——

ساوتری۔ ماتاجی —— میں —— میں ....

شامو کی ماں۔ میں کہتی ہوں اگر تم دونوں نہ مانو گے تو تبرد۔ کوئی آپت کھڑی ہو
جائے گی —— اس کا تو سر پھر گیا ہے۔ میں سنتی ہوں، کچھ دنوں سے اس
نے کسانوں کو جیدار جی کے کھلاف اکسانا شروع کر دیا ہے —— میں
تجھ سے کیا کہوں بیٹا میری جان تو بڑے جوکھم میں پھنس گئی ہے ——
جب سے یہ بات سنی ہے میرا دل بتاشے کی طرح بیٹھا جا رہا ہے ——
میرا کہا مان، اور اس سے ملنا چھوڑ دے۔

ساوتری۔ پر ماتاجی .... (رونا شروع کر دیتی ہے) .... یہ کیسے
ہو سکتا ہے۔ میں اس سے ملنا کیسے چھوڑ سکتی ہوں —— (سسکیاں)...
آپ مجھ سے یہ کیوں کہتی ہیں —— میں —— میں ...

شامو کی ماں۔ بات سن —— ساوتری —— ساوتری ——
ارے، تو نے رونا شروع کر دیا ہے —— میرا کھیر تو —— (اپنے
آپ سے، بھاگ گئی (پیروں میں پہنے ہوئے چھانجھنوں کی آواز —— وقفہ
—— اس وقفے کے دوران میں ساوتری کے چلنے کی آواز آتی رہے
آہستہ آہستہ۔ ساتھ ہی ساتھ سسکیوں کی آواز بھی سنائی دے)

ساوتری۔ (روتی آواز میں) میں اب کہاں جاؤں —— کیا کروں —— اب
کیا ہوگا ——

www.iqbalkalmati.blogspot.com

(نفرت وتنفے کے بعد گاتی ہے۔ درد بھری دھن میں)

تیرے بنا یہ دُنیا ساری جہر دکھائی دے
گولی جیسا جگنم پڑا مٹنے پھیر دکھائی دے
اب سوچ لیا یہ من میں
کیوں ڈالی جان الجھن میں
ان رسیلی رسیلی باتوں میں نہ پھیر دکھائی دے
تیرے بنا یہ دُنیا ساری جہر دکھائی دے

(آہستہ آہستہ یہ گیت فیڈ کیا جائے)

زمیندار۔۔۔ آؤ پہلوان آؤ ——— ادھر میرے پاس بیٹھو ——— بیٹھ جاؤ ———

رندھیر۔ آپ نے مجھے بلایا تھا۔ کیا کام ہے۔

زمیندار۔ ارے بھئی ذرا آرام تو کر لو۔ کام تو جب تک زندگی ہے ہوتے ہی رہیں گے
(آواز دے کر) منیم جی ——— منیم جی

منیم۔ سرکار ——— کیا حکم ہے۔

زمیندار۔ رندھیر پہلوان کی پچھلے مہینے اور اس مہینے کی تنخواہ تم نے ابھی تک کیوں نہیں دی ——— یہ بہت بُری بات ہے ——— دیکھو آئندہ ایسی گڑبڑ نہ ہو ——— ہاں تو ابھی روپے لاکر پہلوان صاحب کو دے دو ———

منیم۔ بہت اچھا سرکار۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پہلوان۔ زمیندار جی کیوں آپ تکلیف کرتے ہیں ——— آپ ہی کا تو کھاتا ہوں پھیرے لوں گا۔

زمیندار۔ نہیں پہلوان۔ یہاں کوڑی کوڑی کا حساب کیا جاتا ہے ——— تم کام کرتے ہو یہ پیسے مُفت تھوڑی لیتے ہو ——— ہاں تو یہ بتاؤ ——— ہاں تو میں کیا بات کر رہا تھا ——— بوتل منگواؤں ——— وہ شراب کھچوائی ہے کہ تمہاری طبیعت صاف ہو جائے ——— منیم جی وہ جو کل چار بوتلیں آئی تھیں۔ اُن میں سے دو پہلوان صاحب کی ہیں۔ کوئی اور اُڑا کر نہ لے جائے۔

رندھیر۔ اپنی کھچوائی ہوئی ہے ؟

زمیندار۔ ہاں ہاں، خاص طور پر میں نے اپنے لئے کھچوائی تھی۔ بیچ میں کئی مصالحے بھی ڈلوائے ہیں ——— ہاں بھئی پہلوان۔ قصہ یہ ہے کہ اس شامو نے کچھ دنوں سے مجھے تنگ کرنا شروع کیا ہے ——— کسانوں کو میرے خلاف اُکسا رہا ہے جس سے لگان وصول کرنے میں مشکل پیدا ہو گئی ہے ——— یہ تو بڑی معمولی سی بات ہے تم جانتے ہی ہو۔ اگر میں خاموش رہا تو دوسرے شہ پکڑ جائیں گے ——— کل منیم سے باتیں ہو رہی تھیں۔ میں نے کہا ہمارا پہلوان جو ہے وہ شامو کو یوں چٹکیوں میں ٹھیک کر دے گا ——— کیوں پہلوان یہ تمہارے دائیں ہاتھ کا کام ہے۔

رندھیر۔ (خوش ہو کر ——— ہنستا ہے) میں سمجھا تھا نہ جانے کتنا بڑا کام آپ اس بار میرے سپرد کریں گے ——— آپ کوئی چنتا نہ کریں ——— شامو کی ساری اکڑفوں میں دور کر دوں گا ———

www.iqbalkalmati.blogspot.com

زمیندار۔ دیکھا منیہ، میں نے کیا تم سے جھوٹ کہا تھا ——— خیر ——— لو پہلوان یہ تھوڑی سی نمونے کے طور پر پیو ——— اتفاق سے باہر ہی پڑی تھی (انڈیلنے کی آواز) . . . .

رندھیر۔ بس ——— بس ——— زمیندار جی بس ——— آپ نے تو سارا گلاس بھر دیا

زمیندار۔ بھئی پہلوان پینا تمہارا ہی حق ہے ——— ہم تو تمہارے سامنے دودھ پیتے بچے ہوئے ——— یہ گلاس تم سوڈے کے بغیر ایک گھونٹ میں ختم کر دو گے۔

رندھیر۔ زمیندار جی۔ اب وہ زمانے نہیں رہے ——— کبھی پیا کرتا تھا ——— اب تو دل بہلاوا باقی رہ گیا ہے ——— اب وہ دم خم نہیں رہے۔

(غٹا غٹ پینے کی آواز)

زمیندار۔ تو پہلے مٹکے ہی خالی کرتے ہوں گے۔

رندھیر۔ بڑی تیز ہے ——— چھری کی طرح سینہ کاٹتی چلی گئی ———

زمیندار۔ تو ایک گلاس اور سہی

(انڈیلتا ہے)

رندھیر۔ زمیندار جی، اب وہ دم خم نہیں رہے۔ میں سچ کہتا ہوں۔ آج سے کچھ برس پہلے اگر آپ نے رندھیر پہلوان کو دیکھا ہوتا تو . . . .

زمیندار۔ (بات کاٹ کر) . . . لو پیو۔

رندھیر۔ (غٹا غٹ پینے کے بعد) بس اس شاموہی کو ٹھیک کرنا ہے یا کوئی اور کام بھی ہے ——— شراب کیا ہے خنجر ہے ———

www.iqbalkalmati.blogspot.com

منیم ۔ سرکار مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں شامو زندھیر کا دشمن نہ ہو جائے۔
زندھیر۔ کیا کہا (ہنستا ہے) میرا دشمن ——— (ہنستا ہے)
زمیندار۔ تم بھی نرے کھرے بیوقوف ہو منیم ——— پہلوان کو سب گر یاد ہیں۔ وہ سرے سے اس کا صفایا ہی نہ کر دے گا۔
زندھیر۔ ایک دھپے کی مار ہے ——— ماں قسم (چٹکی بجاتا ہے) ماں قسم ایک ڈانٹ بتاؤں تو مارے دہشت کے بیہوش ہو جائے۔
زمیندار۔ بات زیادہ بڑھانی نہیں چاہئے ——— روپے پیسے کا تم کچھ فکر نہ کرو۔ اگر کوئی ایسی بات ہو بھی گئی تو میں سب بندوبست کر دوں گا ——— پانچ سو روپیہ میں نے اس کام کے لئے الگ رکھ چھوڑا ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اگر چپکے سے یہ کانٹا نکال دیا جائے تو کیا برا ہے ———

(جوش بھرے ہجوم کی آوازیں)
شامو۔ میں زمیندار کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہوں ——— اگر اس کا بس چلے تو مجھے پھانسی پر لٹکوا دے۔ مگر وہ پاپی اس لئے ڈرتا ہے ——— اس کے سامنے بھیڑ چونکہ میں ہاتا ہوں۔ اس لئے وہ میری پرچھائیں سے بھی ڈرتا ہے ——— بھائیو! میری بات یاد رکھو۔ ظالم کبھی بہادر نہیں ہوتا ——— تم بالکل نہ گھبراؤ۔ وہ تمہارا بال بھی بیکا نہ کر سکے گا ——— ہم اس سے بھیک تو نہیں مانگتے ——— ہم اس سے وہ چیزیں مانگتے ہیں جو وہ ہم سے چھین چکا ہے ——— اس کی ڈانٹ ڈپٹ میں بالکل نہ آؤ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایسے ہی ڈرتے رہو ——— سرکار کے کانوں تک یہ بات پہنچ گئی تو سمجھو بیڑا پار ہے ——— اس کے ڈھول کا پول سارا کھل جائے گا۔

ایک آدمی۔ شامو بھیا تم کو یہ بھی پتہ ہے کہ اُس نے رندھیر پہلوان کو روپے پیسے کا لالچ دے کر ہارنے کے لئے کھلاف کر دیا ہے ——— کل شراب پی کر وہ تمہیں گالیاں دے رہا تھا۔

شامو۔ میں سب جانتا ہوں ——— پر وہ ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہے ——— اس کتے کی کوئی پرواہ کرو ——— وہ جمعدار سے بھی جیادہ پاپی ہے۔ اس کا نام نہ لو میرے سامنے۔ میرا کھون کھولنے لگتا ہے۔

(جھانجھ کی تیز آواز)

رندھیر۔ (سخت غصے میں) . . . . اس نے مجھے کتا کہا ———

مادھو۔ ہاں ہاں اُستاد، میں نے ان کانوں سے سنا ہے

رندھیر۔ اُس نے مجھے کتا کہا ——— اُس نے رندھیر پہلوان کو کتا کہا ——— اب اگر وہ پرندہ بن کر آسمان پر اُڑ جائے تو میں اُسے زندہ نہ چھوڑوں گا . . . .

(اور زیادہ غصے میں) مادھو ——— وہ تیرے اُستاد کو گالیاں دیتا گیا اور تو خاموش کھڑا رہا ——— تو نے اُس کی زبان گدی سے باہر نہ کھینچی ——— لیکن کیا ہوا ——— میں ابھی جا کر اُس کو مزا چکھاتا ہوں ——— اُس نے رندھیر پہلوان کو سمجھا کیا ہے۔

(جھانجھ کی تیز آواز)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

(شامو کے گنگنانے کی آواز ——— تھوڑی دیر گنگنانے کے بعد وہ یہ گیت شروع کرتا ہے)

گر کہدے تو مُنہ سے کہ میری ہے ——— تیری اتنی ہی بات بہتیری ہے

دیکھنے میں ہوں کھتری کا لڑکا

مرنے کا نہیں کرتا دھڑکا

بین ترکا توں رات اندھیری ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

رندھیر۔ تُو کھترا یہاں کیا کر رہا ہے؟

شامو۔ اوہ، رندھیر پہلوان ——— کیوں میرا گانا پسند نہیں آیا

رندھیر۔ مَیں پوچھتا ہوں، یہاں جھاڑیوں کے پیچھے تو اکیلا کھڑا کیا کر رہا ہے

شامو۔ گا رہا تھا ——— اب تیرا مُنہ دیکھ رہا ہوں۔

رندھیر۔ تو کھتری کا لڑکا ہے نا ——— مرنے مارنے سے تو بالکل نہیں ڈرتا ——— (طنز سے) کھتری کا لڑکا جو ہوا ———

شامو۔ جا اب اپنا راستہ پکڑ ——— بہت باتیں کر چکا

رندھیر۔ یہ میرے ہاتھ میں تجھے لاٹھی نظر آ رہی ہے کہ نہیں

شامو۔ تو لڑنا چاہتا ہے تو لڑ، یہ ہیرا پھیری کیا کرتا ہے۔

رندھیر۔ تجھ سے کیا لڑوں گا ——— یہ ایک لاٹھی تیرے سر ماروں پہ تو زمین میں گھٹنوں تک گڑ جائے۔

شامو۔ تیری لاٹھی اُٹھنے سے پہلے ہی اگر ۔ ۔ ۔

رندھیر۔ لے سنبھل جا (لاٹھی اٹھانے کی آواز ——— پھر زور کی چیخ) کون

www.iqbalkalmati.blogspot.com

———— اُف ———— (سنبھل کر) . . . . ساوتری

ساوتری۔ شامو———— شامو———— یہ میں نے کیا کر دیا———— اب کیا ہوگا

رندھیر۔ ساوتری تو نے میرا اپمان کر دیا ہے———— یاد رکھ اس کی سزا تجھے بھگتنی پڑے گی———— شامو، تجھ سے میں پھر نپٹ لوں گا ساوتری بیچ میں آگئی۔ ورنہ آج میں نے تمہارا کچومر نکال دیا ہوتا۔

(رندھیر کے جانے کی آواز)

ساوتری۔ (ڈرے ہوئے لہجے میں بالکل آہستہ) چلا گیا، پر مجھے ڈر ہے، وہ پھر آئیگا اور تجھے مارے گا۔

شامو۔ دیکھا جائے گا———— تو اپنی بالٹی اٹھا۔

ساوتری۔ میں ان جھاڑیوں کے پیچھے چھپی ہوئی تھی۔ جب اس نے تم پر وار کرنے کے لئے لاٹھی اٹھائی تو بالٹی اپنے آپ میرے ہاتھ سے نکل گئی———— شامو اس کو بہت گہری چوٹ آئی ہے———— وہ تجھ سے ضرور بدلہ لیگا———— ہائے اب کیا ہوگا۔

(ڈھولوں کی چھناچھن)

زمیندار۔ آؤ———— آؤ پہلوان آؤ———— منیم———— یہ ڈھیری گھٹا لو۔ باقی حساب پھر کریں گے———— آؤ یہاں بیٹھ جاؤ———— ارے یہ تمہارے ماتھے کو کیا ہوا ہے۔

رندھیر۔ کچھ بھی نہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

زمیندار۔ کچھ بھی نہیں کیسے —— یہ پٹی پھر کیوں باندھ رکھی ہے

رندھیر۔ چوٹ آگئی ہے۔

زمیندار۔ کیسے ؟

رندھیر۔ کل شامو سے ذرا پنجہ ہو گئی تھی۔

منیم۔ اور اُس نے تمہیں گھائل کر دیا —— ہمیں کیوں بنا رہے ہو پہلوان

رندھیر۔ اُس نے مجھے گھائل نہیں کیا

زمیندار۔ تو پھر کس نے کیا —— تم مجھے بتاؤ وہ کون ہے ؟

رندھیر۔ اب میں آپ سے کیا کہوں —— یہ —— یہ —— بات یہ ہے کہ چوک مجھ سے ہی ہوئی —— میں اپنے —— میں اپنے دھیان میں تھا اور اُس نے وار کر دیا۔

منیم۔ کس نے ؟

رندھیر۔ سا —— سا —— (بدل کر) شامو نے —— لیکن کیا ہوا ہفتہ پھر دو دو ہاتھ ہو جائیں گے۔

زمیندار۔ لیکن بھئی رندھیر لوگ یا گنیں گے تو کیا کہیں گے کہ پہلوان نے اس کل کے لونڈے سے ......

منیم۔ پر زمیندار جی پہلوان بچہ تھوڑی ہے۔ اُس نے سب بندوبست کر لیا ہوگا۔

زمیندار۔ مزا تو جب ہے کہ رندھیر اپنی بدنامی سے پہلے ہی اُس کا صفایا کر دے —— نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری —— کیوں منیم۔

منیم۔ باون تولہ اور پاؤ رتی کی بات کہی ہے۔

زمیندار۔ اور مجھ سے جس قسم کی امداد پہلوان لینا چاہتے۔ میں دینے کو تیار ہوں — پانچ سو روپیہ دیتا ہوں — چپکے سے اپنا کام کرے اور کسی دوسرے شہر چلا جائے۔

شمیم۔ اور جب معاملہ ٹھنڈا ہو جائے تو پھر واپس آ جائے

زندھیر۔ روپے پیسے کی بات چھوڑیئے — میں آپ کا کام کر دوں گا زمیندار جی اور بہت جلد کر دوں گا — ایک آدمی مارنا کوئی کٹھن کام نہیں — میں کچھ اور ہی سوچ رہا تھا۔ پر اب فیصلہ کر لیا ہے کہ شامو زندہ نہ رہے گا۔

زمیندار۔ پر زندھیر کام ایسے ہو کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو — میرا مطلب ہے کہ . . . . .

(اس فقرے کا آخری حصہ فیڈ کر دیا جائے)

ساوتری ذیل کا گیت گاتی ہے :۔

ایک نجریا دیکھ پیا کو برسوں ترسی ہوں
برکھا میں جوں کالی بدریا
رو رو برسی ہوں
آس ملن کی جی کا سہارا
دھیان میں نس دن روپ تمہارا
سمجھائے کوئی مجھ دکھیا کو
نین درس پیا کو ترسی ہوں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رندھیر۔ (موٹی آواز میں) . . . . ساوتری

ساوتری۔ (ڈر کر چیختے ہوئے) . . . . ادئی — کون —

رندھیر۔ میں — رندھیر پہلوان جس کا ماتھا کل تُو نے گھائل کیا تھا۔ یاد ہے میں نے اُس وقت کیا کہا تھا۔

ساوتری۔ (سہم کر) مجھے ماپھ کر دو رندھیر — مجھے ماپھ کر دو — مجھے بخش دو —

رندھیر۔ (ہنستا ہے) کیوں ڈر گئیں۔

ساوتری۔ (لرزاں آواز میں) ہاں۔

رندھیر۔ بچھڑیا — جاتی کہاں ہے — بدلہ لئے بنا میں تجھے بالکل نہیں چھوڑوں گا — تُو نے سمجھا کیا تھا مجھے — رندھیر پہلوان ہوں رندھیر پہلوان — خون ہی پی جایا کرتا ہوں۔

ساوتری۔ (بہت زیادہ سہم کر) مجھے ماپھ کر دو۔

رندھیر۔ کیوں معاف کر دوں — کیا تُو نے میرا ماتھا زخمی نہیں کیا — (رعب دار آواز میں) میں بدلہ لئے بنا تجھے کبھی نہیں چھوڑوں گا — جن ہاتھوں نے میرا ماتھا زخمی کیا ہے۔ وہی اس پر پٹی باندھیں گے — بول باندھے گی پٹی۔

ساوتری۔ باندھوں گی پہلوان۔

رندھیر۔ تو اپنی اوڑھنی سے کپڑا پھاڑ اور پٹی بنا کر میرے ماتھے پر جلدی باندھ دے — (کپڑا پھاڑنے کی آواز) — چل باندھ — کھڑی سوچتی کیا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ساوتری ۔ پہلوان تم بیٹھ جاؤ تو میں باندھوں ـــــ یوں میرا ہاتھ نہیں پہنچے گا۔
(رندھیر ہنستا ہے)
رندھیر ۔ لے بیٹھ گیا ـــــ
(وقفہ ـــــ پٹی باندھی جاتی ہے)
ساوتری ۔ اب میں جاؤں ـــــ پٹی میں نے باندھ دی ہے
رندھیر ۔ پھونک بھی مارو۔
(پھونک مارنے کی آواز)
ساوتری ۔ جاؤں ؟ ـــــ اب جاتی ہوں
رندھیر ۔ بھاگتی ہے ـــــ ٹھیر جا بھاگتی کہاں ہے۔
ساوتری ۔ چھوڑ دے ـــــ چھوڑ دے مجھے ـــــ رندھیر چھوڑ دے میری کلائی ـــــ میری چوڑیاں ٹوٹ جائیں گی ـــــ
رندھیر ۔ کہاں گئی تیری وہ چلبلاہٹ ـــــ ایک مروڑا دوں۔
ساوتری ۔ میری کلائی ٹوٹ جائے گی رندھیر (درد کے باعث چلاتی ہے) چھوڑ دے چھوڑ دے مجھے (رونا شروع کر دیتی ہے) پرماتما کرے نہ رہے تو اس دنیا کے تختے پر۔ کیڑے چلیں تیرے تن بدن میں ـــــ کھڑے کا کھڑا جہنم میں سما جائے ـــــ
رندھیر (ندامت آمیز لہجے میں) ساوتری ـــــ ساوتری ـــــ
ساوتری ۔ (روتے چلی جاتی ہے) پرماتما کرے تجھ پر بجلی گرے ـــــ تیری جوانی ٹوٹے ـــــ جس طرح تو نے میری کلائی مروڑی ہے، پرماتما کرے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تیری گردن مروڑی جائے (زیادہ شدت سے روتی ہے)

رندھیر (پچکارنے کے انداز میں) نہ رو ـــــ نہ رو ساوتری نہ رو ـــــ تو روتی ہے تو میرے دل کو بڑا دکھ ہوتا ہے ـــــ میں نے تو تجھ سے مذاق کیا تھا ـــــ میں بھلا تجھے تکلیف پہنچا کر خوش ہوا ہوں ـــــ نہ رو ـــــ نہ رو ساوتری نہ رو ـــــ لے مجھے مارلے ـــــ لے یہ پتھر لے اور میرے سر پہ دے مار ـــــ میں سچ کہتا ہوں میں نے تو تجھے یوں ہی چھیڑا تھا ـــــ میں ـــــ میں تو تجھ سے پریم کرتا ہوں ساوتری۔

(رونا بند کرکے) ـــــ کیا کہا ـــــ تجھ جیسے پاپی کو پریم کرنے کا کیا ادھیکار ہے۔

رندھیر۔ نہیں ساوتری ـــــ میں تجھ سے پریم نہیں کرتا ـــــ (ہنستا ہے) میں تجھ سے کیسے پریم کرسکتا ہوں۔ میں بڑا ظالم، بڑا پاپی ہوں۔ تو ٹھیک کہتی ہے ـــــ میں ـــــ میں ـــــ کچھ نہیں ـــــ میں بیوقوف ہوں ـــــ مجھے معاف کردے۔

(ساوتری کی ہلکی ہلکی سسکیوں کی آواز۔ فیڈ آؤٹ)

(شرابیوں کا شور و غوغا)

ایک شرابی۔ مادھو ـــ ـــ جہاں تیرا پسینہ گرے وہاں میں اپنے خون بہانے کو تیار ہوں ـــــ تو مجھے ایک گالی نہیں سو گالیاں دے لے ـــــ تیری بات کا میں کبھی گلہ کرسکتا ہوں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مادھو۔ (ہنستا ہے) اماں بھولا داس تفتے کر ——— دینو کاکا، آج استاد سے
ایک بازی شطرنج کی ہوگئی ——— تیری قسم دس ہاتھوں ہیں ——— دس
ہاتھوں میں اس کے دونوں گھوڑے تاپیے میں بندھوا دیئے ——— اے
لالہ کشوری مل ——— ایک ادھیا اور بھیج دے۔
دوسرا شرابی۔ آج کل اُستاد کہیں دیکھنے میں نہیں آتا ——— کہاں رہتا ہے
مادھو۔ میں بتاؤں آج کل وہ کیا کرتا ہے (رازدارانہ لہجے میں) اِسک کرتا ہے
اسک۔

(سب زور زور سے ہنستے ہیں)
تیسرا شرابی۔ (لہر میں آکر گاتا ہے) کیا سناؤں ماجرائے دردِ دل . . .
مادھو۔ کیوں تیری شامت آئی ہے ——— بس اب کافی ہو گیا۔ اب چالے دے
تیسرا شرابی۔ کل استاد کو گاتے سُنا تو آج یوں ہی لہر میں آ گیا ——— (چونک کر)
لمبی بہت بڑی عمر ہے ہمارے اُستاد کی ——— آؤ آؤ اُستاد آؤ۔
مادھو۔ اوہ ——— اُستاد ——— آؤ استاد آؤ ——— ابھی تمہاری ہی باتیں
ہو رہی تھیں۔
ایک شرابی۔ مادھو کہہ رہا تھا استاد اِسک لڑا رہا ہے، اِسک . . . ،
(ایک شرابی کے گانے کی آواز آتی ہے ——— اِسک کی
مجبوریاں۔ لاچاریاں . . . .)
مادھو۔ استاد کا اِسک بھی گرانڈیل اسک ہوگا . . .
رندھیر۔ (افسردگی آمیز سنجیدگی کے ساتھ) اُستاد کیا عشق کرنے گا ———

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مادھو —— پاپی کو پریم کرنے کا کوئی ادھیکار نہیں —— میں بڑا پاپی، بڑا ظالم ہوں —— میں پریم نہیں کرسکتا . . . . تو نے ایک بار کہا تھا اور سچ ہی تو کہا تھا کہ اُستاد تیرے پہلو میں دل نہیں پتھر ہے۔

مادھو۔ میں نے تو ایسے ہی کہا تھا۔ ورنہ سچی بات تو یہ ہے کہ اُستاد تمہارے پہلو میں بڑا ہی نرم دل ہے۔

رندھیر۔ نہیں تو جھوٹ کہتا ہے —— میرے پہلو میں دل نہیں پتھر ہے —— ایک بار پھر کہہ —— اُستاد تیرے پہلو میں دل نہیں پتھر ہے (ہنستا ہے) پتھر . . . پتھر . . . پتھر ہی تو ہے۔ لیکن . . . . . کوئی پریم کرتا ہے تو اس میں میرے باوا کا کیا جاتا ہے —— میں اُس کو نہیں ماروں گا —— زمیندار جانے اور اس کا کام جانے۔

مادھو۔ کہاں چلے اُستاد —— میں نے ابھی ادھیا منگوائی ہے —— بیٹھ جاؤ۔

رندھیر۔ میں زمیندار سے ملنے جا رہا ہوں —— ایک ضروری کام ہے ابھی آتا ہوں۔

(قدموں کی چاپ جو آہستہ آہستہ فیڈ ہو جائے)

زمیندار۔ منیم تم نے بات تو ٹھیک کہی ہے۔

(حقہ پیتا ہے)

منیم۔ سرکار میں نے اپنے یہ بال دھوپ میں سفید نہیں کئے۔ سوچنے کی بات ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کہ رندھیرا گر پکڑا جاتے اور تھانے میں یہ کہدے کہ مجھے زمیندار نے شامو کو قتل کرنے کے لئے کہا تھا تو بیٹھے بٹھائے ایک اور مصیبت کھڑی ہو جائے۔

زمیندار۔ تو اس کا علاج بڑا سہل ہے۔

منیم۔ وُہ کیا ———

زمیندار۔ شامو کو رندھیر ملے اور رندھیر کو کوئی اور صاف کر دے ——— یا پھر یہ ہو سکتا ہے کہ اُس کو زیادہ شراب پلادی جائے اور جب وُہ بیہوش ہو جائے تو اُسے اٹھوا کر ریل کی پٹڑی پر رکھ دیا جائے ——— (ڈر کر) منیم یہ آواز تم نے سُنی۔

منیم۔ نہیں تو

زمیندار۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باہر دروازے کے پیچھے کوئی کھڑا تھا۔ . .

منیم۔ اجی نہیں ——— آپ کو ایسے ہی وہم ہوا ہے۔

زمیندار۔ (حقے کے چھوٹے چھوٹے کش لیتا ہے) . . . لیکن پھر بھی ڈر لگتا ہے

(حقے کی گڑگڑاہٹ ——— فیڈ آوٹ)

ایک دم ہجوم کا شور بلند ہو جس پر ذیل کے ٹکڑے سپرامپوز کئے جائیں

الف۔ رامو بھیا سُنا تم نے۔ جمدار جی کا خون ہو گیا۔

ب۔ خون ——— جمدار جی کا خون

ج۔ جمدار جی کا خون ہو گیا ——— شامو کو پکڑ کر تھانے لے گئے ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

د۔ جس بات کا مجھے کھٹکا تھا۔ آکھر کو وہی ہوئی ——— مَیں نہ کہتا تھا کہ شامو کا گُسّہ ایک دن جرور رنگ لائے گا۔

ل۔ چلو ——— چلو ——— ٹھونھانے میں چلتے ہیں۔ شامو کو پکڑ کر وہیں لے گئے ہیں۔

م۔ لاش باہر کھیتوں میں پڑی تھی اور شامو اس کے سرہانے کھڑا تھا کہ ادھر سے تھانیدار صاحب جو دورے سے واپس آ رہے تھے اُدھر آنکلے۔

ن۔ جرور پھانسی ہو جائے گی

و۔ پر شامو کہتا ہے میں نردوش ہوں۔

ساوتری۔ (روتے ہوئے) شامو ——— شامو ——— تو مُنہ سے بولتا کیوں نہیں ——— کہتا کیوں نہیں کہ مَیں نردوش ہوں ——— تو نے میرے باپو کو نہیں مارا ——— تو میرے باپو کو کیسے مار سکتا ہے۔ (بلند آواز میں) شامو نردوش ہے ——— تھانیدار جی شامو نردوش ہے۔

شامو کی ماں۔ شامو بیٹا (پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیتی ہے) مَیں تجھے روکتی رہی۔ بیٹا پر تو نے میری ایک نہ سُنی۔

شامو۔ مَیں بالکل نردوش ہوں ماں۔

ایک آدمی۔ پھر جیدار جی کا کھون کس نے کیا ہے؟

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہجوم کا شور بند ہو جائے۔ رندھیر کا بلند قہقہہ سنائی دے۔

رندھیر۔ (نشے کی حالت میں) چلو، دنیا سے ایک پاپی کم ہوا ـــــ (ہنستا ہے)
ـــــ اُسکی نیت خراب تھی جس کا پھل اُس کو مل گیا ـــــ ریل کے نیچے
اگر اس کی لاش کچلی جاتی تو مزا آجاتا ـــــ (ہنستا ہے) بڑا چالاک بنا پھرتا تھا
(آواز دیتا ہے) لالہ کشوری مل ـــــ اے لالہ۔

کشوری مل (دور سے آواز آتی ہے) آیا پہلوان آیا۔ . . . بولو کیا حکم ہے۔

رندھیر۔ آج تمہاری شراب کو کیا ہو گیا ہے ـــــ معلوم ہوتا ہے، بیچ میں پانی ملا
دیتے ہو۔

کشوری مل۔ نہیں اُستاد ـــــ تمہیں تو خاص طور پر خالص چیز دیتا ہوں۔

رندھیر۔ بناؤ ـــــ ایک بوتل اور بھیج دے ـــــ سنو تو آج ٹھیکہ خالی خالی
کیوں نظر آتا ہے۔

کشوری مل۔ زمیندار جی کا قتل جو ہو گیا ہے۔ سارا گاؤں تو تھانے میں بیٹھا ہے ـــــ
شاستری پکڑا گیا ہے نا۔

رندھیر۔ (زور زور سے ہنستا ہے) کوئی مرے کوئی جئے میری بلا سے ـــــ لاؤ
بوتل لاؤ ـــــ یہ تو ختم ہو گئی۔

(غٹاغٹ پینے کی آواز ـــــ پھر ہونٹ چٹخنے کی آواز)

رندھیر۔ (اپنے آپ سے) پانچ سو روپیہ دیتا تھا دوسرے کو مارنے کے لئے (ہنستا
ہے) . . . واہ رندھیر پہلوان، تمہارے کیا کہنے ہیں ـــــ
(ساوتری کا داخلہ)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ساوتری۔ رندھیر ـــــ (گھبراہٹ میں) رندھیر ـــــ رندھیر کہاں ہے
(یہ آواز دُور سے آتے)

رندھیر۔ (چونک کر) کون ؟

ساوتری۔ رندھیر ـــــ رندھیر پہلوان

رندھیر۔ کون ؟ ساوتری ـــــ ساوتری تو یہاں کیا کرنے آئی ہے ـــــ
جا ـــــ جا چلی جا یہاں سے ـــــ یہ جگہ یہ جگہ ـــــ جا یہ جگہ بہت بُری
ہے۔ یہاں بُرے آدمی آتے ہیں ساوتری ـــــ جا چلی جا یہاں سے۔

ساوتری۔ رندھیر . . . . (رونا شروع کر دیتی ہے)

رندھیر۔ کیا ہوا ـــــ کیا ہوا ساوتری ـــــ تو روتی کیوں ہے ؟

ساوتری۔ وُہ شامو کو پکڑ کر تھانے لے گئے ہیں ـــــ کہتے ہیں۔ اُس نے
باپو کو مارا ہے۔

رندھیر۔ تو اُس نے مارا ہوگا

ساوتری۔ یہ جھوٹ ہے ـــــ بالکل جھوٹ ہے ـــــ اُس نے میرے
باپو کو نہیں مارا ـــــ وہ بالکل نردوش ہے ـــــ وُہ مجھے ملنے کے لئے
کھیتوں میں جا رہا تھا کہ رستے میں اُسے لاش پڑی دکھائی دی ـــــ بس
اُس کا اتنا ہی دوش ہے (روتی ہے) . . . . رندھیر میں مر جاؤں گی۔

رندھیر۔ ہائیں یہ تو کیسی بات مُنہ سے نکالتی ہے۔

ساوتری۔ (جذبات کی رو میں) نہیں میں زہر کھا کے مر جاؤں گی ـــــ اگر شامو
کو کچھ ہو گیا تو ـــــ تو (زیادہ شدت سے رونا شروع کر دیتی ہے)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رندھیر۔ نہ رو ساوتری ـــــ نہ رو ـــــ تو زندہ رہے گی ـــــ تجھے زندہ رہنا ہوگا ـــــ تو گھر چل۔ میں جا کے دیکھتا ہوں تھانے میں کہ بات کیا ہے چل تو گھر چل ـــــ پیٹ کے بچے تو تو پگلی ہے ـــــ بیکار اپنی جان ہلکان کر رہی ہے ـــــ چل ـــــ

(قدموں کی چاپ ـــــ فیڈ آؤٹ)

(ہجوم کا شور ـــــ ذیل کا مکالمہ اس پر سپرامپوز کیا جائے)

شور کی آواز اونچی ہو جاتی۔ رندھیر کی آمد کے باعث

ایک لڑکی۔ شامو کی ماں، رندھیر ۔

شامو کی ماں۔ رندھیر ـــــ

ایک آدمی۔ دارو پی رکھی ہے ـــــ جھوم رہا ہے

دوسرا آدمی۔ سیدھا تھانیدار کی طرف جا رہا ہے

تھانیدار۔ (رُعب دار آواز میں) رندھیر ـــــ رندھیر باہر کھڑے رہو ـــــ سنتے ہو کہ نہیں ـــــ باہر کھڑے رہو ـــــ عبدالرحمٰن تم اس کو روکتے کیوں نہیں۔

رندھیر۔ خبردار جو مجھے کسی نے ہاتھ لگایا۔

تھانیدار۔ آنے دو اسے ـــــ بولو کیا کہنا ہے۔

رندھیر۔ کچھ نہیں ـــــ میں یہ دیکھنے آیا تھا کہ زمیندار جی کو کس نے قتل کیا ہے۔

تھانیدار۔ یہ میرا حاکم بنا کر تمہیں کس نے بھیجا ہے ـــــ خیر ـــــ قاتل کو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دیکھتا ہے ـــــ دیکھ لو ـــــ وُہ تمہارے سامنے کھڑا ہے

(رندھیر زور سے قہقہہ بلند کرتا ہے)

تھانیدار۔ اب جاؤ، زیادہ گڑبڑ نہ کرو۔ ورنہ حوالات میں بند کردوں گا۔

رندھیر۔ (قہقہے کے ساتھ) . . . . شامو ـــــ اس شامو نے زمیندار کو مارا ہے ـــــ (ہنستا ہے) تھانیدار صاحب (ہنستا چلا جاتا ہے) تھانیدار صاحب، آپ نے غلط آدمی کو پکڑ لیا ہے۔

تھانیدار۔ رندھیر۔ زیادہ بکواس نہ کرو ـــــ جاؤ بھاگ جاؤ یہاں سے۔

رندھیر۔ (ہنستا ہے) . . . . مَیں کہتا ہوں تھانیدار صاحب جس آدمی نے آج تک چڑیا تک نہیں ماری۔ وُہ ایک آدمی کو جان سے کیسے مار سکتا ہے۔

شامو۔ اُڑالے میری ہنسی ـــــ اُڑالے میری ہنسی

رندھیر۔ (ہنستا ہے، ارے بھئی میں نے جھوٹ تھوڑی کہا ہے ـــــ (ہنستا ہے) . . . . تھانیدار صاحب، مَیں سچ کہتا ہوں شامو زدوش ہے ـــــ ایسا ڈرپوک اور بزدل کبھی قاتل نہیں ہو سکتا۔ قتل وُہ کر سکتا ہے جس کے بازوؤں میں شکتی ہو ـــــ یہ مُردار بھلا کسی کو کیا مارے گا۔

(شور کی آواز بلند ہو کر دھیمی ہو جاتے)

ایک آدمی۔ (دُور سے آواز آتی ہے) تھانیدار صاحب اس سے پوچھیئے اگر شامو نے جمداری کو نہیں مارا تو پھر کس نے مارا؟

رندھیر۔ تُو مجھ سے پُوچھ، تھانیدار سے کیوں پوچھنے کو کہتا ہے ـــــ تھانیدار کیا میرا خدا ہے ـــــ لے سُن لے ـــــ زمیندار کو مَیں نے مارا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

—— ان ہاتھوں سے میں نے اُس کا کام تمام کیا ہے —— ان ہاتھوں سے —— دیکھ لئے —— اب شامو کے ہاتھ بھی دیکھ —— بتا قتل کون کر سکتے ہیں (تھانیدار سے) . . . . تھانیدار صاحب ہتھکڑی کھول کر مجھے پہنا دو۔

(شور زیادہ ہو جاتا ہے)

شامو کی ماں۔ میرا بچہ —— ساوتری —— ساوتری، شامو زدوش ہے

ساوتری۔ رندھیر —— رندھیر ——

رندھیر۔ (ہنستا ہے) . . . . ساوتری میں نے تجھ سے کہا نہیں تھا کہ گھر چل کے بیٹھ —— تو یہاں کیا کرنے آئی ہے —— جا چلی جا یہاں سے ——

ساوتری۔ (آواز بھرا جاتی ہے) رندھیر —— رندھیر تم بہت اچھے آدمی ہو

رندھیر۔ (غمزدہ ہنسی کے ساتھ) نہیں ساوتری —— میں بڑا ظالم ہوں بڑا پاپی ہوں —— مجھے پریم کرنے کا کوئی ادھیکار نہیں —— میرے پہلو میں دل نہیں پتھر ہے . . . . . .

(ساوتری کی سسکیوں کی آواز —— فیڈ آؤٹ)

---

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ماچس کی ڈبیا

ویدی۔(گہرا سانس لے کر) تو اب مجھے اس کمرے میں رہنا ہوگا . . . کیا کہتے ہیں بمبئی کی زبان میں ایسے کمروں کو؟

پال۔کھولی!

ویدی۔کتنا واہیات نام ہے . . . غربت کی توہین ایسے ہی بدنما ناموں سے تو ہوتی ہے . . . کھولی . . . یعنی جس نے چاہا کھول لی . . . مجھے غریبی سے اتنی وحشت نہیں ہوتی جتنی غربت ظاہر کرنے والی چیزوں سے ہوتی ہے . . .

پال۔جناب، یہ فلسفہ بگھارنے کا وقت نہیں، پہلے آپ اپنا سامان ٹھکانے سے رکھ لیجئے . . . رات آ رہی ہے . . . اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے پاس تاریکی دور کرنے کے لئے کوئی بھی چیز نہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ویدی - چھوڑو یار اس سامان کو . . . مجھے کون سا محل سجانا ہے . . . . جو چیز جہاں رکھ دی گئی ہے ٹھیک ہے . . . . تم تاریکی اور روشنی کی باتیں کرتے ہو۔ میں تو اِن دونوں میں امتیاز کرنا ہی بھول گیا ہوں . . . . مجھے تو دن کو اُجالا تاریک نظر آتا ہے اور رات کا اندھیارا روشن، دن کو شہر کے ہنگامے میں مجھے کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ لیکن رات کو میں اپنے دل کی ہر بات پڑھ لیتا ہوں۔

پال - قصہ کیا ہے، آج تم بہت شاعری کر رہے ہو۔

ویدی - شاعری ؟ (ہنستا ہے) اگر جو کچھ میں نے کہا ہے شاعری ہے تو میرا خیال ہے کہ شاعر بڑے تیرہ بخت انسان ہوتے ہوں گے . . . . پال ! تم نے کبھی محبت کی ہے ؟

پال - یہ محبت کا سوال تم بیچ میں کیا لے آئے ؟

ویدی - پال تم سے بڑی سنجیدگی کے ساتھ پوچھ رہا ہوں . . .

پال - اماں ہٹاؤ اس سنجیدگی کو . . . . میں کیا جانوں محبت کیا بلا ہے ؟

ویدی - تو میری طرح تمہارا دل بھی محبت کا پیاسا ہے ؟ . . . . پال . . . . میں نے لوگوں سے سُنا ہے اور کتابوں میں بھی پڑھا ہے کہ ایک شے جسے محبت کے نام سے پکارتے ہیں۔ دل کی لطیف ترین غذا ہے۔ کیا یہ سچ ہے ؟

پال - میرے دل کا ہاضمہ درست ہے، مجھے کبھی اس لطیف ترین غذا کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی . . . . تمہارا تو دماغ خراب ہو گیا ہے، نہ جانے تمہارے دل میں یہ محبت کا خیال کب اور کس وقت اندر چلا گیا . . . . مجھے تو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کام دھندوں سے اتنی فرصت نہیں ملتی کہ اس بارے میں کچھ سوچوں، تم خود ہی غور کرو، مِل کے اندر مشینوں کی دیکھ بھال کروں۔ اُن کے پرزوں میں تیل دوں یا تمہاری اس محبت کو دماغ میں لے کر بیٹھ جاؤں۔

ویدی۔ پال تمہیں فوراً کسی ڈاکٹر سے اپنا علاج کرانا چاہئے ۔ ۔ ۔ ۔ مشینوں کے اندر رہ کر تم خود لوہا بن گئے ہو ۔ ۔ ۔ ۔ تم باتیں تو یوں کرتے ہو، گویا تمہارے پہلو میں دل کی بجائے برف کا ڈھیلا ہے۔ جس پر کوئی نقش بیٹھ ہی نہیں سکتا ۔ ۔ ۔ ۔ عورت کو دیکھ کر جس مرد کا دل اپنے لئے ایک رفیق ڈھونڈھنے کا خیال پیدا نہ کرے اُسے سینے سے باہر پھینک دینا چاہئے۔

پال ۔ اب میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ میرا دل سینے سے باہر نکالنا چاہتے ہیں یا اُس کے اندر کسی رفیق کو ڈھونڈنے کا خیال پیدا کرنا چاہتے ہیں؟

ویدی۔ پال، تم نہیں سمجھتے میں کیا چاہتا ہوں؟ ۔ ۔ ۔ ۔ میں یہ چاہتا ہوں میں یہ چاہتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔

پال۔ ہاں، ہاں، بولو ۔ ۔ ۔ ۔ تم کیا چاہتے ہو ۔ ۔ ۔ ۔ پانی کا گلاس دوں پینے کے لئے؟

ویدی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم محبت کرو، میں محبت کروں، سب محبت کریں ۔ ۔ ۔ ۔ دُنیا میں سب محبت کرنے والے بسیں ۔ ۔ ۔ ۔ ہر ایک دل میں محبت ہو ۔ ۔ ۔ ۔ آہ، پال تم نہیں سمجھتے کہ اس ننھے سے لفظ میں کتنی مٹھاس ہے، کتنی راحت ہے ۔ ۔ ۔ ۔ محبت ۔ ۔ ۔ ۔ محبت ۔ ۔ ۔ ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری آتما شبنم سے لدی ہوئی گھاس پر صبح کی ہوا سے کھیل رہی ہے ۔ ۔ ۔ ۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تم ضرور محبت کرنے کی کوشش کرو پال . . . . بغیر محبت کے کوئی آدمی مکمل ہونے کا دعوے نہیں کر سکتا۔

پال ۔ جناب من، خاکسار بہت کوشش کر چکا ہے مگر خاطر خواہ نتیجہ ابھی تک نہیں نکلا . . . . ہر روز رات کو آپ کا یہ خادم ایک خیالی عورت بنا کر اس سے محبت کرتا ہے اور صبح ہوتے ہی اپنے دل کے باہر یہ بورڈ لٹکا دیتا ہے۔ کرایہ کے لئے خالی ہے، کمرہ ہوادار ہے۔ مگر اس طرف کوئی رُخ ہی نہیں کرتا . . . کمرہ ضرور ہوادار ہے مگر ہوا کے سوا اس میں اور دھرا ہی کیا ہے۔ آج کل کی عورتیں صرف ہوا پر تو زندہ رہ نہیں سکتیں۔ "کمرہ" جا ہوا ہو تو بہت سے کرایہ دار مل سکتے ہیں۔

دیدی ۔ محبت محلوں سے زیادہ جھونپڑوں میں رہتی ہے پال . . . . اُسے ظاہری سجاوٹوں سے کیا کام؟ . . . . اور پھر محبت تو خود ایک سجاوٹ ہے۔ دل کے لئے اس سے خوبصورت زیور اور کیا ہو سکتا ہے؟

پال ۔ یہ شاعری اب کسی اور وقت پر اُٹھا رکھو . . . . مجھے نائٹ ڈیوٹی پر جانا ہے . . . . اگر میرے دل نے یہ زیور اس وقت پہن لیا تو مل کی مشینیں آج رات بند رہیں گی . . . . اچھا تو میں چلا۔

دیدی ۔ جاؤ، ابھی جاؤ . . . . آج کی رات جیسے کٹے گی۔ وہ ظاہر ہے . .

(وقفہ)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دوسرا منظر

مشین چلانے کی آواز سنائی دیتی ہے

لاجو۔ آج یہ ہوا بھی کتنے زوروں پہ چل رہی ہے ۔ ۔ ۔ اُف توبہ ۔ ۔ ۔ لیمپ کی بتی کس طرح پھڑپھڑا رہی ہے۔

لاجو کی ماں۔ تماشا کیا دیکھتی ہے۔ ذرا اُٹھ کے چمنی کے اس طرف لکڑی کا ٹکڑا اٹھا کے رکھ دے ۔ ۔ ۔ اگر یہ بجھ گیا تو تجھے ہی نیچے دیا سلائی لینے کیلئے جانا ہوگا ۔ ۔ ۔ میری بلا سے، نہیں سنتی تو نہ سُن !

لاجو۔ ماتاجی ۔ ۔ ۔ مجھے اس کی پھڑپھڑاہٹ اچھی معلوم ہوتی ہے ۔ ۔ ۔ ایسا لگتا ہے، جیسے میرا اپنا دل اس چمنی کے اندر دھڑک رہا ہے۔

لاجو کی ماں۔ جانے کیا واہی تباہی بک رہی ہے ۔ ۔ ۔ یہ لو ۔ ۔ ۔ ہوا نا وہی جس کا مجھے کھٹکا تھا۔

لاجو۔ ہائے رام، یہ تو سچ مچ بجھ گیا ۔ ۔ ۔ کتنا اندھیرا ہو گیا ہے۔

لاجو کی ماں۔ اب یہاں بیٹھ کے باتیں نہ بنا ۔ ۔ ۔ جا بازار سے ایک پیسے کی ماچس لے آ۔

لاجو۔ ماں مجھ سے تو یہ نہ ہو سکے گا۔ پانچ سیڑھیاں نیچے اتروں اور پھر پانچ سیڑھیاں اوپر چڑھوں، میرے گھٹنے تو ابھی سے جواب دے رہے ہیں۔

لاجو کی ماں۔ تجھے تو کسی نواب کے گھر پیدا ہونا چاہئے تھا۔ جہاں بیٹھے بٹھائے تجھے ہر چیز مل جاتی ۔ ۔ ۔ میری لاڈو کے پاؤں کی مہندی گھستی ہے سیڑھیاں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اُترتے ۔ ۔ ۔ ۔ اوہ، بابا، کیسا زمانہ آیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ اس جوانی میں تیرے گھٹنے جواب دے رہے ہیں تو میری عمر کو پہنچکر تیرا کیا حال ہوگا، جا ساتھ والی کھولی میں پڑوسن سے دیا سلائی مانگ لا ۔ ۔ ۔ ۔ تجھ سے اٹھا جائیگا یا میں ہی جاؤں؟

لاجو۔ جاتی ہوں ماں ۔ ۔ ۔ ۔ یہ نگوڑے کپڑے بھی تو سینے ہیں مجھے ۔ ۔ ۔ ۔ اگر صبح تک تیار نہ ہوئے تو چولہے میں آگ کیسے جلے گی ۔ ۔ ۔ ۔ جاتی ہوں ۔ ۔ اس بھیرے پانی ایسی زندگی سے جانے کب نجات ملیگی ۔ ۔ ۔ ۔

(تھوڑا وقفہ)

دروازے پر دستک دینے کی آواز سنائی دیتی ہے

لاجو۔ دینو کی ماں، دینو کی ماں،

(پھر دستک کی آواز سنائی دیتی ہے)

لاجو۔ دینو کی ماں ـــــ دینو کی ماں ۔ ۔ ۔ ۔ ارے، سوگئی ہو کیا؟ ۔ ۔ ۔ ۔ نہیں دروازہ تو کھلا ہے (دروازہ کھلنے کی آواز) ۔ ۔ ۔ ۔ دینو کی ماں ۔ ۔ ارے تم نے یہ کمرے میں یہ دھونی کیسی رما رکھی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ اف، میرا تو دم گھٹنے لگا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ دینو کی ماں ۔ ۔ ۔ ۔ ؟ میں پوچھتی ہوں، تم نے یہ بیڑیاں کب سے پینی شروع کی ہیں۔

ویدی۔ کون ہے؟

لاجو۔ ارے، یہ کون بول رہا ہے؟

ویدی۔ ارے، یہ کون بول رہا ہے؟

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لاجو۔ دینو کی ماں کہاں ہے؟

ویدی۔ دینو کی ماں . . . یہاں دینو کی ماں نہیں رہتی اور میری ماں کو مرے اتنے ہی برس ہو گئے ہیں جتنے کہ مجھے زندہ رہتے ہو گئے ہیں   کمرے میں یہ دھواں میں نے اس لئے بند کر رکھا ہے کہ اس سے کمرے کی غلاظت دب جاتی ہے

لاجو۔ تم تو کوئی اور ہو . . . میں . . . میں غلطی سے یہاں چلی آئی . . . مجھے دینو کی ماں سے ملنا ہے۔

ویدی۔ دینو کی ماں سے؟ . . . جب میں نے اپنی ماں کی شکل نہیں دیکھی، تو دینو کی ماں کو میں کیسے جان سکتا ہوں؟ . . . یہ کمرہ . . . نہیں، یہ کھولی میں نے آج ہی کرائے پر لی ہے۔

لاجو۔ تو دینو کی ماں بھی اطلاع دیئے بغیر یہاں سے چلی گئی؟ . . . میں اس سے دیا سلائی کی ڈبیہ مانگنے آئی تھی۔ ہمارا لیمپ بجھ گیا ہے۔

ویدی۔ تمہارا لیمپ بجھ گیا ہے . . . پر یہاں تو ایک لیمپ روشن ہو گیا ہے۔

لاجو۔ کیا کہا آپ نے؟

ویدی۔ سمجھنے کی کوئی ضرورت نہیں . . . تمہیں ماچس چاہئے نا؟

لاجو۔ جی ہاں!

ویدی۔ ماچس . . . لو ماچس لے کر تم فوراً ہی یہاں سے چلی جاؤ گی؟

لاجو۔ ہاں، ہاں . . . مجھے لیمپ بھی تو روشن کرنا ہے . . . میری ماں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اندھیرے میں بیٹھی ہے

ویدی۔ بالکل درست ہے۔ میں سوچ کیا رہا ہوں . . . . تمہیں فوراً ہی جیب سے ماچس نکال کے کیوں نہیں دے رہا . . . . کچھ سمجھ میں نہیں آتا، یہ کیا قصہ ہے؟ . . . . کیا تم اس معاملے پہ کچھ روشنی ڈال سکتی ہو؟

لاجو۔ ماچس لائیے۔

ویدی۔ تم بڑی . . . . وہ ہو . . . . .

(لاجو ہنستی ہے)

(ویدی ہنستا ہے)

لاجو۔ مجھے دیر ہو رہی ہے، لائیے ماچس،

ویدی۔ ہاں، ہاں۔ واقعی تمہیں دیر ہو رہی ہے . . . . یہ لو ماچس . . . .

(ماچس کی ڈبیا میں تیلیوں کی کھڑکھڑاہٹ)

لاجو۔ لائیے . . . . ارے . . . . آپ کا لیمپ بھی بجھ گیا . . . . (دیا سلائی کی ڈبیا گرنے کی آواز) اور ماچس بھی گر گئی . . . .

ویدی۔ اچھا ہوا!

لاجو۔ کیا کہا؟

ویدی۔ میں نے کہا، کتنا بُرا ہوا . . . . اب کیا سچ مچ اسے ڈھونڈنا ہوگا

لاجو۔ واہ، جناب واہ . . . . ڈھونڈنا کیوں نہیں پڑے گا . . . . دونوں لیمپ بجھے پڑے ہیں۔ ان کو روشن نہیں کرنا ہے کیا؟

ویدی۔ روشنی زیادہ ہو جائے گی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لاجو۔ کیا کہا؟

ویدی۔ میں نے یہ کہا تھا کہ مجھے اب روشنی کی کیا ضرورت ہے؟

لاجو۔ پر مجھے تو ہے۔

ویدی۔ تو ماچس خود ہی ڈھونڈ لو۔ ۔ ۔ ۔ میرا دل بھی اُسی میں پڑا ہے

لاجو۔ (ہنستی ہے) آپ کا دل ماچس میں پڑا ہے۔ ۔ ۔ ۔ اور میرا دل اپنے بجھے ہوئے لیمپ میں

ویدی۔ تو پھر ماچس کو فوراً ہی ڈھونڈنا چاہیئے۔ ۔ ۔ ۔ ارے، میں سوچ کیا رہا ہوں۔ ۔ ۔ ۔ ٹھیرو۔ ۔ ۔ ۔ (زمین پر ہاتھ مارنے کی آواز) یہیں گری تھی اور یہیں ہونی چاہیئے۔ ۔ ۔ ۔ (ماچس پر ہاتھ پڑنے کی آواز) یہ لو۔ ۔ ۔ ۔ لیکن ٹھہرو۔ ۔ ۔ ۔ میں لیمپ جلا کر تمہیں تو اچھی طرح دیکھ لوں —— شاید کل تمہاری کھولی میں کوئی اور آجائے۔

لاجو۔ نہیں ہم نے اس مہینے کا کرایہ پیشگی دے دیا تھا۔

ویدی۔ ایک مہینے تک میں بھی اسی کھولی میں رہوں گا۔ کیونکہ کرایہ میں نے بھی پیشگی ہی دیا ہے۔ (لیمپ کی چمنی اور دیا سلائی جلانے کی آواز)

لاجو۔ ایک تو روشن ہو گیا!

ویدی۔ کیا دوسرا روشن نہیں ہوا؟ ۔ ۔ ۔ ۔

لاجو۔ اب جاکے روشن کروں گی۔ ۔ ۔ ۔ لائیے ماچس۔ ۔ ۔ ۔ آپ کا دل ہے نا ابھی تک اس میں؟

ویدی۔ (ہنستا ہے) ۔ ۔ ۔ ۔ ہاں ہاں اسی میں ہے۔ ۔ ۔ ۔ (ماچس کی آواز) یہ لو۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لاجو۔ مہربانی . . . تو میں اب چلتی ہوں۔

ویدی۔ ہاں ہاں، جاؤ . . . لیکن ذرا ٹھہرو . . . تمہیں نہیں جاؤ۔ تمہیں اپنا لیمپ بھی روشن کرنا ہے . . . تمہاری ماں اندھیرے میں بیٹھی تمہاری راہ دیکھ رہی ہوگی . . . جاؤ . . . لیکن ذرا ٹھہرو تو . . . ہاں ٹھہرو تو۔

لاجو۔ کچھ کہنا ہے کیا؟

ویدی۔ کچھ کہنا ہی تو ہے . . . کچھ کہنا ہی تو ہے . . . پر کیا کہنا ہے . . . ہاں! تو اب تم جا رہی ہو کیا؟

لاجو۔ جی ہاں جا رہی ہوں۔

ویدی۔ تم بڑی اچھی لڑکی ہو . . . اچھا تو میں بھی ہوں پر یہ بیکاری بڑی بلا ہے . . . لیکن اب میں کوئی نہ کوئی کام ضرور ڈھونڈھ لوں گا . . . مجھ میں آج بڑی ہمت پیدا ہو گئی ہے . . . دنیا میں اگر عورت نہ ہوتی تو مردوں میں شجاعت کبھی پیدا نہ ہوتی . . . اگر تم مجھ سے کہو تو میں اس کھڑکی میں سے ابھی نیچے بازار میں کود جاؤں . . . پر میں یہ کیا گفتگو کر رہا ہوں۔

لاجو۔ میں اب جاتی ہوں

ویدی۔ ہاں اب جاؤ . . . پر اپنا نام تو بتاتی جاؤ۔

لاجو۔ میرا نام لاجونتی ہے . . . ماں مجھے لاجو کہتی ہے

ویدی۔ لاجونتی . . . لاجو . . . بڑا پیارا نام ہے . . . تم یہاں کیا کرتی ہو؟

لاجو۔ سلائی کا کام کرتی ہوں . . . اگر آپ کپڑا دیں تو میں آپ کی قمیص سی دوں گی

ویدی۔ شکریہ! . . . میرا کوٹ کہنیوں پر سے پھٹ رہا ہے . . . اگر کبھی اس کو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رفو کردو۔ تو بڑی مہربانی ہوگی

لاجو۔ میں کل آ کے یہیں رفو کردوں گی . . . . اچھا میں اب جاتی ہوں (تھوڑا وقفہ ــــ پھر دروازہ بند کرنے کی آواز)

ویدی۔ (فرطِ مسرت کے باعث بلند آواز میں) ویدی! . . . . ویدی! . . . . درست تمہارا نصیبہ جاگ اٹھا۔ (سیٹی بجاتا ہے)

(وقفہ)

تیسرا منظر

دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز۔

ویدی۔ آجاؤ

پال۔ (دروازہ کھولنے کی آواز) سناؤ بھئی کیا حال ہے۔ نیا کمرہ کیسا رہا؟ . . . . ارے تم اپنے کوٹ کو بیڑی سے جلا کیوں رہے ہو۔

ویدی۔ اس لئے کہ اس میں بہت سے سوراخ ہو جائیں۔

پال۔ سوراخ ہو جائیں . . . . سوراخ تو ہو ہی جائیں گے۔ پر میں پوچھتا ہوں کہ یہ منطق کیا ہے؟

ویدی۔ ایک سوراخ رفو کرنے میں اگر پانچ منٹ صرف ہوں گے تو تین سوراخ رفو کرنے میں پندرہ منٹ صرف نہ ہوں گے۔

پال۔ ہاں ہاں، پندرہ منٹ ہی صرف ہوں گے۔ پر تمہاری بات سمجھنے میں مجھے کتنے گھنٹے لگیں گے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دیدی ہنستا ہے

پال۔ تم تو آج ہنس بھی رہے ہو . . . یہ کیا قصہ ہے

دیدی۔ قصہ یہ ہے . . . دروازے پر دستک ہوئی . . . اور ایک نقرئی آواز آئی . . . دینو کی ماں، دینو کی ماں یہ تم نے بیڑیاں کب سے پینا شروع کر دی ہیں . . . اور وہ اندر چلی آئی . . . سُن رہے ہو پال . . . میرے خوابوں کی پری اندر چلی آئی . . . پرماتما کی رحمت ہو اس دینو کی ماں پر . . . تم جانتے ہو اس دینو کی ماں کو . . . ؟ . . . لیکن تم میری طرف یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیوں دیکھ رہے ہو؟ . . . ہنسو پال . . . آج خوب ہنسو . . . کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ آج ہر ایک شے ہنس رہی ہے . . . وہ ابھی آئیگی . . . میرا کوٹ رفو کرنے . . . میں نے اس میں تین بڑے بڑے سوراخ بنا دیئے ہیں . . . اسلئے میں اُسے دیر تک سامنے بٹھا کر دیکھ سکوں گا . . . کیا میں شریر نہیں ؟ . . . لیکن تم خاموش کیوں ہو ؟

پال۔ میں سوچ رہا ہوں کہ مجھے اب کس بلڈنگ میں نیا کمرہ کرائے پر لینا چاہئے ؟ . . .

---

www.iqbalkalmati.blogspot.com

محبت کی پیدائش

(خالد سیٹی بجا رہا ہے۔ سیٹی بجاتا بجاتا خاموش ہو جاتا ہے۔ پھر ہولے ہولے اپنے آپ سے کہتا ہے)

خالد۔ اگر محبت ہاکی یا فٹ بال کے میچوں میں کپ جیتنے، تقریر کرنے اور امتحانوں میں پاس ہو جانے کی طرح آسان ہوتی تو کیا کہنے تھے۔۔۔۔ مجھے سب کچھ مل جاتا۔۔۔۔ سب کچھ (پھر سیٹی بجاتا ہے)۔۔۔۔ نیلے آسمان میں ابابیلیں اُڑ رہی ہیں، اس چھوٹے سے بغیچے کی پتی پتی خوشی سے تھرتھرا رہی ہے۔ پر میں خوش نہیں ہوں۔ میں بالکل خوش نہیں ہوں۔

حمیدہ۔ (دھیمے لہجے میں) خالد صاحب

خالد خاموش رہتا ہے

حمیدہ۔ (ذرا زور سے) خالد صاحب!

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خالد۔ (چونک کر) کیا ہے۔ کوئی مجھے بلا رہا ہے؟

حمیدہ۔ میں ہوں! مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے۔

خالد۔ اوہ! حمیدہ۔۔۔ کہو، یہ ضروری کام کیا ہے۔۔۔ میں یہاں یونہی بیٹھے بیٹھے اونگھنے لگ گیا تھا۔ کیا کسی کتاب کے بارے میں کچھ کہنا ہے؟۔۔ مگر تم نے مجھے اتنا قابل کیوں سمجھ رکھا ہے۔۔۔ فلسفے میں میں اتنا ہوشیار نہیں جتنی کہ تم ہو عورتیں فطرتاً فلسفی ہوتی ہیں۔

حمیدہ۔ میں آپ سے فلسفے کے بارے میں گفتگو کرنے نہیں آئی۔ افلاطون اور ارسطو اس معاملے میں میری اتنی مدد نہیں کر سکتے۔ جتنی آپ کر سکتے ہیں۔

خالد۔ میں حاضر ہوں

حمیدہ۔ میں بہت جرأت سے کام لے کر آپ کے پاس آئی ہوں۔ آپ یقین کیجیے کہ میں نے بہت بڑی جرأت کی ہے۔۔۔ بات یہ ہے۔۔۔ مجھے شرم محسوس ہو رہی ہے۔۔۔ مگر نہیں۔۔۔ اس میں شرم کی کونسی بات ہے۔۔۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ پرسوں رات میں نے آپا جی کو امی جان سے یہ کہتے سنا کہ وہ آپ سے میری شادی کر رہے ہیں۔

خالد۔ (خوش ہو کر) سچ مچ؟

حمیدہ۔ جی ہاں۔۔۔ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ بات پکی ہو گئی ہے۔۔۔ اور اس فائنل کے بعد ہم بیاہ دیے جائیں گے۔

خالد۔ (خوشی کے جذبات کو دبانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے) حد ہو گئی ہے۔۔۔ مجھے تو کسی نے بتایا ہی نہیں۔۔۔ یہ چپکے چپکے انہوں نے بڑا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دلچسپ کھیل کھیلا . . . . . در اصل بات یوں ہوئی ہے کہ میں نے اپنی امی جان سے ایک دو مرتبہ . . . . . تمہاری تعریف کی تھی اور کہا تھا کہ جو شخص حمیدہ جیسی . . . . حمیدہ جیسی . . . . حمیدہ جیسی . . . . حمیدہ جیسی پیاری لڑکی کا شوہر بنے گا ۔ وہ کس قدر خوش نصیب ہوگا (ہنستا ہے) حد ہوگئی ہے . . . . میں یہاں اسی فکر میں گھلا جا رہا تھا کہ تم کہیں کسی اور کی نہ ہو جاؤ (خوب ہنستا ہے) . . . . دیکھو نیلے آسمان میں ابابیلیں اُڑ رہی ہیں ہر ننھی پتی پتی خوشی سے تھر تھرا رہی ہے . . . . اور میں بھی خوش ہوں . . . کس قدر خوش ! (ہنستا ہے) حمیدہ اب تمہیں ہم سے پردہ کرنا چاہیے . . . . ہم تمہارے ہونے والے شوہر ہیں۔

حمیدہ ۔ مگر مجھے یہ شادی منظور نہیں

خالد ۔ شادی منظور نہیں . . . . پھر تم نے یہ بات کیوں چھیڑی ؟ . . . . میں تمہیں ناپسند ہوں کیا ؟

حمیدہ ۔ خالد صاحب ! میں اس معاملے پر زیادہ گفتگو کرنا نہیں چاہتی ۔ میں آپ سے صرف یہ کہنے آئی تھی کہ اگر ہماری شادی ہوگئی تو یہ میری مرضی کے خلاف ہوگی ——— ہماری دونوں کی زندگی اگر ہمیشہ کے لئے تلخ ہوگئی تو اس کے ذمہ دار آپ ہوں گے ——— میں نے اپنے دل کی بات آپ سے چھپا کر نہیں رکھی جو فرض میرے ماں باپ کو ادا کرنا چاہیے تھا میں نے ادا کر دیا ہے ۔ آپ عقلمند ہیں ۔ روشن خیال ہیں ۔ اس لئے میں آپ کے پاس آئی ورنہ یہ راز قبر تک میرے سینے میں محفوظ رہتا ۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خالد۔ پر حمیدہ ۔ ۔ ۔ ۔ میں تم سے محبت کرتا ہوں

حمیدہ۔ ہوگا، مگر میں آپ سے محبت نہیں کرتی۔

خالد۔ اس میں میرا کیا قصور ہے ؟

حمیدہ۔ اور اس میں میرا کیا قصور ہے ؟

خالد۔ حمیدہ، تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میں جھوٹ نہیں بولا کرتا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میرا دل تمہاری اور صرف تمہاری محبت سے بھرا ہے۔

حمیدہ۔ لیکن میرا دل بھی تو آپ کی محبت سے بھرا ہو ۔ ۔ ۔ ۔ میرے اندر سے بھی تو یہ آواز پیدا ہو کہ حمیدہ آپ کو چاہتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ میں بھی تو آپ سے جھوٹ نہیں کہہ رہی ۔ ۔ ۔ ۔ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں تو آپ کی محبت اس وقت مجھ پر کیا اثر کر سکتی ہے۔ جب میرا دل آپ کی محبت سے خالی ہو۔

خالد۔ ایک دیا دوسرے دیئے کو روشن کر سکتا ہے۔

حمیدہ۔ صرف اس صورت میں جب دوسرے دیئے میں تیل موجود ہو ۔ ۔ ۔ ۔ یہاں میرا دل تو بالکل خشک ہے۔ آپ کی محبت کیا کر سکے گی ۔ ۔ ۔ ۔ میں نے آج تک آپ کو ان نگاہوں سے کبھی نہیں دیکھا جو محبت پیدا کر سکتی ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس کے علاوہ کوئی خاص بات بھی تو نہیں ہوئی جس سے یہ جذبہ پیدا ہو سکے ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن میں آپ کے بارے میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ آپ نہایت اچھے نوجوان ہیں، با اخلاق ہیں۔ کالج میں سب سے زیادہ ہوشیار طالب علم ہیں۔ آپ کی صحت، آپ کی علمیت، آپ کی ذہنیت قابل رشک ہے۔ آپ ہمیشہ میری مدد کرتے رہے ہیں۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ میرے دل میں آپ کی محبت

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ذرہ بھر بھی نہیں ہے ۔ ۔ ۔ ۔ میرا خیال ہو سکتا ہے کہ درست نہ ہو۔ پر یہ تمام خوبیاں جو آپ کے اندر موجود ہیں۔ ضروری نہیں کہ وہ کسی عورت کے دل میں آپ کی محبت پیدا کر دیں۔

خالد۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ مجھے اس کا احساس ہے۔

حمیدہ۔ تو کیا میں اُمید رکھوں کہ آپ مجھے اس بے مرضی کے شادی سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔

خالد۔ مجھ سے جو کچھ ہو سکے گا، ضرور کروں گا۔

حمیدہ۔ تو میں جاتی ہوں۔ بہت بہت شکریہ۔

(چند لمحات تک خاموشی طاری رہتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ خالد دردناک سُروں میں سیٹی بجاتا ہے)

خالد۔ (سسکیوں میں) نیلے آسمان میں ابابیلیں اُڑ رہی ہیں۔ اس جھونپڑے کے پیچھے کی پتی پتی خوشی سے تھرتھرا رہی ہے ——— پر میں خوش نہیں...... بالکل خوش نہیں ہوں۔"

(اسی روز شام کو خالد کے گھر میں)

ڈپٹی صاحب۔ (خالد کا باپ، دروازے پر آہستہ سے دستک دے کر) بھئی میں ذرا اندر آ سکتا ہوں۔

خالد۔ آئیے آئیے ابا جی!

ڈپٹی صاحب۔ میں نے بہت مشکل سے تمہارے ساتھ چند باتیں کرنے کی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

فرصت نکالی۔ یوں کہو کہ ایسا اتفاق ہو گیا کہ تم بھی گھر میں موجود ہو اور مجھے بھی ایک آدھ گھنٹے تک کوئی کام نہیں بات یہ ہے کہ تمہاری ماں نے تمہاری شادی کی بات چیت پکی کر دی ہے۔ لڑکی حمیدہ ہے جس کو تم اچھی طرح جانتے ہو۔ تمہاری کلاس میٹ ہے اور میں نے سنا ہے کہ تم دل ہی دل میں اس سے ذرا . . . . محبت بھی کرتے ہو۔ چلو اچھا ہوا . . . . اب تمہیں اور کیا چاہئے . . . . امتحان پاس کرو اور دلہن کو لے آؤ۔

خالد۔ پر ابا جی، میں نے تو یہ سن رکھا تھا کہ حمیدہ کی شادی مسٹر بشیر سے ہو گی جو پچھلے برس ولایت سے ڈاکٹری کا امتحان پاس کرکے آئے ہیں۔

ڈپٹی صاحب۔ شادی اس سے ہونے والی تھی مگر حمیدہ کے والدین کو جب معلوم ہوا کہ وہ شرابی اور آوارہ مزاج ہے تو انہوں نے یہ خیال موقوف کر دیا لیکن تمہیں ان باتوں سے کیا تعلق . . . . حمیدہ تمہاری ہو رہی ہے —— ہو رہی ہے کیا۔ ہو چکی ہے۔

خالد۔ حمیدہ راضی ہے کیا؟

ڈپٹی صاحب۔ ا۔۔۔ وہ راضی کیوں نہ ہو گی؟ اور جب ڈپٹی ظہور احمد کے بیٹے خالد کی شادی کا سوال ہو تو اس میں رضامندی کی ضرورت ہی کیا ہے

خالد۔ سنئے بنا رہے ہیں آپ۔

ڈپٹی صاحب۔ چلو ہٹاؤ، آپ ان قصے کو مجھے اور بہت سے کام کرنا ہیں . . . . اچھا تو میں چلا . . . . پر ایک اور بات بھی تو مجھے تم سے کرنا تھی تمہاری ماں نے ایک لمبی چوڑی فہرست بنا کر دی تھی . . . . ہاں یاد آیا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

. . . . دیکھو بھئی نکاح کی رسم پرسوں یعنی اتوار کو ادا ہوگی۔ اس لئے کہ حمیدہ کا باپ حج کو جانے سے پہلے پہلے اس فرض سے سبکدوش ہو جانا چاہتا ہے . . . . ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، ایسا ہی ہونا چاہئے اور جب تمہاری ماں کہہ دے تو پھر اس میں کسی کلام کی گنجائش نہیں رہتی . . . . میں نے اُن لوگوں سے کہدیا ہے کہ ہم سب تیار ہیں۔ تم ہیں جن لوگوں کو INVITE کرنا ہوگا کر لینا مجھے اس دردسری میں مبتلا کرنا بھئی، میں بہت مصروف آدمی ہوں۔

خالد۔ بہت اچھا ابا جی۔

ڈپٹی صاحب۔ ہاں ایک بات اور . . . . ممکن ہے کہ میں تم سے کہنا بھول جاؤں اس لئے ابھی سے کان کھول کر سُن لو . . . . (رازدارانہ لہجے میں) شادی کے بعد اپنی بیوی کو سر پر نہ چڑھا لینا۔ ورنہ یاد رکھو، بڑی آفتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اپنی ماں کی طرف دیکھ لو۔ کس طرح مجھے نکیل ڈالے رکھتی ہے۔

خالد۔ (ہنستا ہے) . . . . نصیحت کا شکریہ۔

ڈپٹی صاحب۔ شکریہ وکریہ کچھ نہیں۔ تم سے جو کچھ میں نے کہا ہے۔ اس کا خیال رکھنا اور بس . . . . تو میں چلا . . . . نکاح کے ایک روز پہلے مجھے یاد دلا دینا تاکہ میں کہیں اور نہ چلا جاؤں۔

خالد۔ بہت اچھا ابا جی۔

(دروازہ بند کرنے کی آواز)

خالد۔ (ہولے ہولے گویا گہری فکر میں غرق ہے) بہت اچھا ابا جی . . . بہت اچھا ابا جی . . . میں نے کتنی جلدی کہہ دیا، بہت اچھا ابا جی . . . بہت

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اچھا . . . . جو کچھ کہا ہو تو ہے . . . . . اب اس کے سوا اور چارہ ہی کیا ہے . . . . نیلے آسمان میں ابابیلیں اُڑتی رہیں گی۔ بغیچوں میں تتلیاں خوشی سے تھرتھراتی رہیں گی اور یہ دل ہمیشہ کے لئے اُجڑ جائے گا . . . . اُجڑ جائے گا !!!

(تیسرے روز کالج میں پرنسپل کا دفتر)
(گھنٹی بجائی جاتی ہے۔ پھر دروازہ کھولا جاتا ہے)

چپڑاسی ۔ جی حضور!
پرنسپل ۔ خالد کو اندر بھیج دو۔
چپڑاسی ۔ بہت اچھا حضور۔
(دروازہ کھولنے اور بند ہونے کی آواز پھر خالد کے اندر آنے کی آواز)
پرنسپل ۔ کمانسنے، تمہیں اپنی صفائی میں کچھ کہنا ہے ؟
(خالد خاموش رہتا ہے)
پرنسپل ۔ (بارعب لہجے میں) تمہیں اپنی صفائی میں کچھ کہنا ہے ؟
خالد ۔ کچھ نہیں۔ میرا دل کوڑے کرکٹ سے صاف ہے۔
پرنسپل ۔ تم گستاخ بھی ہو گئے ہو۔
خالد ۔ کالج میں اگر کوئی گستاخ لڑکا نہ ہو تو پرنسپل اپنی قوتوں سے بے خبر رہتا ہے اگر اس کرسی پر آپ بیٹھے ہیں، ترازو فرض کر لیا جائے تو میں اس ترازو کی وہ سوئی ہوں جو وزن بتاتی ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پرنسپل۔ تم مجھے اپنی اس بیہودہ منطق سے مرعوب نہیں کر سکتے۔
خالد۔ یہ میں اچھی طرح جانتا ہوں
پرنسپل۔ (زور سے) تم خاک بھی نہیں جانتے
خالد۔ آپ بجا فرما رہے ہیں۔
پرنسپل۔ میں بجا نہیں فرما رہا۔ اگر میرا فرمانا بجا ہوتا۔ تو کل تم ایسی بیہودہ حرکت کبھی نہ کرتے۔ جس نے تمہیں سب لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل کر دیا ہے۔ اب تم میں اور ایک بازاری گنڈے میں کیا فرق رہا ہے۔
خالد۔ آپ سے عرض کروں؟
پرنسپل۔ کرو، کرو، کیا عرض کرنا چاہتے ہو۔ میں تمہاری یہ نئی منطق بھی سُن لوں
خالد۔ بازاری گنڈا چوک میں کھڑا ہو کر جو اس کے دل میں آئے کہہ سکتا ہے مگر میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتا۔ مجھ میں اتنی قوت نہیں ہے کہ اپنے دل کا تالا کھول سکوں جو تہذیب آج سے بہت عرصہ پہلے لگا چکی ہے۔ بازاری گنڈا مجھ سے ہزار درجے بہتر ہے۔
پرنسپل۔ جو تھوڑا بہت تم میں اور اس میں باقی رہ گیا ہے۔ اب پُورا کر لو ..... میں تمہیں اپنے کالج سے باہر نکال رہا ہوں
خالد۔ مگر ....
پرنسپل۔ مگر وگر کچھ بھی نہیں میں فیصلہ کر چکا ہوں میرے کالج میں ایسا لڑکا ہرگز نہیں رہ سکتا ... جو بدچلن ہو، آوارہ ہو، کالج میں شراب پی کر آنا ایسا جرم نہیں کہ سزا دیئے بغیر تمہیں چھوڑ دیا جائے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خالد۔ آپ اپنے فیصلے پر دوبارہ غور فرمائیے۔ اتنی جلدی نہ کیجئے . . . . آپ مجھے اپنے کالج سے ہمیشہ کیلئے باہر نہیں نکال سکتے۔

پرنسپل۔ (غصے میں) کیا کہا؟

خالد۔ میں نے یہ کہا تھا کہ آپ مجھے اپنے کالج سے کیسے باہر نکال سکتے ہیں . . . . آپ کو . . . . آپ کو . . . . میرے چلے جانے سے کیا آپ کو نقصان نہ ہوگا؟

پرنسپل۔ نقصان، تمہارے چلے جانے سے مجھے کیا نقصان ہو سکتا ہے۔ تم جیسے دو درجن لڑکے میرے کالج سے چلے جائیں۔ خس کم جہاں پاک!

خالد۔ آپ میرا مطلب نہیں سمجھے پرنسپل صاحب! مجھے افسوس ہے کہ اب مجھے خود ستائی سے کام لینا پڑے گا۔ آپ کے سامنے یہ کالا بورڈ جو لٹک رہا ہے اس پر سب سے اوپر کس کا نام لکھا ہے۔ آپ بتانے کی تکلیف گوارا نہ کیجئے۔ یہ اسی آوارہ اور بدچلن کا نام لکھا ہے جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ بی اے میں وہ صوبے بھر میں اول رہا۔ اس بورڈ کے ساتھ ہی ایک اور بورڈ لٹک رہا ہے۔ جو آپ کو بتا سکتا ہے کہ ہندوستان کی کسی یونیورسٹی کا ہوشیار سے ہوشیار طالب علم بھی آپ کے کالج کی کالی بھیڑ خالد کا مقابلہ نہیں کر سکا۔ تقریر میں اس نے تین سال تک کسی کو آگے بڑھنے نہیں دیا۔ آپ کے پیچھے ایک اور تختہ لٹک رہا ہے اگر آپ کبھی اس پر نظر ڈالیں تو آپ کو معلوم ہو سکتا ہے کہ خالد جب سے آپ کی ہاکی ٹیم کا کپتان بنا ہے۔ شکست ناممکن ہو گئی ہے فٹ بال کی ٹیم میں مجھ سے بہتر گول کیپر آپ کہاں تلاش کریں گے۔ اخبار لکھتے ہیں کہ میں لوہے کا مضبوط جال ہوں۔ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں . . . . اف

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پچھلے برس میچ میں ہنگامہ برپا ہو گیا تھا تو آپ کو بچانے کے لئے کس نے آگے بڑھ کر ڈھال کا کام دیا تھا۔ اسی خاکسار نے۔ ۔ ۔ ۔ آپ اپنے فیصلے پر دوبارہ غور کیجیے

پرنسپل۔ کیا اپنا احسان جتلا کر تم مجھے رشوت دینے کی کوشش کر رہے ہو

خالد۔ پرنسپل صاحب آج کل دُنیا کے سارے دھندے اسی طرح چلتے ہیں۔ بچہ جب روتا نہیں ماں دودھ نہیں دیتی۔ یہ تو آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ مگر آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ پڑوس میں اگر ماں کا یتیم بچہ رونا شروع کر دے، تو پرائی ماں دودھ کی بوتل لیکر اُدھر کبھی نہیں دوڑے گی۔ ۔ ۔ ۔ آپ نے آج تک مجھ پر جتنی مہربانیاں کی ہیں تو محض اس لئے کہ مجھ میں خوبیاں تھیں اور آپ مجھے پسند کرتے تھے اور میں نے اس روز آپ کو اس لئے بچایا تھا کہ وہ میرا فرض تھا ــــــ میں آپ کو رشوت نہیں دے رہا۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ سزا دے کر رہیں گے میں خود سزا چاہتا ہوں مگر کڑی نہیں۔ ۔ ۔ ۔ رشوت تو وہاں دی جاتی ہے جہاں بالکل اجنبیت ہو۔

پرنسپل۔ تم تقریر کرنا خوب جانتے ہو

خالد۔ (ہنس کر) یہ کالا بورڈ بھی جو آپ کے سامنے لٹک رہا ہے یہی کہتا ہے۔

پرنسپل۔ خالد۔ ۔ ۔ میں حیران ہوں کہ تم نے کالج میں شراب پی کر اودھم کیوں مچایا۔ ۔ ۔ تم شریر ضرور تھے مگر مجھے معلوم نہ تھا تم شراب بھی پیتے ہو۔ ۔ ۔ ۔ تمہارے کیریکٹر کے بارے میں مجھے کوئی شکایت نہ تھی مگر کل کے واقعے نے تمہیں بہت پیچھے ہٹا دیا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خالد۔ جب کھائی پھاندنا ہو تو ہمیشہ دس بیس قدم پیچھے ہٹ کر کوشش کی جاتی ہے ہو سکتا ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں ایک گہری کھائی پھاندنے کی کوشش کی ہو۔

پرنسپل۔ مجھے افسوس ہے کہ تم اس کوشش میں اوندھے مُنہ اس گہری کھائی میں گر پڑے ہو۔

خالد۔ ایسا ہی ہو گا مگر مجھے افسوس نہیں۔

پرنسپل۔ تو اب تم کیا چاہتے ہو؟

خالد۔ میں کیا چاہتا ہوں؟ —— کاش کہ میں کچھ چاہ سکتا —— آپ سے میری صرف یہ گذارش ہے کہ سزا دیتے وقت پُرانے خالد کو یاد رکھئے۔ بس۔

پرنسپل۔ تمہیں ایک سال کے لئے کالج سے خارج کر دینے کا حکم میں لکھ چکا ہوں۔ یہ سزا تمہاری ذلیل حرکت کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ اس لئے تم معلوم کر سکتے ہو کہ پُرانے خالد کو میں نے ابھی تک دل سے محو نہیں کیا۔

خالد۔ میں آپ کا بیحد ممنون ہوں۔ ایک سال کے بعد جب خالد پھر آپ کے پاس آئیگا تو وہ پُرانا ہی ہو گا۔

پرنسپل۔ اب تم چپ چاپ یہاں سے چلے جاؤ اور دیکھو اس غم کو دُور کرنے کے لئے کہیں شراب خانے کا رُخ نہ کرنا۔

خالد۔ ایک بار جو میں نے پی ہے۔ وہی عمر بھر کے لئے کافی ہے۔ آپ بےفکر رہئیے

(دروازہ کھُلنے اور بند کرنے کی آواز)

---

www.iqbalkalmati.blogspot.com

(دروازہ بند کرنے کے ساتھ ہی دس پندرہ لڑکوں کی آوازوں کا شور پیدا کیا جائے۔ یہ لڑکے خالد سے طرح طرح کے سوال پوچھیں)

۱۔ کیوں خالد کیا ہوا؟

۲۔ سال بھر کے لئے EXPEL کر دیئے گئے

۳۔ پر میں پوچھتا ہوں۔ شراب پی کر تمہیں کالج ہی میں آ کر اُدھم مچانا تھا

۴۔ تم نے سخت غلطی کی۔ شراب تو میں بھی پیتا ہوں مگر کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی۔

۵۔ نہ جانے اس کے سر پر کیا وحشت سوار ہوئی؟

۶۔ پہلی مرتبہ پی اور بُری طرح پکڑے گئے میرے یار!

۷۔ اب کیا ہو گا؟

خالد۔ (تنگ آ کر) بکواس نہ کرو۔ جو کچھ ہو چکا ہے۔ تمہارے سامنے ہے۔ جو کچھ ہو گا۔ وہ بھی تم دیکھ لو گے۔ دنیا کی نگاہوں سے کوئی چیز پوشیدہ بھی رہی ہے

(کالج کے گھنٹے کی آواز ٹن ٹن ٹن ٹن)

خالد۔ جاؤ جاؤ، اپنی اپنی کلاس ATTEND کرو۔۔۔۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔

(چند لمحات کے لئے خاموشی طاری ہو جاتی ہے)

خالد۔ بڑے بڑے معرکہ خیز میچوں میں حصّہ لیا ہے۔ بڑی بڑی چوٹیں کھائی ہیں۔ مگر یہ تھکن جو اس وقت محسوس ہو رہی ہے۔ آج تک کبھی طاری نہیں ہوئی ——— بلیچے کی اس جھاڑی کے پاس حمیدہ نے میرے دل کے ٹکڑے کئے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تھے۔ اب یہاں تھوڑی دیر جبکہ اُن کو چھوڑتا ہوں۔ . . . دل ٹوٹا ہوا ہو مگر پہلو میں ضرور ہونا چاہئے۔ . . . اس کے بغیر زندگی فضول ہے . . . .

(وقفہ)

. . . . اس وقت مجھے کسی ہمدرد کی کتنی ضرورت محسوس ہو رہی ہے . . . . . مگر،

گیت

کون کسی کا میت متوا . . . . کون کسی کا میت
راگ سجا ہے دُنیا ساری . . . . جیون دُکھ کا گیت
متوا کون کسی کا میت
رام بھروسے کھینے والے . . . نیا کو منجدھار
اپنے ہاتھوں آپ ڈبوئے . . . کیوں ڈھونڈے پتوار
ڈبو دی . . . اپنے ہاتھوں آپ ڈبو دی . . . .

حمیدہ۔ خالد صاحب

(خالد خاموش رہتا ہے)

حمیدہ۔ (ذرا بلند آواز سے) خالد صاحب

خالد۔ (چونک کر) کیا ہے ؟ اوہ، حمیدہ تم ہو . . . . ہاں . . . . مَیں . . . شائد گا رہا تھا۔

حمیدہ۔ میں سُن رہی تھی،

خالد۔ سُن رہی تھیں . . . کیا سچ مچ ؟ . . . تو معلوم ہو گیا تمہیں کہ میں کتنا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بے سُرا ہوں . . . . اور یہ گیت جو میں گا رہا تھا. کتنا اُوٹ پٹانگ تھا۔

ہاں تو . . . . کیا تمہیں کسی بات کے بارے میں کچھ پوچھنا ہے ؟

حمیدہ۔ مَیں یہ پوچھنے آئی ہوں کہ کل آپ نے میری غیر حاضری میں کیا کیا ؟

خالد۔اوہ تم کل کی بات پوچھ رہی ہو۔ مگر وُہ تو کل کی بات ہو چکی۔۔۔ اُس کے متعلق پوچھ کر کیا کرو گی ؟

حمیدہ۔ کیا آپنے سچ مچ کل شراب پی کر یہاں شور و غل مچایا ؟

خالد۔ یہ تم کیوں پوچھ رہی ہو ؟

حمیدہ۔ مجھے یقین نہیں آتا۔

خالد۔ کہ میں نے تمہارے کہے پر عمل کیا ہو گا ؟

حمیدہ (حیرت سے) میرے کہے پر ؟۔۔۔ مَیں نے آپکے شراب پینے کو کبھی نہیں کہا

خالد۔ تو کیا زہر پینے کو کہا تھا ؟

حمیدہ۔ اور اگر میں نے کہا ہوتا تو ؟

خالد۔ مَیں کبھی نہ پیتا

حمیدہ۔ کیوں ؟

خالد۔ اس لئے کہ میں مرنا نہیں چاہتا۔ مَیں تم سے محبت کرتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ مگر میں اس محبت کی شکست پر اُس کو ہلاک کرنے کے لئے تیار نہیں۔ پُرانے عاشقوں کا فلسفہ میری نگاہوں میں فرسودہ ہو چکا ہے۔ جب تک میں زندہ رہ سکوں گا۔ تمہاری محبت اپنے سینے میں دبائے رہوں گا۔ تم میری آنکھوں کے سامنے رہو گی تو میرے زخم ہمیشہ ہرے رہیں گے . . .

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جب ایک روگ اپنی زندگی کو لگایا ہے تو کیوں نہ وہ عمر بھر تک ساتھ رہے۔
۔۔۔۔۔ تم مجھ سے محبت نہیں کرتیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں اپنی محبت
کا گلا گھونٹ دوں۔
حمیدہ ۔ تو آپ نے صرف میری محبت کی خاطر اپنے آپ کو رسوا کیا؟
خالد ۔ ظاہر ہے۔
حمیدہ ۔ لیکن کیا آپ کو اس رسوائی کے علاوہ کوئی اور راستہ نظر نہ آیا؟
خالد ۔ کئی راستے تھے۔ لیکن مجھے یہی اچھا نظر آیا ۔۔۔۔۔ تم خود دیکھ لوگی کہ ہینگ
پھٹکڑی لگے بغیر رنگ چوکھا آئیگا . . . آج شام ہی کو جب تمہارے گھر
میرے کالج سے نکال دینے کی خبر پہنچے گی تو تمہارا کام فوراً ہو جائیگا۔ جس
کے لئے تم نے مجھ سے امداد طلب کی تھی۔ نہ میں نے اپنے والدین کی عدول حکمی
کی اور نہ تمہیں اپنے ماں باپ کو ناراض کرنے کا موقع ملا۔ بتاؤ، کیا میں نے
غلط راستہ منتخب کیا۔
حمیدہ ۔ لیکن یہ بدنامی، یہ رسوائی جو آپ نے مول لی؟
خالد ۔ مجھے اب شادی نہیں کرنا ہے . . . جو یہ رسوائی اور بدنامی میرے حق
میں غیر مفید ہو گی۔
حمیدہ ۔ اور اگر آپ کو شادی کرنی پڑی تو؟
خالد ۔ پاگل ہو گئی ہو . . . جب تم کسی ایسے مرد سے شادی کرنے کو تیار نہیں
ہو جس سے تم محبت نہیں کر سکتیں۔ تو میں کیونکر ایسی عورت سے شادی کر سکتا
ہوں جس سے میں محبت نہیں کرتا؟

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حمیدہ۔ ممکن ہے۔ آپ کو کسی سے محبت ہو جائے!
خالد۔ یہ ناممکن ہے۔ جس طرح تمہارے دل میں میری محبت پیدا نہیں ہو سکتی
اُسی طرح میرے دل میں تمہارے سوا اور کسی کی محبت پیدا نہیں ہو سکتی ——
مگر اس گفتگو سے کیا فائدہ —— میری رُوح کو سخت تکلیف پہنچ
رہی ہے۔
حمیدہ۔ آپ نے کیسے کہدیا کہ میرے دل میں محبت پیدا نہیں ہو سکتی؟
خالد۔ میں نے یہ کہا تھا کہ تمہارے دل میں میری محبت پیدا نہیں ہو سکتی!
حمیدہ۔ اگر ہو جائے؟
خالد۔ (حیرت زدہ ہو کر) یعنی کیا؟
حمیدہ۔ میرے دل میں آپکی محبت پیدا ہو جائے . . . . ایکاایکی مجھے ایسا محسوس ہونے
لگے کہ میں آپ سے محبت کرتی ہوں . . . . کیا ایسا نہیں ہو سکتا۔
خالد۔ اپنے دل سے پوچھو
حمیدہ۔ ایسی بات پوچھی نہیں جاتی۔ اپنے آپ معلوم ہو جایا کرتی ہے ——
پڑوسی کے مکان میں اگر آگ لگ جائے تو کیا آپ دوڑے ہوئے اُسی کے پاس
جاکر یہ پوچھیں گے۔ کیوں صاحب! کیا واقعی آپ کا مکان جل رہا ہے؟
خالد۔ میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔
حمیدہ۔ میں ٹھیک سمجھا نہیں سکتی۔ پر اب سمجھنے اور سمجھانے کی ضرورت ہی کیا ہے
جو کچھ آپ چاہتے تھے اور جس کے متعلق مجھے وہم و گمان بھی نہ تھا آج ایکاایکی
ہو گیا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خالد۔ کیا ہو گیا ہے؟

حمیدہ۔ میرے دل میں آپ کی محبت پیدا ہو گئی ہے۔ ۔ ۔ انوار کو ہمارا نکاح ہو جاتا۔

خالد۔ محبت؟ ۔ ۔ ۔ میں ۔ ۔ ۔ ۔ تم ۔ ۔ ۔ میں ۔ ۔ ۔ میں ۔ ۔ ۔ نکاح ۔ ۔ ۔ کیسے؟

حمیدہ۔ مجھے آپ سے شادی کرنا منظور ہے۔ جب گھر میں آپکے کالج سے نکال دیئے جانے کی بات شروع ہو گی تو میں سارا واقعہ بیان کر دوں گی ۔ ۔ ۔ ۔ اس طرح کوئی بدگمانی پیدا نہ ہو گی۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ آپ کا ایک برس ضائع ہو گیا۔

خالد۔ ایک برس ضائع ہو گیا —— میں تمہیں اپنا بنانے کے لئے اپنی زندگی کے سارے برس ۔ ۔ ۔ ۔ پر میں کیا سن رہا ہوں؟

حمیدہ۔ میں اب جاتی ہوں۔ مجھے پرنسپل صاحب سے مل کر یہ کہنا ہے کہ میں اس سال امتحان میں شریک نہیں ہو رہی۔ اگلے برس ہم اکٹھے امتحان دیں گے۔

(چند لمحات خاموشی طاری رہتی ہے)

خالد۔ نیلے آسمان میں ابابیلیں اڑ رہی ہیں۔ اس بغیچے کی پتی پتی خوشی سے تھرتھرا رہی ہے اور میں کس قدر حیرت زدہ ہوں ۔ ۔ ۔ کس قدر حیرت زدہ ہوں۔

فیڈ آؤٹ

---

www.iqbalkalmati.blogspot.com

چوڑیاں

افراد

حامد . . . کالج کا ایک جوان طالب علم۔ طبیعت شاعرانہ

سعید . . . حامد کا دوست

ڈپٹی صاحب . . . حامد کے والد

ثریا . . . حامد کی بہن

حمیدہ

ماں . . . . . حامد کی ماں

دکاندار۔ حمیدہ کی ایک اور سہیلی۔ تانگہ والا اور ایک ملازم

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پہلا منظر :۔

کالج ہوسٹل کا ایک کمرہ ـــــــ ہر چیز قرینے سے رکھی ہے۔ بہت کم فرنیچر ہے۔ لیکن سلیقے سے رکھا ہے اور خوبصورت دکھائی دیتا ہے۔ پلنگ کی چادر اُجلی ہے بیداغ ـــــــ میز کا کپڑا بھی صاف ستھرا ہے دیوار پر صرف دو تصویریں نظر آتی ہیں۔ چغتائی کی جن کے فریم بہت ہی نازک ہیں۔ میز پر کچھ کتابیں رکھی ہیں۔ جن میں سے اکثر شاعروں کے دیوان ہیں ـــــــ حامد آرام کرسی میں پورے لباس میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا ہے اور اُس کا دوست سعید لوہے کے پلنگ پر لیٹا دو نرم نرم تکیوں پہ کہنی جمائے، ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھے حامد کی طرف دیکھ رہا ہے۔ جو اخبار پڑھنے میں مصروف ہے۔

حامد۔ (اخبار کے پیچھے سے) "اپنے عزیزوں اور دوستوں کو تحفے دیجئے" ـــــــ ہیں بھئی! ـــــــ اشتہار کی سرخی دلچسپ ہے ـــــــ "اپنے دوستوں اور عزیزوں کو تحفے دیجئے ـــــــ شادی بیاہ اور سالگرہ اور اسی قسم کی دوسری تقریبوں پر حسین تحفے ہی دینے چاہئیں ـــــــ آپ کا دیا ہوا آئینہ۔ آپ کا پیش کردہ کچھ لندن۔ آپ کا بھیجا ہوا ہار ـــــــ ذرا غور فرمائیے۔ ان حسین تحفوں میں کتنی شاعری ہے ـــــــ ہمارے شو روم میں تشریف لائیے اور اپنے دوست اپنے عزیز یا اپنے . . . .

(سعید کھانستا ہے)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حامد۔ کو تحفہ دینے کے لئے اپنے دل پسند شعر انتخاب فرمائیے۔

سعید۔ لائیے اخبار میرے حوالے کیجئے ـــــ میں جنگ کی تازہ خبریں پڑھنا چاہتا ہوں۔

حامد۔ (اخبار چہرے پر سے ہٹاتے اور اسے تہ کرتے ہوئے) آپ کو جنگ سے اتنی دلچسپی کیوں ہے؟

سعید۔ اس لئے کہ میں بہت صُلح کُل آدمی ہوں۔

حامد۔ یہ جنگ بھی صُلح کُل آدمی ہی کر رہے ہیں (اخبار تہہ کرتا اُٹھتا ہے) خیر ہٹائیے اس قصّے کو ـــــ میں آپ سے یہ عرض کرنے والا تھا کہ میں ایک حسین تحفہ خریدنا چاہتا ہوں۔

سعید۔ (کروٹ بدل کر) کس کے لئے؟

حامد۔ (اخبار میز پر پھینکتے ہوئے) اس کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا۔

سعید۔ خوب

حامد۔ تحفہ لے آؤں تو بعد میں فیصلہ کر لیا جائے گا۔

سعید۔ (اُٹھ کے پلنگ پر بیٹھ جاتا ہے) ٹھیک ـــــ لیکن آپ کا کوئی دوست ـــــ کوئی عزیز ـــــ؟ ـــــ کوئی . . . ؟

حامد۔ یہاں آپ کے سوا کوئی نہیں۔

سعید۔ (خوش ہو کر) تو . . .

حامد۔ جی نہیں۔ تحفہ میں آپ کو نہیں دینا چاہتا۔

سعید۔ کیوں؟

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حامد۔ (کرسی دے کر سعید کے پاس بیٹھ جاتا ہے) اس لئے کہ آپ کو اپنی تاریخ پیدائش ہی معلوم نہیں ــــ فرمائیے آپ کب پیدا ہوئے تھے ــــ؟

سعید۔ ایسی چیزیں کون یاد رکھتا ہے۔

حامد۔ اب آپ کی سالگرہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سعید۔ جی ہاں بالکل پیدا نہیں ہوتا۔

حامد۔ رہی آپ کی شادی تو اس کے متعلق مجھے یقین ہے کہ کبھی ہو ہی نہیں سکتی

سعید۔ یعنی اس معاملے میں آپ مجھ سے بھی کہیں زیادہ ناامید ہو چکے ہیں۔

حامد۔ جی ہاں ــــ اس لئے کہ آپ کبھی یہ فیصلہ نہیں کر سکیں گے کہ آپ کو پچاس برس کی عورت چاہیئے۔ جس میں سولہ برس کی الھڑ لڑکی کی خامکاریاں ہوں یا آپ کو سولہ برس کی لڑکی چاہیئے جس میں پچاس برس کی عورت کی پختہ کاریاں موجود ہوں ــــ لیکن میرا نقطۂ نظر بالکل جدا ہے ــــ

سعید۔ (پلنگ پر سے اٹھ کر آرام کرسی پر بیٹھ جاتا ہے۔ جہاں پہلے حامد بیٹھا تھا) جو مجھے اچھی طرح معلوم ہے۔ لیکن کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ تحفہ خریدنے کے بعد ہی شادی کے مسئلے پر غور کریں گے۔

حامد۔ غالباً ایسا ہی ہوگا۔

سعید۔ تو ظاہر ہے کہ آپ کوئی زنانہ تحفہ خریدیں گے۔

حامد۔ بالکل ظاہر ہے (پلنگ پر لیٹ جاتا ہے۔ اسی طرح جس طرح سعید لیٹا تھا) ــــ میں نے اگر کوئی مردانہ تحفہ خریدا تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ میں بہت خود غرض اور کمینہ ہوں ــــ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سعید۔ کیا شک ہے۔۔۔ میرا مطلب ہے۔۔۔۔

حامد۔ آپ کا مطلب ٹھیک ہے۔ اس لئے کہ تحفہ میری طرف سے میری طرف ہوگا ——— لیکن ہو سکتا ہے کہ میں اپنی سالگرہ مناؤں۔ کیونکہ مجھے اپنی تاریخ پیدائش اچھی طرح یاد ہے ——— میرا مطلب ہے زبانی یاد نہیں لیکن نوٹ بک میں لکھی ہوئی موجود ہے۔

سعید۔ اس صورت میں بھی آپ کا تحفہ آپ کی طرف سے آپ ہی کی طرف ہوگا۔

حامد۔ (بستر پر اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے) اے ہاں ——— یہ تو ہوگا ——— تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ تحفہ خریدنے کے بعد مجھے کوئی عورت۔۔۔۔

سعید۔ (اٹھ کھڑا ہوتا ہے) یا لڑکی تلاش کرنا پڑے گی جس کے ساتھ آپ شادی کر سکیں

حامد۔ ہاں ایسی عورت

سعید۔ یا لڑکی۔

حامد۔ یا لڑکی ——— مجھے ہر حالت میں تلاش کرنا پڑے گی۔

سعید۔ ہر حالت میں کیوں؟

حامد۔ ہر حالت میں نہیں ——— صرف اس حالت میں جب میں نے تحفہ خرید لیا ہوگا۔

سعید۔ یہ حالت بہت ہی قابلِ رحم ہوگی۔

حامد۔ کچھ بھی ہو ——— میں تحفہ خریدنے کا فیصلہ کر چکا ہوں ——— اب یہ تبدیل نہیں ہو سکتا ——— آئیے چلیں ———

(حامد ٹوپی پہنتا ہے ——— سعید ذرا آئینے میں اپنے بال درست

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کرتا ہے ـــــ حامد میز پر سے اخبار اٹھاتا ہے)

حامد۔ چلیئے۔

سعید۔ چلیئے۔

(دونوں باہر نکل جاتے ہیں)

دُوسرا منظر:۔

تختوں کی دُکان ـــــ وسیع و پرتعیش جگہ ہے۔ جہاں بیشمار الماریاں دھری ہیں۔ بڑے بڑے شیشے کے شوکیس رکھے ہیں۔ ہر ایک چیز جھلمل جھلمل کر رہی ہے ـــــ بہت سے گاہک جمع ہیں ـــــ کچھ آ رہے ہیں کچھ جا رہے ہیں ـــــ حامد اور سعید ادھر آتے ہیں۔ حامد کے ہاتھ میں اخبار ہے۔ وہ اس دکان کا پتہ دیکھ رہا ہے ـــــ دُکاندار نئے گاہکوں کو دیکھ کر متوجہ ہوتا ہے اور پاس آتا ہے)

دکاندار۔ فرمائیے .....

حامد۔ تختوں کی یہی دُکان ہے جس کا اشتہار....

دکاندار۔ آپ اس اخبار میں ملاحظہ فرما رہے ہیں ـــــ آئیے ـــ آئیے۔ـــــ

(دُکان کے ذرا اندر چلے جاتے ہیں ـــــ اتنے میں چند لمحات کے بعد دو لڑکیاں آتی ہیں، بڑی تیز، بڑی طرار)

حمیدہ۔ (دُکان کے ملازم سے) تختوں کی یہی دُکان ہے۔

ملازم۔ جی ہاں یہی دُکان ہے اور گورنمنٹ سے رجسٹرڈ ـــــ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حمیدہ۔ رجسٹرڈ؟

ملازم۔ جی ہاں ــــــ اندر تشریف لے جائیے میم صاحب۔

(دونوں لڑکیاں دکان کے اندر چلی جاتی ہیں۔ حمیدہ اس شوکیس کے پاس پہنچتی ہے۔ جہاں حامد دکاندار کے ساتھ کھڑا ہے اور جھک کر شوکیس میں رکھی ہوئی چیزوں کو دیکھ رہا ہے)

حامد۔ (دکاندار سے) مجھے آپ کی سب چیزیں پسند آئی ہیں (اچانک حمیدہ کی طرف دیکھتا ہے) خاص طور پر وہ چیز تو خوب ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(حمیدہ کے ایک دم گال سُرخ ہو جاتے ہیں)

دکاندار۔ کونسی؟

حامد۔ (دکان کے ایک کونے کی طرف اشارہ کرکے) وہ پتلی جو اُس کونے کی زینت بڑھا رہی ہے۔

دکاندار۔ قدر افزائی کا شکریہ ــــــ فرمائیے کون سا تحفہ باندھ دوں ــــ میرا ذاتی خیال ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔

حامد۔ فرمائیے فرمائیے آپ کا ذاتی خیال کیا ہے (حمیدہ کی طرف دیکھتے ہوئے)

دکاندار۔ کس کے متعلق؟

حامد۔ (چونک کر) ان ہی ۔ ۔ ۔ ۔ ان ہی تحفوں کے متعلق۔

دکاندار۔ میرا ذاتی خیال ہے ۔ ۔ ۔ ۔ مگر آپ کس تقریب کے لئے تحفہ چاہتے ہیں؟

حامد۔ ہاں۔ یہ بتانا واقعی ضروری ہے ــــ (آواز دیتا ہے) ــــ سید صاحب۔۔۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سعید صاحب

سعید۔ حاضر ہوا ـــــ

حامد۔ آپ انہیں بتا دیجئے کہ مجھے کس تقریب کے لئے تحفہ چاہئے۔

(حمیدہ کھلکھلا کر ہنستی ہے)

حامد۔ یہ کون ہنسا؟

دکاندار۔ لڑکیاں ہیں ہنس رہی ہیں۔

حامد۔ ہاں لڑکیاں ہیں ہنس رہی ہیں . . . . قصہ یہ ہے کہ مجھے اپنی بیوی کیلئے ـــــ میرا مطلب ہے کہ اس بیوی کے لئے جو میری بیوی ہونی چاہئے اور بہت جلد ہونی چاہئے مجھے ایک تحفہ خریدنا ہے ـــــ ہم دونوں نے یہی فیصلہ کیا ہے۔ حالانکہ یہ اپنی سالگرہ منا سکتا تھا ـــــ

دکاندار۔ اس میں کیا شک ہے . . . میرا ذاتی خیال ہے۔

(حمیدہ ہنستی ہے)

دکاندار۔ یہ کون ہنسا؟

سعید۔ لڑکیاں ہیں ہنس رہی ہیں۔

حامد۔ ہاں لڑکیاں ہیں، انہیں ہنسنا ہی چاہئے۔

دکاندار۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ اب آپ کو جلدی کوئی تحفہ خریدنا چاہئے۔ کیونکہ . . . . .

حامد۔ میں اپنا تحفہ منتخب کر چکا ہوں

دکاندار۔ فرمائیے؟

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حامد۔(شوکیس میں سے دو چوڑیاں نکالتا ہے۔جن پر میناکاری کا کام ہے) یہ دو چوڑیاں
جو اس خوبصورت بکس میں دو حسین کلائیوں کو دعوت دے رہی ہیں
دُکاندار۔(بکس لے کر) واہ وا ـــــ کیا تحفہ چُنا ہے آپ نے ـــــ
میرا ذاتی خیال ہے کہ.....

(تیز قدمی سے حمیدہ آتی ہے)

حمیدہ۔(دکاندار سے) اس تاش کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے
حامد۔بہت خوبصورت ہے ـــــ خصوصاً....
حمیدہ۔میں نے آپ کی رائے طلب نہیں کی۔
سعید۔کچھ میں عرض کروں
حمیدہ۔جی نہیں (دکاندار سے) فرمایئے اس کے متعلق آپ کی ذاتی رائے کیا ہے؟
دُکاندار۔بڑا خوبصورت ہے۔دیرپا ہے اور ایک تحفہ چیز ہے ـــــ وہ
خوش نصیب ہوگا۔جسے آپ یہ تحفہ دیں گی۔
حامد۔یعنی اگر وُہ فلش کھیلے گا تو خوب جیتے گا
حمیدہ۔آپ نے کیسے جانا کہ میں یہ تاش کسی کو تحفہ دینے کے لئے خرید رہی ہوں۔
ـــــ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ تاش میں نے صرف اپنے لئے خریدا
ہے ـــــ (دکاندار سے) پیک کرادیجئے اسے (بٹوہ کھول کر) یہ لیجئے
اس کی قیمت۔
حامد۔(چوڑیوں کا بکس دکاندار کو دیتے ہوئے) پیک کرادیجئے اسے ـــــ (جیب سے
دام نکال کر دیتے ہوئے) یہ لیجئے قیمت۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

(دکاندار دونوں چیزیں لے کر چلا جاتا ہے)

حمیدہ۔(اپنی سہیلی کو آواز دیتی ہے) سعیدہ۔

سعیدہ۔ ارشاد

حمیدہ۔آپ کا نام سبیدہ ہے؟

سعیدہ۔جی نہیں ... فقط سعیدہ، ہائے ہوز کے بغیر ...

(سعیدہ آتی ہے)

حمیدہ۔(حامد کی طرف دیکھ کر سعیدہ سے) کیوں سعیدہ، میں نے یہ تاش اپنے لئے خریدا ہے یا کسی اور کے لئے؟

سعیدہ۔اپنے لئے

حامد۔یہ اور بھی اچھا ہے۔

حمیدہ۔کیوں؟

حامد۔اس لئے کہ چوڑیاں بھی میں نے اپنے لئے خریدی ہیں۔

حمیدہ۔(مسکرا کر) آپ خود پہنئے گا

حامد۔جی ہاں فی الحال خود ہی پہنوں گا جب تک ... آپ تاش بھی تو فی الحال اکیلے ہی کھیلیں گی۔

حمیدہ۔فی الحال میں نے کوئی فیصلہ نہیں کیا اور میں سمجھتی ہوں کہ فی الحال ہمیں یہ گفتگو بند کر دینی چاہئے۔

(دکاندار آتا ہے)

دکاندار۔میرا ذاتی خیال ہے کہ ...

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حامد۔ فی الحال اپنے ذاتی خیال کو موقوف رکھئے . . . لائیے میری چوڑیاں
حمیدہ۔ لائیے میرا تاش
(دُکاندار دونوں کے پیکیٹ دونوں کے حوالے کر دیتا ہے . . . سب باہر نکلتے ہیں)

تیسرا منظر:۔

ہوسٹل کا وہی کمرہ جو ہم پہلے منظر میں دکھا چکے ہیں —— حامد کرسی پر بیٹھا ہے۔ سامنے تپائی رکھی ہے جس پر تاش کے پتّے بکھرے ہوئے ہیں۔ حامد انہیں اکٹھا کرتا ہے پھینٹتا ہے —— اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اور سامنے دیوار پر چغتائی کی پینٹنگ کی طرف دیکھ کر گانا شروع کر دیتا ہے۔

گیت:۔

نیندوں سے لبریز ہیں آنکھیں جیسے خواب رسیلے
ترچھی نظریں یوں پڑتی ہیں جیسے بان کٹیلے!
چال میں ایسا دم خم جیسے رُک جانے کے حیلے
زہر سہی پر کون ہے جو یہ زہر نہ بڑھ کر پی لے

ہونٹوں پر اَن سُنے ترانے جھیل میں جیسے تارے
بانکی چتون میں وُہ چھل بل جو کھیلے سو ہارے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

چہرے پہ لالی سی جیسے کلیاں ندی کنارے
حسن کے اس اتھرے دھارے میں ڈھونڈے کون سہارا ؟

حامد۔ (پھر کرسی پر بیٹھ جاتا ہے اور تھوڑی دیر گیت کی دھن گنگنانے کے بعد تاش کے پتے ایک ایک کرکے پھینکتا ہے) بادشاہ . . . بیگم . . . . اور یہ اکہ . . . راؤنڈ بن گئی (گنگناتا ہے) . . . حسن کے اس اتھرے دھارے میں ڈھونڈے کون سہارا رے ؟ (پھر پتے پھینکتا ہے) ستا . . . اٹھی . . . اور . . . یہ نہلا —— یہ بھی راؤنڈ بن گئی۔

(سعید اندر داخل ہوتا ہے)

سعید۔ آپ راؤنڈیں کیا بنا رہے ہیں —— ارے . . . یہ کونسی قسم کا تاش ہے
حامد۔ جی نہیں —— کسی قسم کا تاش نہیں بلکہ وہی تاش ہے۔
سعید۔ (حیرت سے) آپ کا مطلب ؟
حامد۔ (اکٹھا کر تاش پھینٹتے ہوئے) بالکل واضح ہے۔
سعید۔ (کرسی پر بیٹھ جاتا ہے) یعنی ؟
حامد۔ دیکھئے میں آپ کو بتاتا ہوں (تاش کے پتے تپائی پر پھینکتا ہے) یہ دہلا —— یہ بیگم . . . . اور یہ غلام . . . . دیکھا آپ نے . . . . اب آپ خود ہی سوچ لیجئے۔ یہ کیا معاملہ ہے ؟
سعید۔ آپ خود ہی بیان فرمائیے۔
حامد۔ (گاتا ہے) ہونٹوں پہ ان گنت ترانے جھیل میں جیسے تارے —— یہ ان گنے ترانے آپ نہیں سن سکتے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سعید۔ یہ آپ کیا پہیلیاں بجھوا رہے ہیں مجھ سے ——— میں پوچھتا ہوں یہ تاش آپ کے پاس کیسے آ گیا۔

حامد۔ آ گیا ——— حق بحق دار رسید ——— میں نے آج نوٹ بک کھول کر دیکھی تو معلوم ہوا کہ آج ہی میری سالگرہ ہے ——— سو اپنی سالگرہ کا تحفہ مجھے مل گیا اور وہ دو چوڑیاں اُدھر چلی گئیں۔

سعید۔ کدھر؟

حامد۔ اُدھر ہی ——— میری ہونے والی بیوی کے پاس۔

سعید۔ (اُٹھ کھڑا ہوتا ہے) میرا ذاتی خیال ہے کہ دکاندار کی غلطی سے پیکٹ بدل گئے ——— آپ کی چوڑیاں اُدھر چلی گئیں۔ اس کا تاش ادھر آ گیا

حامد۔ آپ کا ذاتی خیال دکاندار کے ذاتی خیال سے بہت زیادہ درست ہے۔

سعید۔ اب آپ کیا کیجئے گا؟

حامد۔ کچھ بھی نہیں ——— تاش کھیلا کروں گا ———

سعید۔ اور وہ چوڑیاں پہنا کرے گی۔

حامد۔ کیا حرج ہے؟

(دروازے پر دستک ہوتی ہے)

حامد۔ کون ہے؟

تار والا۔ (باہر سے) تار والا حضور

(حامد تاش کو تپائی پر رکھ کر باہر نکلتا ہے ——— چند لمحات تک سعید اکیلا تاش کے پتے ایک ایک کر کے تپائی پر پھینکتا ہے)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سعید۔ راؤنڈ ـــــ حد ہوگئی ہے

(حامد تار لئے اندر آتا ہے)

حامد۔ کیا ہوا؟

سعید۔ ایک راؤنڈ بن گئی تھی ـــــ آپ سنائیے خیریت تو ہے؟

حامد۔ قبلہ والد صاحب کا تار ہے

سعید۔ کیا فرماتے ہیں۔

حامد۔ فرماتے ہیں فوراً چلے آؤ ـــــ ایک ضروری کام ہے۔

سعید۔ یہ ضروری کام کیا ہو سکتا ہے؟

حامد۔ ڈپٹی صاحب ہی جانیں ـــــ سوال تو یہ ہے کہ اب جانا پڑے گا ـــــ (سعید کے ہاتھ سے تاش لیتا ہے) دیکھئے اگر سوئے اتفاق سے میری غیر حاضری میں آپ کی ان سے ملاقات ہو جائے اور وہ اس تاش کے بارے میں استفسار کریں تو . . . .

سعید۔ میں اپنی لاعلمی کا اظہار کروں۔ لیکن اگر وہ اسی قسم کا دوسرا سودا کرنا چاہیں۔

حامد۔ تو میری طرف سے آپ کو اس کی کھلی اجازت ہے ـــــ

سعید۔ تو چلئے اپنا اسباب بند کیجئے۔

چوتھا منظر:۔

ڈپٹی صاحب کا گھر ـــــ ہال کمرہ ـــــ پُرتکلف طریقے پر سجا ہوا ـــــ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ڈپٹی صاحب دوہرے بدن کے بزرگ ہیں۔ آرام کرسی پر بیٹھے ایک موٹا سگار پینے میں مصروف ہیں ـــــ اُن کے پاس حامد کھڑا ہے جیسے وہ ابھی اسٹیشن سے آرہا ہے۔

حامد۔ میں آپ کا تار ملتے ہی چل پڑا۔
ڈپٹی صاحب۔ تم نے بہت اچھا کیا۔ کیونکہ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔
حامد۔ کس میں؟
ڈپٹی صاحب۔ تمہاری شادی میں۔
حامد۔ (حیرت سے) میری شادی میں . . . یعنی میری شادی ہو رہی ہے۔
ڈپٹی صاحب۔ قطعی طور پر ہو رہی ہے۔
حامد۔ کس کے ساتھ؟
ڈپٹی صاحب۔ ایک لڑکی کے ساتھ۔
حامد۔ جس کو میں بالکل نہیں جانتا۔
ڈپٹی صاحب۔ ہاں جس کو تم بالکل نہیں جانتے۔
حامد۔ اور شادی میری ہو رہی ہے؟
ڈپٹی صاحب۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو؟
حامد۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے یہ شادی منظور نہیں۔
ڈپٹی صاحب۔ (غصّے میں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں) کیا کہا؟
حامد۔ اباجی یہ سراسر ظلم ہے ـــــ میں کیسے ایسی شادی پر رضامند ہو سکتا ہوں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

——— میں لڑکی کو جانتا نہیں۔ اُس کی شکل تک سے ناواقف ہوں ——
جانے کس مزاج کی ہے —— کیسے خیالات رکھتی ہے —— میری غیر موجودگی
میں مجھ سے مشورہ لئے بغیر آپ نے اتنا بڑا فیصلہ صادر کر دیا

ڈپٹی صاحب۔ میں تمہارا باپ ہوں۔

حامد۔ درست ہے لیکن . . . لیکن . . . اباجی —— آپ خدا کے لئے اتنا تو
سوچیں۔ پڑھا لکھا آدمی ہوں۔ روشن خیال ہوں —— دل میں جانے کیا کیا
اُمنگیں ہیں اور پھر —— اور پھر . . . اب میں آپ سے کیا کہوں۔ مجھے
معلوم ہوتا کہ آپ مجھے یہاں بُلا کر یہ فیصلہ سُنانے والے ہیں تو میں کبھی نہ آتا ——
کہیں بھاگ جاتا —— خودکشی کر لیتا۔

ڈپٹی صاحب۔ میں تمہاری یہ بکواس سُننے کے لئے تیار نہیں

حامد۔ میں شادی کرنے کے لئے بھی تیار نہیں۔

ڈپٹی صاحب۔ دیکھوں گا تم کیسے نہیں کرتے ——

(غصے میں بھرے کمرے سے باہر چلے جاتے ہیں)

حامد۔ (اپنے آپ سے) عجب مصیبت میں پھنس گیا ہوں —— کچھ سمجھ میں نہیں
آتا کیا کروں —— شادی نہ ہوئی کھیل ہو گیا —— کیا کروں، کیا نہ کروں،
میری جان عجب مصیبت میں پھنس گئی ہے (باپ کے الفاظ دہراتا ہے) دیکھوں گا
تم کیسے شادی نہیں کرتے —— چلئے فیصلہ ہو گیا —— اب چاہے میری
ساری زندگی تباہ ہو جائے (جیب میں سے تاش کا پیکٹ نکالتا ہے ——
صوفے پر بیٹھ جاتا ہے اور پتے پھینٹتے ہوئے کہتا ہے) یہ تاش ہی اب میری

www.iqbalkalmati.blogspot.com

قسمت کا فیصلہ کرے گی ـــــ اگر تین پتوں نے ماؤ نڈ نہ بنائی تو میں کبھی شادی نہیں کروں گا اور اگر ماؤ نڈ بن گئی تو ـــــ پھر درویش بر جانِ درویش کر لوں گا ـــــ جب شادی کو کھیل ہی سمجھا گیا ہے تو یوں ہی سہی میں بھی اس کا فیصلہ پتوں ہی سے کروں گا (ایک ایک کر کے تین پتے پھینکتا ہے) دُکی . . . تکی ـــــ اور . . . اور . . . یہ چوکا . . . . لعنت (تاش کی گڈی زمین پہ پٹک دیتا ہے) آخری سہارا بھی دھوکا دے گیا۔

(حامد کی ماں جلدی جلدی کمرے میں داخل ہوتی ہے)

ماں۔ یہاں بیٹھے تاش کھیل رہے ہو۔ ماں سے نہیں ملنا تھا؟

حامد۔ (ماں کی طرف بڑھتے ہوئے) ـــــ امی جان ـــــ امی جان ـــــ میں شادی نہیں کروں گا۔

ماں۔ یہ کیا بیہودہ بک رہے ہو۔

حامد۔ نہیں امی جان ـــــ مجھے ایسی شادی منظور نہیں ـــــ یعنی مجھ سے پوچھے بغیر میری شادی کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔

ماں۔ اس میں پوچھنے کی بات ہی کیا تھی۔ ماں باپ اندھے تو نہیں ہوتے۔

حامد۔ مجھے تو آپ لوگوں نے اندھا ہی سمجھا۔

ماں۔ ہم نے جو کچھ کیا ہے، ٹھیک کیا ہے۔

حامد۔ میں مر جاؤں گا۔ لیکن اس طرح شادی کبھی نہیں کروں گا۔

ماں۔ کچھ ہوش کی دوا کرو ـــــ جو منہ میں آتا ہے بک دیتے ہو

حامد۔ آپ تو چاہتی ہیں۔ بس گلا ہی گھونٹ دیں۔ آدمی اُف تک نہ کرے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ماں۔ بڑا ظلم ہوا ہے تم پر۔

حامد۔ اس سے بڑھکر اور ظلم کیا ہوگا۔ یعنی میری ساری زندگی پر کابل کا لیپ کیا جا رہا ہے —— مجھے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایک اندھیرے غار میں دھکیلا جا رہا ہے —— اور ابھی کچھ ظلم نہیں ہوا —— امی جان، سچ کہتا ہوں، اسے دھمکی نہ سمجھئے گا۔ زہر کھا لوں گا۔ گاڑی کے نیچے جا مروں گا۔ پر ایسی شادی کبھی نہ کروں گا۔

ماں۔ تم پیدا ہی نہ ہوتے تو کتنا اچھا تھا۔ آج مجھے یہ دن دیکھنا تو نصیب نہ ہوتا —— (گلے میں آواز رندھ جاتی ہے) میں نے کس چاؤ سے تمہاری نسبت ٹھہرائی تھی

(رونا شروع کر دیتی ہے)

(دُور سے ثریا کی آواز آتی ہے: "امی جان —— امی جان" —— اس کے بعد وہ خود تیز قدمی سے اندر آتی ہے)

ثریا۔ امی جان آپ ادھر ہیں . . . . اخاہ بھائی جان —— آپ تشریف لے آئے —— امی جان میں آپ کو اُدھر دیکھ رہی تھی۔

ماں۔ کیا ہے؟

ثریا۔ ناپ سے آئی ہوں امی جان —— لیکن کن مشکلوں سے ملا ہے —— پ آپ خاموش کیوں ہیں؟ —— رو کیوں رہی ہیں؟ —— بھائی جان کیا بات ہے؟

ماں۔ سُنار باہر بیٹھا ہے؟

ثریا۔ ہاں بیٹھا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ماں۔ اُس سے کپڑے کر چلا جائے ——— ہمیں گنگنیاں نہیں بنوانا ہیں۔
ثریا۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں امی جان ——— ناپ لے آئی ہوں ———
ماں۔ ثریا تو اس وقت جا ——— میری طبیعت ٹھیک نہیں ——— سنارے کپڑے کل آئے۔
ثریا۔ اس کا مطلب کیا ہے۔ ناپ موجود ہے تو پھر وُہ کل کیوں آئے۔ آج ہی کیوں ٹ کام شروع کر دے۔ تاکہ وقت پر مل جائے۔
ماں۔ جو دل میں آئے کر۔ مجھ نصیبوں جلی کو نہ ستا۔
ثریا۔ جانے آپ کس بات پر بھری بیٹھی ہیں ——— ستائیں آپ کو حامد بھائی جان اور کوسا مجھے جائے ——— وہ تو خیر اب نخرے کریں ہی گے، بات بات پر بگڑیں گے ——— شادی جو ہو رہی ہے ——— اچھا خیر اس قصے کو چھوڑیئے مجھے اُس کے لئے تحفہ خریدنا ہے۔ ابھی وہاں گئی تو معلوم ہوا کل اُسکی سالگرہ ہے ——— کچھ روپے دیجئے مجھے
ماں۔ میں کہتی ہوں دفان ہو یہاں سے ——— معززہ چاٹ میرا۔ (چلی جاتی ہے)
ثریا۔ (غصے میں حامد کی طرف بڑھتی ہے) حامد بھائی جان ——— آپ کیوں منہ میں گھنگھنیاں ڈالے کھڑے ہیں ——— جیسے آپ کے منہ میں زبان ہی نہیں ——— ایک تو میں آپ کے کام کرتی پھروں اور پھر اُلٹا جھڑکیاں کھاؤں۔
حامد۔ میں اس وقت کوئی بات نہیں کرنا چاہتا
ثریا۔ تو لیجئے۔ یہ ناپ کی چوڑی آپ سنبھالئے۔ باہر سنار بیٹھا ہے۔ اُس سے جو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کہنا ہو کہہ دیجئے (حامد کے ہاتھ میں غصے سے چوڑی رکھ دیتی ہے)

حامد۔ (چوڑی دیکھ کر) ثریا ـــــ ثریا ـــــ بات سنو ـــــ یہ چوڑی تم نے کہاں سے لی؟

ثریا۔ کہیں سے بھی لی ہو۔ آپ کو اس سے کیا؟

حامد۔ میں سمجھ گیا ـــــ میں سمجھ گیا ـــــ لیکن یہ واقعی اُن کی ہے نا ـــــ اُسی کی؟

ثریا۔ نہیں بتاتی

حامد۔ میری اچھی بہن جو ہو میں ـــــ بتاؤ کس کی ہے؟

ثریا۔ سمجھ گئے ہیں۔ لیکن بار بار پوچھیں گے ـــــ مزا آتا ہے نا ـــــ آپ کی ہونے والی بیوی کی ہے۔ میں کی کلائی سے زبردستی اتار کے لائی ہوں

حامد۔ زبردستی ـــــ کیوں وہ اتارنے نہیں دیتی تھی۔

ثریا۔ ہاں کہتی تھی۔ نہیں میں یہ چوڑی کبھی نہیں دوں گی۔ کسی کا تحفہ ہے تم کوئی اور لے جاؤ۔

حامد۔ اچھا

ثریا۔ پر میں ایک اور بہانے سے لے آئی۔ کیا مجھے بھی ایسا ہی جوڑا منگوانا ہے

حامد۔ (خوش ہو کر) وہ مارا! (بہن کو گلے لگا لیتا ہے)

ثریا۔ یہ کیا ہو گیا ہے آپ کو

حامد۔ چپ . . . اب میں ضرور شادی کروں گا ـــــ اب میں ضرور شادی کروں گا۔ امی جان کہاں ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ثریا۔ یہ کیا دیوانہ پن ہے؟

حامد۔ اب میں ضرور شادی کروں گا ـــــ اب میں ضرور شادی کروں گا۔

ثریا۔ یا وحشت!

حامد۔ آج اُس کی سالگرہ ہے نا؟ (تاش کے پتے اُٹھانا شروع کرتا ہے)

ثریا۔ ہے تو سہی ـــــ پر یہ آپ تاش کے پتے کیا اکٹھے کر رہے ہیں۔

حامد۔ ٹھہرو، ابھی بتاتا ہوں (تاش کے پتے اکٹھے کر کے بکس میں ڈالتا ہے) ثریا تم اُسے کوئی تحفہ دینا چاہتی ہو؟

ثریا۔ جی ہاں!

حامد۔ تو ایسا کرو ـــــ یہ تاش لے جاؤ ـــــ!

ثریا۔ تاش؟

حامد۔ ہاں ـــــ تم یہ پیکٹ اُسے تحفے کے طور پر دے دو اور پھر دیکھو کیا ہوتا ہے ـــــ میرے منہ کی طرف کیا دیکھتی ہو؟ ـــــ کہہ جو دیا، اس سے بہتر اور کوئی تحفہ نہیں ہو سکتا.... (گاتا ہے)

ہونٹوں پر اَن گِنے ترانے جھیل میں جیسے تارے
بانکی چِتون میں وہ چنچل بل جو کھیلے وہ ہارے
چہرے پر لالی سی جیسے کلیاں ندی کنارے
حُسن کے اِس اُمڈے دھارے میں ڈھونڈے کون سہارے

پردہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

روح کا ناٹک

کردار

نمبر ایک . . . (روح کا ناطق وجود)

نمبر دو . . . (روح کا جذباتی وجود)

نمبر تین . . . (روح کا سرمدی وجود)

بیوی نمبر ایک (بیوی کے متعلق نمبر ایک کا خیال)

بیوی نمبر دو (بیوی کے متعلق نمبر ۲ کا خیال)

رقاصہ نمبر ایک (رقاصہ . . . . . .)

رقاصہ نمبر دو (. . . . ۲ . .)

(اور ایک پورٹر)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حضرات! یہ ڈرامہ جو تھوڑی دیر کے بعد آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے گا معمولی ڈرامہ نہیں۔ اس کا ایک ایک لفظ آپ کو غور سے سننا ہوگا۔ تاکہ آپ اس کا مطلب اچھی طرح سمجھ سکیں۔ ڈرامے کا نام ہے: "روح کا ناٹک" اور یہ ڈرامہ روح کے اندر آدھے سیکنڈ کے عرصے میں کھیلا گیا ہے۔ یوں تو ہر روز آپ کی ہماری روح کے اندر کئی ڈرامے کھیلے جاتے ہیں مگر آج تک کسی نے ان کو پیش نہیں کیا اور نہ کسی نے سمجھنے کی کوشش کی ہے کہ یہ ڈرامے کیوں ہوتے ہیں۔

سائنسدانوں نے ثابت کیا ہے کہ ہماری روح مجموعہ ہے تین فالوں کا، جن کی تمیز جدا جدا ہے۔ مثال کے طور پر اگر الف کو ایک آدمی فرض کر لیا جائے تو اس کے تین حصے یہ ہوں گے۔ الف نمبر ایک، الف نمبر دو اور الف نمبر تین . . . . . !

نمبر ایک روح کا وہ حصہ ہے جو اچھائی اور برائی میں تمیز کرتا ہے۔ اسے ہم ضمیر کہتے ہیں . . . . !

نمبر دو۔ جذباتی وجود ہے جو راگ رنگ اور عیش چاہتا ہے۔

نمبر تین۔ روح کا وہ حصہ ہے جو کبھی فنا نہیں ہوتا اور دنیوی جھگڑوں میں خود کو نہیں پھنساتا۔ . . . یہ مسافر ہے جو سدا سفر میں رہتا ہے۔ اب آپ مجھ سے یہ پوچھیں گے کہ روح کے یہ تین حصہ دار کہاں رہتے ہیں . . . . . میں بتاتا ہوں۔ پرانے زمانے میں لوگوں کا خیال تھا کہ روح پیٹ میں یا جگر میں رہتی ہے۔ اس ڈرامے کا لکھنے والا کہتا ہے کہ روح ہمارے سینے کے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اُس حصّے میں رہتی ہے۔ جس پر ہاتھ مار کر ہم عام طور پر کہا کرتے ہیں "میری رُوح کو بڑا دُکھ ہوتا ہے" یا "میری آتما کو ٹھیس لگی" اور چین مل گیا ہے ۔۔۔۔ سو ہم بھی فرض کر لیتے ہیں کہ ہماری رُوح یا آتما دل کے پاس رہتی ہے۔ چنانچہ جب آپ یہ ڈرامہ دیکھیں تو اس بات کا خیال رکھیں کہ نمبر ایک اور نمبر دو آپکو کئی مرتبہ دل سے باتیں کرتے دکھائی دیں گے۔ نمبر ۳ ڈرامے کے آخر میں بولیگا۔ کیونکہ وہ تو نمبر ایک اور نمبر دو کے جھگڑوں میں دخل ہی نہیں دیا کرتا۔ لیجئے اب ڈرامہ شروع ہوتا ہے۔

منظر:-

پردہ اُٹھتا ہے۔ اسٹیج پر ایک قد کے تین آدمی نظر آتے ہیں۔ جذباتی وجود نے شوخ رنگ کے کپڑے پہن رکھے ہیں۔ اُس کے چہرے کے خد و خال ہی سے جذباتی ہونے کا پتہ چلتا ہے . . . . منطقی وجود کے لباس میں سنجیدگی ہے۔ شکل و صورت سے فلاسفر معلوم ہوتا ہے . . . . سرمدی وجود عقب میں سفری لباس پہنے کھڑا ہے۔ جیسے پلیٹ فارم پر اپنی گاڑی کا انتظار کر رہا ہے اُسے منطقی اور جذباتی وجود سے کوئی دلچسپی نہیں! اسٹیج کے ایک کونے میں بہت بڑا دل بنا ہے جو دھڑک رہا ہے۔ دل کے ساتھ کئی تار لٹکے ہیں ان دو تاروں میں سے ایک کے ساتھ ٹیلیفون لگا ہے . . . . جذباتی وجود تیشے میں چور اس ٹیلیفون کے پاس آتا ہے اور چونگا اُٹھا کر بات کرتا ہے . . . .

نمبر دو: ہلو . . . ہلو . . . ہلو . . . ارے بھئی سنتے ہو کہ نہیں۔ اتنے اُونچے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سردوں میں چلا سا جاتا ہوں اور تمہیں کچھ سنائی ہی نہیں دیتا کیا ؟ تمہارے کانوں
میں گونج پیدا ہو رہی ہے۔ ہونی چاہئے۔ اس لئے کہ تمہاری رگیں بالکل ڈھیلی
پڑ گئی ہیں۔ . . . لو اب سنو! برانڈی پیو برانڈی۔ . . سمجھے؟ . . .

نمبر ایک۔ یہ یاد رہے کہ اس کے حلق میں یہ تیسری بوتل تم ہی انڈیل رہے ہو۔ تمہارا
وقت تو یوں کٹ ہی جاتا ہے۔ پر شامت اس بیچارے دل کی آتی ہے۔ دیکھو تو
کس زور سے دھڑک رہا ہے . . . . ؟

نمبر دو۔ دھڑکنے دو . . . . اس کا دھڑکنا ہی تو زندگی کی نشانی ہے۔ تم تو چاہتے
ہو کہ اس پر غشی کی حالت طاری رہے اور ہمارے تیسرے ساتھی (سردی وجود
کی طرف اشارہ کر کے) کے مانند بالکل گونگا ہو جائے . . . . واہ کیا کہنے
ہیں اس زندگی کے۔

نمبر ایک۔ میں کہتا ہوں۔ اگر یہ اسی رفتار سے دھڑکتا۔ تو ان چند گھڑیوں میں بند
ہو جائے گا۔ پھر کبھی نہیں دھڑکیگا . . . ؟

نمبر دو۔ نہ دھڑکے . . . . پھر کیا ہوا۔ آخر اسے ایک روز خاموش ہونا ہی ہے . . . ؟

نمبر ایک۔ میں بھی تو یہی کہتا ہوں۔ تم نے تو میرے ہی لفظ دہرائے ہیں . . . ؟

نمبر دو۔ کبھی کبھی تم عقل کی بات بھی کہہ دیا کرتے ہو۔

نمبر ایک۔ دیکھو جو کہنا ہو زبانی کہو۔ . . . رگوں کو ہاتھ لگایا تو بہت برا ہوگا۔ میں تم
سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ . . . .

(جذباتی وجود جب بھی تاروں کو ہاتھ لگاتا ہے۔ ان میں جھنکار پیدا ہوتی ہے)

نمبر دو۔ (غصے میں) کہہ چکے ہو۔ کون کہہ چکا ہے . . . . اور کس حق کی بنا پر . . . .

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کون ہوتا ہے جو نوکروں کی طرح مجھ پر حکم چلاتے ۔ ۔ میں شاعر ہوں ۔ ۔ ۔ ۔
عشق و محبت کی آواز ۔ ۔ ۔ میرے بغیر یہ دُنیا ۔ ۔ ۔ مٹی کا ایک ڈھیر ہوتی ۔ ۔
ایک مرگھٹ ۔ ۔ ۔ ۔ عشق و محبت نہ ہو تو ہر شے بے جان ہے ، مُردہ ہے ۔ ۔ ۔ ۔

نمبر ایک ۔ تم بکواس کرتے ہو ۔

نمبر دو ۔ جو کچھ میں کہتا ہوں بالکل درست ہے ۔ ۔ ۔ ہاں یہ تو بتاؤ ۔ اگر ہم شراب پیتے ہیں تو اس میں قصور کس کا ہے ؟

نمبر ایک ۔ (طنزیہ انداز میں) تمہارا تو ہونے سے رہا جو ہر وقت شراب شراب کی رٹ لگائے رکھتا ہے ۔

نمبر دو ۔ اور اس رٹ لگانے کے باعث پر بھی جناب نے کبھی غور فرمایا ۔ کیا یہ آپکی صحبت کا نتیجہ نہیں ۔ جس میں ہر دم گلا گھونٹ لینے کو جی چاہتا ہے ۔

نمبر ایک ۔ بھئی دیکھو ۔ ذرا انصاف سے کام لو ۔ ۔ ۔ ایمان سے کہو ۔ اس بیچارے دل کی بدبختیوں کا موجب میں ہوں ۔ ۔ ۔ یا تم ۔ ۔ ۔ یقیناً تم ہو ۔ ۔ ۔ تم جذباتی انسان ۔ ۔ ۔ ۔ کبھی سوچا بھی ہے کہ تم کیا ہو ۔ ۔ ۔ لو مجھ سے سنو ۔ ۔ ۔ تم خود غرض رند ہو ۔ ۔ ۔ ایک تباہ شدہ انسان ہو ۔ ۔ ۔ نہ تم نے کبھی مطالعہ میں دلچسپی لی ۔ ۔ نہ تم نے کبھی عقل کا کام کرنے کی کوشش کی ۔ خودداری اور اخلاق کے پیچھے تم لٹھ لئے پھرتے ہو ۔ ۔ ۔ ۔

نمبر دو ۔ تم دوسروں کی کھینچی ہوئی لکیروں پر چلنے والے ناصح ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ایک خشک کتابی کیڑے ۔ ۔ ۔ ۔

نمبر ایک ۔ میں تم سے نفرت کرتا ہوں ۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نمبر دو ۔ میں بھی تم کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھتا ہوں
(جذباتی وجود زور سے دل کے تاروں کو چھیڑتا ہے۔ زور کی جھنکار پیدا ہوتی ہے)

نمبر ایک ۔ پرے ہٹ جاؤ۔ خبردار جو میری رگوں کو پھر چھیڑا . . .

نمبر دو ۔ تم بیچ میں ٹرانا کیا شروع کردیتے ہو۔ یہ رگیں جیسی تمہاری ہیں میری بھی ہیں۔ ان کو چھیڑنے سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے تو کیا مجھے نہیں ہوتی . . . اور جب تمہاری نہربانی سے میری رگیں بے حس ہو جاتی ہیں تو کیا میں گدھے کی مانند بیوقوف نہیں ہوجاتا۔ اس وقت تجھ میں اور مجھ میں فرق ہی کیا رہتا ہے۔ میں انہیں چھیڑوں گا . . جب جی چاہے چھیڑوں گا . . . ہر وقت چھیڑوں گا۔ رگیں تنی رہیں تو مزا ہے۔ اس طرح وہ ریا کو کا طنبورہ بن جاتی ہیں۔ جن پر میں آزادی اور محبت کے نغمے الاپ سکتا ہوں۔

(دل کے تاروں کو چھیڑتا ہے۔ دل زیادہ تیزی سے دھڑکنا شروع کرتا ہے)

نمبر دو ۔ (دل سے مخاطب ہو کر) پی۔ پی اور خوب پی، جی بھر کے پی . . . .

نمبر ایک ۔ ایسا شربت جو تیرے سینے کی آگ ٹھنڈی کرے۔

نمبر دو ۔ ایسی شراب جو پگھلی ہوئی آگ ہو۔ جو تیرے لہو کے ہر قطرے کو ایک لپکتا ہوا شعلہ بنا دے۔

نمبر ایک ۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں، شراب نہیں شربت۔ کیا کہا . . . شربت نہیں رہا . . . ختم ہو گیا . . تو سوچتا کیا ہے۔ بھاگ کے عطار کی دوکان سے لے آ . . . بس صرف ایک گلاس . . . .

www.iqbalkalmati.blogspot.com

(دونوں وجود کچھ دیر تک اسٹیج پر اِدھر اُدھر ٹہلتے رہتے ہیں)

نمبر ایک۔ اب جوش ٹھنڈا ہوا۔

نمبر دو۔ تم ہو کون پوچھنے والے؟

نمبر ایک۔ کیا نظر نہیں آتا؟

(دونوں وجود پھر اِدھر اُدھر ٹہلنے لگ جاتے ہیں۔ سردی وجود کے پاس جا کر دونوں ایک دم رک جاتے ہیں)

نمبر دو۔ یہ کون ہے؟

نمبر ایک۔ نمبر تین . . . سہارا۔ خاموش بھائی . . . ہمیشہ کی طرح چپ چاپ سو رہا ہے . . . اگر اسے تنگ کیا یا ستایا تو یاد رکھنا۔ تمہارے حق میں اچھا ثابت نہ ہوگا . . . اس کو چھوڑو۔ تم یہ بتاؤ کہ اس عورت میں تم نے کیا دیکھا جو یوں بُری طرح لٹو ہو گئے۔ اُس کی ہوشیاری اور چالاکی کو تم نے پسند کیا یوں ہی سے نا . . . پرانی سی بات کے لئے، اپنی بیوی اور بچوں کو ٹھکرا دینا کہاں کی عقلمندی ہے . . . معاف کرنا دوست تمہارا یہ فعل اچھا نہیں۔ یہ بُرا بات ہے کہ ہم جنگلی اور وحشی آدمی بن جائیں اور ہر روز ایک نئی عورت اپنے گھر میں بسانے چلے جائیں جسم پر غور کریں اور ایک خوبصورت . . . اور عبرانی مندر کی خوبصورت عمارت پر غور ہی نہ کریں . . . میرا مطلب درست ہے سمجھے؟

نمبر دو۔ ہوں، تمہارے عقیدوں اور تمہارے خیالات کی کسے پرواہ ہے۔ جبکہ وہ حسین ہے . . . وہ حسین ہے اور حُسن کے سامنے ایسی بیہودہ منطق نہیں چل سکتی . . . .

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نمبر ایک۔ تم جیسے وحشی انسان کے آگے منطق چلانا اور بھینس کے آگے بین بجانا ایک ہی بات ہے۔ لیکن آدمی...

نمبر دو۔ تو یہ کہئے احمق اور پاگل سے واسطہ پڑا ہے... تم ایسے خشک مزاج ناقص کی صحبت میں مجھے کس قدر کوفت اٹھانا پڑتی ہے۔

نمبر ایک۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ پہلے تم ایسی باتیں نہیں کرتے تھے۔

نمبر دو۔ ٹھیک کہتے ہو... جب ہم دونوں ایک ساتھ مل کر کام کرتے تھے تو مجھے تم سے کوئی شکایت نہ تھی۔ بلکہ میں تم کو اچھا سمجھتا تھا۔ میں تمہاری پرانی خدمات ہرگز نہیں بھول سکتا۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں اینٹے کی محبت میں گھلا جا رہا تھا تو تم نے میری کافی مدد کی تھی۔ اس حتا طا اور ہوشیار لڑکی کو پھانسنے اور اس کے ماں باپ کو آمادہ کرنے میں تم نے واقعی بہت کام کیا۔ پر اب کچھ عرصے سے تم کم عقل ہو گئے ہو۔ زنگ لگے اُسترے کی مانند کند ہو گئے ہو۔

نمبر ایک۔ اس نوازش کا شکریہ... میرا احساس اگرچہ تیز نہیں۔ لیکن میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ یہ رائے مرتب کرنے میں تمہیں شراب نے کافی مدد دی ہے۔

نمبر دو۔ بکواس بند کرو اور اُس کے حُسن کا ذکر چھیڑو... وہ کتنی شُند ہے کتنی خوبصورت ہے۔ تم ہمیشہ اُس کے حُسن کو بھول جاتے ہو۔ اُس کی نزاکت پر ہمیشہ تمہاری آنکھیں بند رہی ہیں... میں خوب جانتا ہوں کہ وہ ایک معمولی ناچنے والی ہے۔ مگر اس چھوٹی سی بات سے اُس کے حُسن میں تو فرق نہیں آتا۔ اس کی رندرتا کم تو نہیں ہوتی... اور اِدھر آؤ میں تمہیں یہ پری دکھاؤں... آ میری جان آ اور اُسی انداز سے گا۔ جیسے تو کل اپرسوں اور پرسوں کئی بار گا چکی ہے۔ گا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تاناگا کہ میرا ہر ذرہ ایک گونجتا ہوا سُر بن جائے۔

(رقاصہ نمبر ۲ چھم چھم کرتی سٹیج پر آتی ہے اور دل کی دھڑکنوں کی تال پہ ناچنا اور گانا شروع کر دیتی ہے)

گیت

بانکے گرد۔ کون ہو تم؟ ــــ کون ہو تم؟ ــــ کون ہو تم؟ ــــ بانکے گرد کون ہو تم

تم تھے ہو ــــ کیا یہ۔ تم تھے کل شب میرے پریم دوارے میں

کیا جانوں کون آیا تھا میرے دل کے اندھیارے میں

شب کی ڈراؤنی سائیں سائیں، اور وہ ایک ٹیڑھی پرچھائیں، کون ہو تم؟ بانکے گرد

کون ہو تم، کون ہو تم، کون ہو تم ــــ بانکے گرد کون ہو تم؟

اُس کے گرم لبوں پر میرے شیریں بوسوں کی بوچھاڑ

اُس کے دھڑکتے دل پر میری مہکی زلفوں کے انبار۔

ہر جانب کلیاں ہی کلیاں۔ کالی رات اندھیری گلیاں۔ کون ہو تم؟ بانکے گرد کون ہو تم، کون ہو تم، کون ہو تم، بانکے گرد کون ہو تم؟

کون گرا تھا گود میں میری بے سدھ، بے پروا، بے جان۔ کس کو لگا کر سینے سے میں نے پایا دو جگ کا گیان۔

کیا تم ہو او جانے والے، میرے ہردے کے اجیالے، کون ہو تم۔ بانکے گرد کون ہو تم۔ کون ہو تم، کون ہو تم؟ بانکے گرد کون ہو تم . . . .

نمبر دو۔ (مسرور ہو کر) مزا آ گیا طبیعت شاد ہو گئی۔ اس سرور، اس کیف کے آگے دُنیا ہیچ ہے۔ یہ تیری گول گول باہیں، یہ تیرے نازک نازک پیر، اس بھری

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دُنیا میں ہے کوئی ایسا نرم قالین، جو ان نازک پیروں کے لئے اپنا سینہ پیش کر سکے . . . آ میری جان، میرے پاس آ۔ مجھ پر ناچ، میرے اندر ناچ اور سدا ناچتی رہ کہ تیرے سفید سفید ٹخنوں میں بندھے ہوئے گھنگھروؤں کی جھنجھناہٹ میں دُنیا کے سارے ہنگامے گُم ہو جاتے ہیں۔ جھولا جھول، میرے پریم کا جھولا جھول اور سدا جھولتی رہ۔ آ میرے پاس آ کہ میں تیرے ان مخملیں پیروں پر اپنا سر رکھ کر سُکھ کی نیند سو جاؤں . . . .

نمبر ایک۔ یہ دیوانگی ہے، سراسر جہالت ہے . . . . اسے چھوڑ دو، دور دفعان ہونے دو، یہ تمہاری نظر کا دھوکا ہے، فریب ہے۔ وُہ ایسی نہیں ہے جیسی کہ تم سمجھ رہے ہو۔ تم غازہ لگے گالوں اور مصنوعی بالوں سے پیار کرتے ہو . . . خدا جھوٹ نہ بلوائے تو تمہاری اس پری کی عمر چالیس برس سے ایک دن بھی کم نہیں۔ لات مار کر اسے اپنے سے الگ کر دو۔ تمہاری آنکھیں دھوکہ کھا رہی ہیں۔ آؤ اگر حقیقت دیکھنا ہو تو ادھر آؤ، میں تمہیں اس پری کی اصلی شکل دکھاؤں۔

(رقاصہ نمبر ایک، ایک بدصورت عورت اسٹیج پر نمودار ہوتی ہے)

دیکھ لیا، کہاں گئے اس کے وُہ نازک نازک پیر، کہاں گئے اس کے کالی کالی زلفوں کے وُہ پیچ و خم، کہاں گئی اس کی وُہ تیزی و طراری، کہاں گئے اس کے گلے کے وُہ میٹھے میٹھے بول . . . (رقاصہ سے) اپنے دانتوں کی بتیاں یعنی مصنوعی لڑیاں نکال دے۔ ہاں، اب گا . . . اب گا . . . .

(نمبر ۱، رقاصہ نمبر ۱ کے منہ سے دانت نکال دیتا۔ سر کے بال

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اتار دیتا ہے۔ وہ گانا شروع کرتی ہے۔ وہی گیت مگر اکھڑے ہوئے سروں میں
ناچتی ہے مگر بے تال)

نمبر دو۔ نہیں نہیں۔ یہ حقیقت ہرگز نہیں ہو سکتی۔ ہرگز نہیں ہو سکتی۔ بھاگ جا چڑیل میری نظروں سے دور ہو جا . . .

(رقاصہ نمبر ۱، کو دھکا دے کر باہر نکالنا چاہتا ہے)

نمبر ایک۔ بس بھنا گئے۔ تو یوں کہو نا کہ تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔

نمبر دو۔ بکواس نہیں کرو۔ تم نے ضرور کوئی چالاکی کی ہے

نمبر ایک۔ نہیں تم اچھی طرح جانتے ہو کہ یہ عورت جس کی میلی جھولی میں تم اپنا دل پھینک رہے ہو۔ اس عورت کی جوتیاں صاف کرنے کے بھی قابل نہیں جسے تم دھکا دے کر ٹھکرانا چاہتے ہو۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے آخر اس کی کوئی وجہ بھی تو ہو۔ دیکھو اس بیچاری کا کیا حال ہو رہا ہے۔ یہ دکھ درد کیا وہ صرف اس لئے جھیل رہی ہے کہ وہ نیک ہے، پاک ہے۔ تم سے اس کا سلوک ہمیشہ اچھا رہا ہے۔ تمہارے بچے کو پال پوس کر اس نے اتنا بڑا کیا ہے۔ شرم کرو۔ کچھ تو شرم کرو۔ مانا کہ اسکے گلے میں وہ سُر نہیں جو تمہاری اس ناچنے والی کے گلے میں اچھلتے ہیں۔ پر سنو اگر تمہارے کان پاک اور صاف آواز سننے کے لئے بند نہیں ہوتے تو یہ میٹھی میٹھی لوری سنو۔ وہ تمہارے بچے کو سلانے کی خاطر دے رہی ہے۔ بیچاری نے تین لمبی راتیں یہی گیت گاتے آنکھوں میں کاٹی ہیں۔ تمہارے انتظار میں وہ تڑپتی، بلکتی اور روتی رہی ہے . . . لو سنو۔

(بیوی نمبر ایک نمودار ہوتی ہے۔ گود میں بچہ ہے اسے لوری دے رہی ہے)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لوری

سو جا میرے ننھے سو جا

یہ تیرے اشکوں کی لڑیاں   بیت رہی ہیں دُکھ کی گھڑیاں

سو جا میرے ننھے سو جا

تیرے باپو آ جائیں گے   لکڑی کا گھوڑا لائیں گے

سو جا، سو جا، سو جا میرے ننھے سو جا

بیوی نمبر ایک اور رقاصہ نمبر دو آپس میں جھپٹ پڑتی ہیں۔ دونوں وحشی بلیوں کی طرح ایک دوسرے سے لڑتی ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد جذباتی اور منطقی وجود بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ دونوں میں لڑائی شروع ہو جاتی ہے۔ اتنا شور بلند ہوتا ہے کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ جذباتی وجود رقاصہ کی طرفداری کرتا ہے اور منطقی وجود بیوی کا ساتھ دیتا ہے۔ دل بیچارہ زور زور سے دھڑکتا رہتا ہے ۔ . . . لڑائی کے دوران جب دل کے تاروں پر کسی کا ہاتھ زور سے پڑتا ہے تو وہ ایک لمحے کے لئے خاموش ہو جاتا ہے . . . . . .)

نمبر دو۔ بس بس۔ اب مذاق حد سے گذر چکا۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ بیہودہ بکواس ہے

(بیوی نمبر ایک کو دھکا دے کر اسٹیج کے ایک طرف کر دیتی ہے)

جا جا۔ یہاں سے دور ہو جا۔ تو کسی ادنٰی ناٹک کی بھونڈی ہیروئن ہے۔ میری بیوی ایسی نہیں جیسا کہ تم ظاہر کرتے ہو۔ میں اس کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ میری زندگی کے پیالے میں وہ زہر کی ایک موٹی بوند ہے۔ وہ شعریت سے خالی ہے۔ مسرت اور جذبات اس میں ذرہ بھر موجود نہیں۔ وہ کھُردری ہے بے لطف۔ بالکل بے لطف

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آؤ۔ میں تمہیں اس کا اصلی روپ دکھاؤں۔ تو سنو اس کی باتیں

(اسٹیج پر بیوی نمبر ۲۔ ایک چڑچڑے مزاج کی عورت نمودار ہوتی ہے)

بیوی نمبر دو۔ (چڑچڑے پن کی حالت میں) . . . . ایسی زندگی پر . . . . اگر میرے ماں باپ کو معلوم ہوتا کہ یہ وحشی میرے ساتھ ایسا سلوک کرے گا تو کبھی اس کے پلے نہ باندھتے۔ میں کہتی ہوں کہ ایسے شرابی کو دفتر والے دھکے مار کر باہر کیوں نہیں نکال دیتے۔ دارو پینے بناجس کی اوندھی کھوپڑی میں حرکت ہی پیدا نہیں ہوتی۔ ایسے خصم کو کیا کہوں جو میری جھولی بچوں سے بھر کر نگوڑی ان عورتوں کے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے۔ جن کو اولاد ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ یہاں گھر میں ایک پل ٹھیرنا میاں صاحب کو محال ہوتا ہے اور اپنی ان ہونی سوہنوں کے کوٹھوں پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ مجرے تنے جاتے ہیں۔ نگوڑی جلائیں۔ چڑیلیں نہ رہیں اس دنیا کے تختے پر . . . . کسی دن یہ باہر سے کسی موئی وبیشیا سے لڑ بھڑ کر آئے گا اور مجھے زہر دے دیگا۔ بچوں کا گلا گھونٹ دے گا۔ نہ خدا کا خوف۔ نہ بندوں کا ڈر . . . .
یوں تو اللہ کے فضل سے بھس بھرا ہے پر فلسفہ ضرور بگھاریں گے۔ میاں صاحب آزادی کے بڑے پرستار ہیں۔ ہر وقت آزادی آزادی کی رٹ لگی رہتی ہے کہ ان کے ظلم وستم کی چھری اس سان پر اور تیز ہو جائے۔ تو ایسا کیوں نہ کروں کہ انہیں آج بالکل ہی آزاد کر دوں۔

نمبر دو۔ ٹھیک، بالکل ٹھیک . . . . یہی ہے ڈرامے کی اصلی ہیروئن۔ اس کے باعث میرا اور اس مقاصد کا رشتہ مضبوط ہوا ہے۔ جس نے میری زندگی میں افسوں پھونک دیا ہے۔ آ پیاری ادھر آ۔ ایک بار پھر فضا پر شردوں کا چھڑکاؤ کر دے۔ ایکبار پھر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ترنم تار سے بکھیرے . . . ایک بار پھر

(جذباتی وجود رقاصہ نمبر دو کو بلاتا ہے۔ وہ پہلے کی طرح ناچنا اور گانا شروع کرتی ہے)

بیوی نمبر ۱۔ (زمین پر زور زور سے پاؤں مار کر) بند کرو اس ناچ کو، جاؤ یہاں سے چلی جاؤ۔ دیکھو میں تم سے التجا کرتی ہوں۔ یہاں سے چلی جاؤ۔ تمہارا یہاں کوئی حق نہیں ہے۔

نمبر ایک۔ ٹھیک کہتی ہو، اس کا کوئی حق نہیں

بیوی نمبر ایک۔ جب تم محبت نہیں کرتیں۔ جب تم چھوٹی سے چھوٹی قربانی نہیں کر سکتیں۔ جب تم اپنی زندگی میں ایسے کئی آدمیوں کی آشنا رہی ہے۔ تو بتاؤ تم میرا حق کیسے چھین سکتی ہو۔ اگر تمہارے پہلو میں دل ابھی تک مردہ نہیں ہوا تو اسے چھوڑ دو۔ مجھے اس کی ضرورت ہے۔ مجھے اس کی محبت اس کی مدد کی تم سے کہیں زیادہ ضرورت ہے

رقاصہ نمبر دو۔ (قطع کلامی کرتے ہوئے) یہ تمام باتیں میں اتنی بار لوگوں سے سن چکی ہوں کہ اب ان کا دل پر اثر نہیں ہوتا۔ چلو ہٹو میرے راستے سے۔

بیوی نمبر ایک۔ دھکے کیوں دیتی ہے۔ جا یہاں سے دفع ہو جا۔

رقاصہ نمبر دو۔ اچھا اب نوبت تم مجھے دھمکانے بھی لگیں۔ میں تمہاری دلیل چھوڑ چکی ہوں۔ حیران کیوں ہو، جھکیوں میں آجاؤں۔ تم مجھ سے جلتی ہو۔ اس لئے کہ میں خوبصورت ہوں۔ لوگ میری طرف للچائی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ میرے منہ سے بول یوں اڑتے ہیں جیسے شیمپین بوتلوں کے ڈاٹ۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نمبر دو۔ شاباش میری جان شاباش۔

بیوی نمبر ایک۔ شریف بہو بیٹیوں کے منہ آتے تجھے شرم نہیں آتی۔ بازار میں بکنے والی لونڈی۔

رقاصہ نمبر دو۔ بازار میں بکنے والی لونڈی کی بھی ایک ہی کہی۔ . . . اور بانو صاحبہ آپ کون ہیں۔ جب سرکار نے ان سے شادی کی تھی تو بتایئے کیا اپنے آپ کو بیچا نہیں تھا۔ . . . اپنے لفظ فوراً واپس لو۔ یقین ہو کہ نہیں ورنہ . . . .

بیوی نمبر ایک۔ ورنہ کیا . . . . آنکھیں تو یوں دکھا رہی ہے جیسے کھا ہی جائے گی۔ . . . . جا سیدھے تن چلی جا۔ ورنہ چٹیا پکڑ کر باہر نکال دوں گی۔ . . . .

(بیوی نمبر ۱) اور رقاصہ نمبر ۲ آپس میں جھپٹ پڑتی ہیں۔ بلیوں کی طرح ایک دوسرے سے لڑتی ہیں۔ اس لڑائی میں تھوڑی دیر کے بعد جذباتی اور منطقی وجود بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ دونوں میں لڑائی شروع ہو جاتی ہے۔ اتنا شور بلند ہوتا ہے کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ جذباتی وجود رقاصہ کی طرفداری کرتا ہے اور منطقی وجود بیوی کا ساتھ دیتا ہے۔ دل بیچارہ زور زور سے دھڑکتا رہتا ہے۔ لڑائی کے دوران میں جب دل کے تاروں پر کسی کا ہاتھ زور سے پڑتا ہے تو وہ ایک . . . . لمحے کے لئے خاموش سا ہو جاتا ہے۔ لڑائی کے دوران میں کچھ اس طرح کی گفتگو جاری رہتی ہے)

رقاصہ نمبر دو۔ بیگم صاحبہ تشریف لے جایئے

بیوی نمبر ایک۔ چل ہٹ موئی گرہ کٹ میرے بچوں کا صبر پڑے تجھ چڑیل پر . . . . گھڑی کی گھڑی زمین میں سما جائے . . . . تجھ پر کڑکتی بجلی گرے۔ نہ رہے تو اس

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دُنیا کے تختے پر۔

رقاصہ نمبر دو۔ دیکھو مُنہ سنبھال کے بول۔ یہ تیرے سر کا ایک ایک بال نوچ ڈالوں گی ذرا چوں کی تو گُدّی سے زبان کھنچوا لوں گی۔ تکلے سے دیدے نکلوا دوں گی۔

نمبر دو۔ شاباش، شاباش

بیوی نمبر ایک۔ ہے شرط کہ تیری ساری اکڑ ابھی نکال دوں۔ پر تجھے تو ہاتھ لگاتے مجھے گھن آتی ہے۔ چل ہٹ موئی گندی۔ کیچڑ کی مینڈکی۔

(رقاصہ غصّے میں آ کر بیوی کے مُنہ پر زور سے چانٹا مارتی ہے۔ بیوی چیختی ہے)

نمبر دو۔ اے عورت خبردار۔ جو تُو نے اسے ہاتھ لگایا

نمبر ایک۔ تمہیں شرم نہیں آتی اپنی نیک بیوی کی اس بازاری عورت کے سامنے توہین کر رہے ہو۔ ۔ ۔ ۔ تم یقیناً پاگل ہو گئے ہو۔

نمبر دو۔ تم بیچ میں دخل دینے والے کون ہو۔

(رقاصہ قہقہہ لگاتی ہے)

نمبر ایک۔ میں جو نیک وبد کو بھی طرح سمجھتا ہوں۔ تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ یہ ذلیل عورت تمہاری نیک بیوی پر دراز دستی کر رہی ہے اور تم کھڑے تماشہ دیکھ رہے ہو۔ لعنت ہو تم پر ۔ ۔ ۔

نمبر دو۔ بکواس مت کرو

(یہ کہہ کر جذباتی وجود زور سے منطقی وجود کے مُنہ پر تھپڑ مارتا ہے۔ عقلی موسیقی تیز تر ہو جاتی ہے۔ رقاصہ اور بیوی ایک دوسرے کے بال نوچتی اور چیختی ہیں۔ جذباتی اور منطقی وجود اب ایک دوسرے سے بہت بُری طرح گتھ جاتے ہیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آخر میں جذباتی وجود، منطقی وجود کو گلا کپڑ لیتا ہے۔ اور آہستہ مار ڈالتا ہے منطقی وجود کے گلے سے خرخراہٹ کی بھیانک آواز نکلتی ہے)

نمبر دو۔ مر گیا۔ ناک میں دم کر رکھا تھا نابکار نے۔ چلو اچھا ہوا، قصہ پاک ہوا۔ روز روز کا جھگڑا ختم ہوا ــــــ اب میں آزاد ہوں۔ اپنی محبوبہ سے محبت کرنے کے لئے آزاد ہوں۔ آ میری ملکہ آ۔ میرے من مندر کی دیوی آ۔ پیاری اب تو ساری کی ساری میری ہے۔ ہمیشہ کے لئے میری ہے۔ آ میری زندگی میری مسرت، میری محبت آ . . . . میرے پاس آ۔

رقاصہ نمبر ۲۔ نہیں میرے بیوقوف عاشق نہیں، میں تیرے پاس نہیں آسکتی۔ یہ تو سب مذاق تھا۔ پہلے دام پھر کام . . . . تم میرے بازار میں عشق کا کھوٹا سکہ چلانا چاہتے ہو۔ مجھے محبت کی ترازو میں تولنا چاہتے ہو۔ تم بیوقوف ہو۔ تمہارے پاس دولت نہیں رہی۔ میرے پاس ادائیں نہیں رہیں . . . نہیں . . . . نہیں . . . نہیں، میں تمہاری نہیں ہو سکتی۔ میرے بھولے بھالے عاشق یہ سب مذاق تھا

(رقاصہ چلی جاتی ہے۔ اس کے پیروں میں بندھے ہوئے گھنگھروؤں کی جھنجھناہٹ چند لمحات تک سنائی دیتی ہے)

نمبر دو۔ میرے اللہ میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں۔

(دور سے دیسی موسیقی کے سُر سنائی دیتے ہیں جو بڑے اضطراب افزا ہیں۔ بیوی نمبر (۱) نمودار ہوتی ہے۔ وہی لوری گاتی ہوئی)

نمبر دو۔ سب راگ رنگ غم کی داستان بن گئے۔ تیرے عشق کا سامان افسانہ بن گیا۔ باقی کیا رہا۔ راکھ کا ایک ڈھیر۔ تو اب تباہی کے کنارے پہنچ چکا ہے۔ جلدی کر، جلدی کر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس دُکھ سے نجات حاصل کرنے کے لئے صرف ایک ہی راستہ باقی ہے . . . خودکشی . . . خودکشی . . . اُٹھو پستول داہنے ہاتھ کی جیب میں ہے۔ اس سے کوئی تکلیف نہ ہوگی بس چوتھی اور پانچویں پسلی کے درمیان رکھ کر لبلبی دبا دے۔ سب ٹھیک ہو جائیگا یہ تیرے سب دکھ درد، سب دُور ہو جائیں گے۔ کیا . . . تو ڈرتا ہے، بیوقوف اب ڈر کس کا . . . بس ایک لمحے کی بات ہے۔ اُٹھو پستول ہاتھ میں لے اور لبلبی دبا دے . . . .

(جذباتی وجود پستول نکالتا ہے۔ اور اپنی پسلیوں کے پاس رکھ کر اُس کی لبلبی دبا دیتا ہے۔ زور کا دھماکا ہوتا ہے۔ دل ایک جھٹکے کے لئے اچھلتا ہے اور خاموش ہو جاتا ہے۔ اُس کے تاروں پر لہو بہنے لگتا ہے۔ جذباتی وجود ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ چند لمحات کے لئے قبر کی سی خاموشی طاری رہتی ہے۔ عقب میں سوئی وجود جو کہ بیگ پہ سر رکھے سو رہا ہے۔ جماہی لیکر اٹھتا ہے اور ایک پورٹر ہاتھ میں لالٹین لئے آتا ہے)

نمبر تین۔ (جماہی لیتا ہے) کون ہے بھئی؟ کیوں بے آرام کر رہے ہو؟

پورٹر۔ میں پورٹر ہوں حضور . . . آتم نگر آ گیا۔ آپ کو گاڑی اس اسٹیشن سے بدلنا ہے۔

نمبر تین۔ ارے "آتم نگر" آ گیا۔ تو جلدی کرو۔ میرا اسباب اٹھاؤ۔ مجھے گاڑی اسی اسٹیشن سے بدلنی تھی . . . !

پردہ گرتا ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اُس کا رامو

(گوپال کا کمرہ۔ دروازے پر دستک ہوتی ہے۔ دستک کے بعد کتاب بند کرنے کی آواز سنائی دیتی ہے)

گوپال۔ کون ہے؟ —— چلے آؤ۔ دروازہ کھلا ہے!

(دروازہ کھلتا ہے)

بندو۔ (ایک جوان لڑکی، دروازہ کھول کر داخل ہوتی ہے۔ وہ ہچکچا کر کہتی ہے) اندر آجاؤں بابو جی؟

گوپال۔ اندر آبھی گئیں اور پوچھ بھی رہی ہو —— مگر تم ہو کون؟

بندو۔ میں —— میں —— بندو ہوں ۔ ۔ ۔ ہم ریلوائی والے جو بڑے صاحب ہیں۔ ان کے ہاں آیا کا کام کرتی ہوں۔ رہتی ہوں یہاں آپ کے پڑوس میں یہ جو چودہ نمبر کی کوٹھی ہے نا اُس میں۔ اکلی۔ میرا کوئی بھی نہیں ۔ ۔ ۔ میں ۔ ۔ ۔ ۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گوپال۔ اپنا شبد تو پھر کبھی سنانا۔ یہ کہو چاہتی کیا ہو . . . . اگر کچھ مانگنے آئی ہو تو افسوس ہے کہ تمہیں کچھ نہ دے سکوں گا۔ میرے گھر سے ابھی تک خرچ نہیں آیا۔ کالج کی فیس بھی ابھی تک ادا نہیں کی۔

بندو۔ بابو جی میں بھیک مانگنے نہیں آئی ہوں کیا بھکارن دکھتی ہوں۔ میں تو ایک پتر لکھنے آئی تھی۔ لکھ دو گے؟

گوپال۔ لکھ دوں گا۔ لکھ دوں گا۔ لکھنے اور پڑھنے کے علاوہ اور مجھے کام ہی کیا ہے۔

بندو۔ آپ بڑے اچھے ہیں بابو جی۔ آپ بڑے اچھے ہو۔ آپ پتر لکھ دو۔ پیسے میں دوں گی۔

گوپال۔ ہاں ہاں مفت نہیں تو ہی لینا پڑے گا۔ میں نے ڈاکخانہ تو یہیں کھول نہیں رکھا۔ بیٹھ جاؤ۔ بولو کیا لکھوانا ہے۔

(پیڈ کھولنے کی آواز سنائی دیتی ہے۔ ایک کاغذ پھاڑا جاتا ہے)

گوپال۔ ہوں . . . . تو کیا لکھوں

بندو۔ لکھئے

گوپال۔ ہوں

بندو۔ لکھئے . . . .

گوپال۔ ہوں . . . چلو منہ سے تو کچھ بولو یا جو دل میں آئے گھسیٹ دوں۔

بندو۔ لکھئے

گوپال۔ لکھائیے

بندو۔ لکھئے . . . . از طرف ساکن شہر بمبئی . . گلی چوتھی . . . پیر کھان

www.iqbalkalmati.blogspot.com

. . . سیمنٹ کی چال، چودہ نمبر کی کھولی . . . . دوسرا مالا . . . . اس کے آگے میرا نام لکھ دو۔

گوپال۔ کیا ہے تمہارا نام؟

بندو۔ بندو!

گوپال۔ لکھ دیا . . . . اب

بندو۔ لکھئے ——— میرے پیارے۔ میرے پیارے رامو

گوپال۔ (لکھتے ہوئے) میرے پیارے، میرے دل سے پیارے رامو۔ لکھ لیا آگے۔

بندو۔ تونے اتنے دنوں سے اپنی بندو کی سُدھ کیوں نہیں لی۔ وہ برہ کی ماری تارے گن گن کر راتیں کاٹتی ہے۔ ہر سمے تیرا ہی دھیان ہے۔ وہ سوتی جاگتی اٹھتی بیٹھتی تیرے ہی نام کی مالا جپتی ہے۔ اُس کا تن من تیری یاد میں پڑا رہتا ہے۔ تو کب آئیگا رامو، میرے تپتے ہوئے ہردے کو اپنے پریم سے کب ٹھنڈک پہنچائے گا ——— تو آئے یا نہ آئے پر تیری بندو سدا تیری ہی بندو رہے گی۔ ——— وہ تیری ہے۔ ساری کی ساری تیری۔

گوپال۔ ٹھیرو تو . . . . یہ . . . .

بندو۔ بس ہو لیا۔ نیچے یہ بول لکھ دیجئے

کب آؤ گے پیتم پیارے، الخ

. . . . بس! . . . پر آپ نے تو کچھ لکھا ہی نہیں۔ یہ بول بُرے ہیں کیا۔ میں نے کل ہی یاد کئے ہیں چھوٹی میم صاحب گا رہی تھیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گوپال۔ میں پوچھتا ہوں، یہ رامو کون ہے؟

بندو۔ رامو۔۔۔۔ (حیا آلود ہنسی) رامو۔۔۔ آپ کیوں پوچھتے ہیں۔۔۔۔ میں نے سب کچھ تو ابھی ابھی کہہ دیا ہے۔

گوپال۔ تو یہ رامو تیرا "وہ"۔۔۔۔ تجھ سے پریم ویم کرتا ہوگا۔

بندو۔ (حیا آلود ہنسی کے ساتھ) آپ تو ہنسی کرتے ہو بابوجی

گوپال۔ پریم کرنا پاپ نہیں، جرم نہیں۔ پھر شرماتی کیوں ہو؟ اس رامو سے تمہارا پریم کب ہوا۔

بندو۔ پچھلے ساون میں۔۔۔ جب بڑی میم صاحب کا بیاہ ہوا۔۔۔۔ لاؤ میرا بستر ——— میں نے آپ کو بہت تکلیف دی۔۔۔ اگر آپ کہیں تو میں ہر روز اس کمرے میں جھاڑو دے جایا کروں۔

گوپال۔ نہیں نہیں۔۔۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔ یہ کوئی تکلیف نہیں ہے۔۔۔ تو اپنا خط۔۔۔ جے رام جی کی۔۔۔ اس کا رامو۔

(کاغذ کی کھڑکھڑاہٹ سنائی دیتی ہے)

(دوسرے دن)

گوپال۔ ساری بات میں تمہیں سنا چکا ہوں کہ کس طرح وہ آئی اور کس طرح اپنے عاشق کے نام خط لکھوا کے لے گئی۔ اب تم اس سے کیا نتیجہ نکالتے ہو؟

حامد۔ یہ کون سا ایسا معمہ ہے جو دماغ پر زور دیا جائے۔ سیدھی بات ہے کہ دو انسان

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایک دوسرے سے پریم کرتے ہیں اور بس . . . .

گوپال ۔ یہ پریم پیدا کس طرح ہو جاتا ہے ؟

حامد ۔ کس طرح ؟ پکنے پر پھل میٹھا کیوں ہو جاتا ہے ؟ آگ پر دودھ اُبلنے کیوں لگتا ہے ؟ بطخ کے بچے پیدا ہوتے ہی تیرنے کیوں لگ جاتے ہیں ؟ تمہاری بندو اور اُس کے رامو میں پریم پیدا ہونے کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ دونوں کے پہلو میں دل ہے جو دھڑکتا ہے ۔ باقی سب کچھ جوانی دکھا دیتی ہے

گوپال ۔ ٹھیک ہے ۔ سب کچھ جوانی ہی سکھاتی ہے اور کوئی چیز نہیں سکھا سکتی ۔ وہ بالکل خوبصورت نہیں ۔ بھدی سی شکل ۔ کالا رنگ ، میلے دانت ، کھردرے کمبل جیسے بال ، موٹے موٹے ہونٹ ، ٹھنگنی سی . . . مگر جوان ضرور ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ جوانی اُس پر نئی نئی آئی ہے ۔

حامد ۔ خدا کرے تمہاری بندو کا رامو اچھا آدمی ہو اور اُس کا پریم جھوٹا نہ ہو مجھے ایسے معاملوں پر اپنے بھائیوں پر اعتبار بالکل نہیں ۔ یہ لوگ مسافروں کی طرح اُس پیڑ کو بالکل بھول جاتے ہیں ۔ جس کی چھاؤں میں اُنہیں آرام ملتا ہے ۔

فیڈ آؤٹ

(اُس گھر کا ایک کمرہ جہاں بندو آیا کا کام کرتی ہے)

بندو ۔ چھوٹی میم صاحب ! بڑے صاحب کہاں ہیں ؟

سوشیلا ۔ اپنے کمرے میں کسی دوست سے باتیں کر رہے ہیں تو ابھی اُس طرف نہیں جا سکتی ۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بندو۔ نہیں مجھے اُدھر نہیں جانے۔ ایک کام آپ سے تھا۔

سوشیلا۔ کیسا کام؟

بندو۔ آپ ہندی پڑھ لیتی ہونا؟

سوشیلا۔ اسکول میں کیا اتنے برس تک گھاس کاٹتی رہی ہوں —— تو کہنا کیا چاہتی ہے؟

بندو۔ نہیں رسان رسان سب کچھ کہتی ہوں —— یہ ایک پتر پڑھ کر سنا دو۔۔

(کاغذ کھولنے کی آواز سنائی دیتی ہے)

سوشیلا۔ کیا پڑھوانا چاہتی ہے تو۔۔ کہاں سے اٹھا لائی یہ کاغذ کا ٹکڑا۔

بندو۔ لکھا کا ہے میم صاحب

سوشیلا۔ (پڑھتی ہے) میرے پیارے، میرے دل سے پیارے رامو۔ تو نے اتنے دنوں سے اپنی بندو کی سدھ کیوں نہیں لی۔۔۔ (ٹھہر جاتی ہے) کون ہے یہ رامو؟

بندو۔ آپ سارا پتر پڑھ کر سنا دو۔۔۔ اپنی بندو کی سدھ کیوں نہیں لی۔۔۔ آگے۔۔۔

سوشیلا۔ وہ برہ کی ماری تارے گن گن کر راتیں کاٹتی ہے۔ ہر سمے اُس کا دھیان تیری ہی طرف ہے۔ وہ سوتی، جاگتی، اٹھتی، بیٹھتی تیرے ہی نام کی مالا جپتی ہے۔ اُس کا تن من تیری ہی یاد میں پڑا رہتا ہے۔ تو کب آئے گا رامو —— تو میرے تپتے ہوئے ہردے کو اپنے پریم سے کب ٹھنڈک پہنچائے گا۔ تو آئے یا نہ آئے تیری بندو سدا تیری ہی بندو رہے گی۔ وہ تیری ہے، ساری کی ساری تیری

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بندو۔ ساری کی ساری تیری ـــــ! بابو نے ایک ایک بول ٹھیک لکھ دیا۔ میں نے لکھوایا تھا

سوشیلا۔ بندو تو نے یہ عشقبازی کب سے شروع کی؟ صاحب کو پتہ لگ گیا تو جھپاک پکڑ کر کوٹھی سے باہر کردیں گے۔

بندو۔ میم صاحب مجھ سے کا کسور ہوا؟

سوشیلا۔ قصور؟ تجھے یہ باتیں کرتے اور دوسروں سے ایسے خط لکھواتے لاج نہیں آتی۔ ٹھہر تو سہی۔ ابھی ساری بات صاحب سے کہتی ہوں۔

بندو۔ آپ تو بے ناحک خفا ہو رہی ہیں۔ میں آپ سے کئی پتر اُس ٹوپ والے بابو کے پاس لے جاتی رہی ہوں۔ وُہ جو سیکل پر آیا کرتا ہے۔ پر میں نے بڑے صاحب سے کبھی کچھ کہا؟

سوشیلا۔ چپ رہ . . . . جا اپنا کام کر۔

(گوپال کا کمرہ۔ دروازہ پر دستک ہوتی ہے)

گوپال۔ کون ہے؟ دروازہ کھلا ہے۔ چلے آؤ (بڑبڑاتا ہے) نہ جانے یہ لوگ جان بوجھ کر میرا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا۔ کیوں دستک دینا شروع کردیتے ہیں؟ حیرت ہے، اسے یہ تو بند ہے۔ آؤ آؤ، چلی آؤ۔

بندو۔ (شرمیلی ہنسی) جی ہاں میں ہوں! . . . بندو!

گوپال۔ تم کو کس کے نام خط لکھوانا ہوگا . . . . ہیں نا!

بندو۔ (شرمیلی ہنسی) جی ہاں . . . . نہیں . . . . جی ہاں . . . جی ہاں لکھوانا ہے ایک

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پتہ یہی ہے پر ۔ ۔ ۔ ۔

گوپال۔ ہاں ہاں کہہ ڈالو ۔ ۔ ۔ اُسی کے نام لکھوانا ہے نا ۔ ۔ ۔ کیا نام بتایا تھا تم نے ۔ ۔ ۔ ہاں ہاں رامو!

بندو۔ جی نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ اب ۔ ۔ ۔ ۔ اب اُس کی طرف سے جواب لکھوانا ہے ؟

گوپال۔ (حیرت سے) کیا !

بندو۔ (گھبراہٹ سے) کچھ نہیں بابوجی۔ کچھ نہیں میں بھول گئی۔ میں یہ کہتی ہوں (تھوک نگلتے ہوئے) میں یہ کہتی ہوں ۔ ۔ ۔ اب اب میں بھول ہی گئی کہ کیا کہنا تھا۔

گوپال۔ حد ہو گئی ہے!

بندو۔ (جلدی سے) ہاں ہاں۔ آگیا یاد۔ آگیا یاد۔ میں یہ کہتی تھی کہ آپ ایک ایسا پتر لکھ دیں۔ ایک ایسا پتر لکھ دیں۔ رامو کو نہیں، کسی کو بھی نہیں۔ کسی کو بھی میرے ہی نام ۔ ۔ ۔ جو پریم سے بھرا ہو جس کو پڑھ کر میری آنکھوں میں آنسو آجائیں ۔ ۔ ۔ مگر میں آپ کو ٹھیک نہیں بتا سکتی۔ میرے من کی بات من ہی میں رہی جاتی ہے ۔ ۔ ۔ پگلی ہوں میں ۔ ۔ ۔ اب میں کیسے سمجھاؤں۔

گوپال۔ تم پگلی نہیں ہو، بلکہ دوسروں کو پاگل بنا رہی ہو

بندو۔ میں مر جاؤں جو آپ سے جھوٹ کہوں ۔ ۔ ۔ ایک بات ہے، ایک بات ہے بابوجی! میں کا بتاؤں کا بات ہے ۔ ۔ ۔ میری جیبھ تو تالو سے چمٹ گئی ہے۔

گوپال۔ سنو بندو! یہ چالبازیاں میرے ساتھ نہ چلیں گی۔ میں شریف آدمی ہوں ۔ ۔ ۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جو کچھ تم نے اپنے اور اپنے رامو کے بارے میں کہا ہے، سب جھوٹ ہے۔ ایک فرضی کہانی ہے۔ تم جھوٹ بول رہی تھیں۔ یہاں آنے کے لئے خط لکھوالے کا تم نے ایک بہانہ بنایا ہے . . . مجھے تمہاری حالت پر ترس آتا ہے۔ اپنی جوانی یوں برباد نہ کرو۔ جاؤ اور خیال رہے کہ پھر کبھی اس کمرے میں داخل ہونے کی جرأت نہ کرنا۔

بندو۔ بابوجی، بابوجی . . . دیکھا وہی ہوا نا جس کا مجھے کھٹکا تھا۔ کہہ نہیں رہی تھی کہ مجھے کوئی بات کرنی آتی . . . (روتی آواز میں) آپ نے مجھے کا کچھ کہہ ڈالا۔ (زیادہ روتی آواز میں) آپ کو کا پتہ کہ میرے من میں کا ہے . . . میں کچھ نہ بتاؤں گی (روتی ہے) . . . (جانے کی آواز . . . دروازہ بند ہوتا ہے)

گوپال۔ ارے . . . حد ہو گئی . . . کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ بات کیا ہے . . . عجیب معمہ ہے . . . بیچاری کیسی بلک بلک کر روئی! کیا پتہ کہ بالکل بے گناہ ہی ہے۔ (زور سے) بندو . . . بندو . . . ادھر آ۔ میں تجھے خط لکھے دیتا ہوں۔ (آہستگی سے) چلی گئی۔

(چند سیکنڈ خاموشی طاری رہتی ہے۔ اس دوران میں ٹائم پیس کی ٹک ٹک سنائی دیتی ہے)

گوپال۔ میں واقعی اس کے ساتھ بہت تیزی سے پیش آیا۔ مجھے معافی مانگنا چاہئے

(جانے کی آواز . . . دروازہ کھلتا ہے اور بند ہوتا ہے)

(قدموں کی چاپ، پھر دستک۔ پھر دروازہ کھلنے کی آواز۔ پھر بند کرنے کی آواز)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گوپال۔ بندو۔۔۔ بندو!

بندو۔ (روتی آواز میں) جی!

گوپال۔ تم رو رہی ہو!

(بندو زور زور سے رونا شروع کر دیتی ہے)

گوپال۔ بندو۔۔۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے!

بندو۔ (رونا بند کر دیتی ہے اور ہچکیاں لیتی ہے) مجھے کچھ بھی نہیں ہوا۔۔۔ میں پگلی ہوں۔۔۔ مورکھ۔۔۔ پر اس میں آپ کا بگڑتا ہی کیا ہے۔ سب پریم کرتے ہیں، سب پریم کرتے ہیں۔۔۔ کون پریم نہیں کرتا۔

گوپال۔ کرتے ہیں۔۔۔۔

بندو۔ تو میں بھی کرتی ہوں۔۔۔ اپنے رامو سے پریم کرتی ہوں۔۔۔ اپنے رامو سے پریم کرتی ہوں جو بس میرے من ہی من میں ہے۔۔۔ دوسرے ان سے پریم کرتے ہیں جو گھروں میں رہتے ہیں، چلتے پھرتے ہیں، بولتے ہیں، پر میرا رامو ان جیسا نہیں۔۔۔ میں نے اس کو اپنا بنایا ہے۔۔۔ نہ کوئی بندو ہے نہ کوئی رامو۔۔۔ سب کچھ میں ہوں۔۔۔ صرف میں۔

گوپال (حیرت میں) کیا کہا۔۔۔ یعنی رامو وامو کوئی نہیں۔۔۔ اور بندو!

بندو۔ میں ہوں۔

گوپال۔ بندو تم ہو اور رامو سرے سے کوئی ہے ہی نہیں۔۔۔ آخر تم اپنا کیا چاہتی ہو

بندو۔ کچھ نہیں (کاغذ کی کترنیں کترا ہٹ) یہ لو اپنا لکھا ہوا پتر! آپ دوسرا پتر نہ لکھ کر دو! میں کہیں اور سے لکھوا لوں گی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گوپال۔ (کاغذ کھڑکنے کی آواز) اسے یہ تو وہی خط ہے جو تم نے اپنے رامو کے نام مجھ سے لکھوایا تھا۔ . . . آخر یہ قصہ کیا ہے، میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آتا ــــ تم اور خط کیوں لکھوانا چاہتی ہو جب تم نے اسے ابھی تک ڈاک میں نہیں ڈالا

بندو۔ میں اسے بھیجوں کہاں ؟

گوپال۔ کیسے بھیجو . . . . رامو کو اور کس کو ؟

بندو۔ اب میں کتنی بار کہوں کہ یہ رامو کوئی بھی نہیں ہے . . . . میں جانتی ہوں کہ آپ ہنسوگے۔ دنیا ہنسے گی۔ پر اس میں کسی کا بگڑتا کیا ہے کہ میں اس کو پتر لکھواتی ہوں۔

گوپال۔ کس کو ؟

بندو۔ رامو کو اور کس کو ؟

گوپال۔ (کاٹ کر) تم ابھی تو کہہ رہی تھیں کہ رامو کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔

بندو۔ اب میں کیسے سمجھاؤں۔ گر کوئی رامو نہیں تو میں کروں کا۔ اس میں میرا کا کسور، میں نے تو اسے اپنے من میں بنا لیا ہے۔ وہ ہویا نہ ہو اس سے مجھے کا. پر تو یہی سمجھتی ہوں کہ وہ ہے میرے جیتا جاگتا، چلتا پھرتا، جیسے میں اس سے پریم کرتی ہوں ویسے ہی وہ مجھ سے پریم کرتا ہے۔ میں اس کو پتر لکھواتی ہوں، مانو وہ سچ مچ ہے اور وہ جواب بھی دیتا ہے . . . . آپ نے یہ پتر اس کے نام لکھا تھا میں نے اسے چھوٹی میم صاحب سے پڑھوایا اور سنا۔ اور یہ سمجھی کہ وہ میرے سامنے کھڑا ہے اور مجھ سے پریم بھری باتیں کر رہا ہے۔ پھر میں نے جی میں کہا کہ اب رامو کی طرف سے اس کی بندو کے لئے جواب بھی لکھے اور آپ سے پتر لکھنے کو کہا۔ . . . بس ساری بات یہی ہے۔ کیوں آپ کی سمجھ میں نہیں آتی . . . .

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اب اگر آپ سمجھ گئے ہیں تو بتاؤ اس میں کس کا گھڑنا کا ہے۔ جو میں اپنے رام سے پریم کرتی ہوں جو اس سنسار میں نہیں پر میرے من میں رہتا ہے ۔

فیڈ آؤٹ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ممتا کی چوری

افراد:-

مسٹر بھاٹیہ
مسز بھاٹیہ
گوپال (گوپو) مسٹر اور مسز بھاٹیہ کا کمسن لڑکا
چیلا . . . . گوپال کی استانی
ڈاکٹر

(پانی میں ہاتھ دھونے کی آواز)

ڈاکٹر: بچے کو زبردست انفکشن ہو گئی ہے۔ اگر اس کی اچھی طرح تیمارداری اور خبرگیری نہ کی گئی تو مجھے اندیشہ ہے . . . .

www.iqbalkalmati.blogspot.com

چمپلا۔ نہیں نہیں۔۔۔ کسی بات کا اندیشہ نہیں ہے۔ آپ مطمئن رہیں ڈاکٹر صاحب۔ ہدایتوں کی ٹھیک ٹھیک تیمارداری کی جائے گی ۔۔۔ یہ لیجئے تولیہ

(بچہ بخار میں ہوں ہوں کرتا ہے)

چمپلا۔ گوپو ۔۔۔ گوپو ۔۔۔ میں تیری ستائی ہوں بیٹا ۔۔۔ کیا تو آج سبق نہیں پڑھے گا مجھ سے ۔۔۔ اور تیرے لئے کچی لوجا ہے بیٹا ۔۔۔ نہیں نہیں کل چلیں گے کل تو بالکل ٹھیک ہو جائے گا

ڈاکٹر۔ باتیں کرنے سے بچے کو تکلیف ہوگی۔

چمپلا۔ بہت اچھا ڈاکٹر صاحب میں باتیں نہیں کروں گی۔ پر میں اس کے پاس بیٹھ تو سکتی ہوں۔ یہ خود چاہتا ہے کہ میں اس کے پاس بیٹھی رہوں

ڈاکٹر۔ تو بھاٹیہ صاحب جو ہدایات میں دے چکا ہوں۔ ان پر ضرور عمل کیا جائے۔

بھاٹیہ۔ بہت بہتر ڈاکٹر صاحب

(چلنے کی آواز ۔۔۔ پھر دروازہ کھلتا ہے)

مسز بھاٹیہ۔ ڈاکٹر صاحب، بتائیے میرے بچے کا کیا حال ہے ۔۔۔ بچ جائے گا نا ۔۔۔ خطرے کی کوئی بات نہیں ہے ۔۔۔ اور ۔۔۔ اور ۔۔۔ اور ۔۔۔ لیکن یہ کیا ظلم ہے کہ مجھے اس کے پاس جانے سے منع کیا جاتا ہے (جذبات کی رو میں بہہ کر) کیا میں اس کی ماں نہیں۔ کیا وہ میرا بیٹا نہیں ۔۔۔ وہ عورت ۔۔۔ کیا وہ عورت تاعدے کے چند حروف پڑھا کر اس کی ماں بن گئی ہے ۔۔۔۔۔۔ چند روز باغ میں لیجا کر کیا اس عورت کے دل میں ممتا پیدا ہو گئی ہے؟ ۔۔۔۔ میری اولاد پر اسے کیا حق ہے ۔۔۔۔ کب تک وہ میرے ہی گھر میں میری چیزوں پر قابض رہے گی ۔۔۔۔ میں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کب تک یہ اذیت برداشت کرتی رہوں گی۔

ڈاکٹر۔ (سنجیدگی کے ساتھ) بچے کی حالت نازک نہیں ہے لیکن وہ خطرے سے باہر بھی نہیں

بہت احتیاط کی ضرورت ہے ـــــ ہاں تو بھاٹیہ صاحب میں اب اجازت چاہتا

ہوں

مسز بھاٹیہ۔ اور . . . اور یہ سب احتیاط صرف وہی عورت کر سکتی ہے . . . میں

بالکل ناکارہ ہوں محض اتفاق ہے کہ میں اُس کی ماں ہوں۔ ورنہ وہی عورت اُسکی

سب کچھ ہے (سسکیاں) . . . میں . . . میں کتنی دُکھی ہوں۔

بھاٹیہ۔ ڈاکٹر صاحب! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ اُمید ہے شام کو آپ ضرور تشریف لائینگے

ڈاکٹر۔ ایک ایک گھنٹے کے بعد دوا دینا نہ بھولئے گا اور دودھ بھی . . . .

بھاٹیہ۔ آپ مطمئن رہیں۔ گوپال کی اتنی نہ بنتا ہے۔ اُسے سب کچھ یاد رہے گا

(دروازہ کھولنے اور بند کرنے کی آواز . . . ڈاکٹر چلا جاتا ہے)

مسز بھاٹیہ۔ تم یہ جھگڑا ہی ختم کیوں نہیں کر دیتے ـــــ یہ نئی بلا جو تم نے پالی ہے

اُس کے ہو رہو اور مجھے زہر دے کر ہلاک کر دو ـــــ یہ روز روز کی دانتا

کِلکِل تو ختم ہو۔ میرا تو اس گھر میں ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ یہ چھیلا جب سے آئی ہے۔

ایسا جادو اس نے تم پر کیا ہے کہ میں کیا کہوں۔ اب تو گھر پر اسی کا راج ہے میں

کون ہوں میں نہ تیرہ میں نہ تین کی گر رہی ہوں ـــــ تم تو خیر اس کے ہو ہی گئے تھے پر

اس موئی نے تو میرے بچے پر بھی قبضہ جما لیا ہے ـــــ اب بتاؤ میں کہاں جاؤں

بھاٹیہ۔ (بڑی متانت اور ٹھنڈے دل سے) میں تم سے بارہا کہہ چکا ہوں اور اب

پھر کہتا ہوں کہ تم بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ یہ گھر بار سب تمہارا ہے۔ بچہ بھی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تنہا ہے۔ جس عورت کا تم بار بار ذکر کرتی ہو۔ وہ تمہاری نوکر ہے ـــــ تمہارے بچے کو اُس نے دنوں میں سدھار دیا ـــــ اب بیماری میں وہ اُس کی خبرگیری کر رہی ہے۔ اس کے لئے تمہیں اُس کا شکرگذار ہونا چاہئے۔

مسز بھاٹیہ۔ تم اُس کی وکالت کیوں کرتے ہو؟ ـــــ تم کیوں اُس کی اصلی خواہشوں پر پردہ ڈالتے ہو ـــــ کیا یہ جھوٹ نہیں کہ جب سے وہ اس گھر میں داخل ہوئی ہے۔ تم مجھ سے بالکل بے پروا ہو گئے ہو۔ تم اب مجھ سے بات کرنے کے بھی روادار نہیں ـــــ اور کیا یہ جھوٹ ہے کہ بچے کو ایک ایک گھنٹے تم اس حرافہ کے ساتھ باغ میں ٹہلتے رہتے ہو؟ ـــــ جب وہ بچے کو سبق پڑھاتی ہے تو گھنٹوں تم اس کے پاس بیٹھے رہتے ہو۔ کیا یہ غلط ہے؟ ـــــ کیا یہ سب اس چڑیل کی کارستانی نہیں ـــــ اس ذلیل عورت کو جو فاحشہ سے بھی بدتر ہے ...

مسٹر بھاٹیہ۔ پاربتی ـــــ بند کرو اس بکواس کو (غصے کو دبا کر) تم ... تم ... اب میں تم سے کیا کہوں۔ میری زندگی تم نے اجیرن کر دی ہے۔

مسز بھاٹیہ۔ (طعن آمیز لہجے میں) میں تو بہت سُکھی ہوں ـــــ میری زندگی تو بڑے آنند میں گزر رہی ہے۔

مسٹر بھاٹیہ۔ بھگوان کے لئے اب یہ سونہا کھیتی بند کرو

مسز بھاٹیہ۔ زور صرف مجھی پہ چلتا ہے۔ لیکن سُن لو، جب تک یہ عورت گھر میں موجود ہے، میری زبان چلتی رہے گی۔ مجھے دُکھ دینے کے لئے جب تم یہ عورت یہاں لے آئے ہو تو میں بھی تمہیں ایک لمحے کے لئے چین نہ لینے دوں گی ـــــ اور اس عورت ـــــ اور اس عورت کو پرماتما سزا دے گا۔ جس نے میرے بسے بسائے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گھر کو برباد کیا ہے۔ جس نے میرا پتی دن دہاڑے مجھ سے چھین لیا ہے۔

مسٹر بھاٹیہ۔ میں اب دفتر جا رہا ہوں۔ زیادہ باتیں کرنے کے لئے میرے پاس وقت نہیں ——— تم چاہو تو دوسرے کمرے میں اپنے لڑکے کے پاس جا سکتی ہو۔

مسز بھاٹیہ۔ میں نہیں جاؤں گی

مسٹر بھاٹیہ۔ یہ اور بھی اچھا ہے

(دروازہ کھولنے اور بند کرنے کی آواز ——— بھاٹیہ چلا جاتا ہے ——— مسز بھاٹیہ چند لمحات تک اضطراب کی حالت میں ٹہلتی ہے)

مسز بھاٹیہ۔ چپلا ——— چپلا

(دروازہ کھولنے کی آواز)

چپلا۔ میں نے آپ کی آواز سن لی تھی۔ ناحق آپ نے دوسری مرتبہ زور سے پکارا ——— گوپو جاگ پڑا۔

مسز بھاٹیہ۔ پھر سو جائے گا۔ کوئی حرج نہیں

چپلا۔ بڑی مشکل سے بیچارے کی آنکھ لگی تھی

مسز بھاٹیہ۔ گوپو سے تمہیں بہت پیار ہے؟

چپلا۔ جی ہاں

مسز بھاٹیہ۔ کیوں؟

چپلا۔ مجھے اس سے پیار ہے۔ میں دل سے اسے چاہتی ہوں ——— کیوں؟ اس کا میں آپ کو کیا جواب دوں۔

مسز بھاٹیہ۔ کیا مجھے اس سے محبت نہیں؟

www.iqbalkalmati.blogspot.com

چیپلا۔ آپ کو مجھ سے زیادہ اِس کا علم ہونا چاہیے
مسنز بھاٹیہ۔ کیا میں اُس کی ماں نہیں؟
چیپلا۔ آپ یقیناً اُس کی ماں ہیں۔
مسنز بھاٹیہ۔ تم اُس کی کیا ہوتی ہے؟
چیپلا۔ اُستانی جس کو آپ نے مقرر کیا ہے۔
مسنز بھاٹیہ۔ میں نے تمہیں مقرر نہیں کیا۔ میرے پتی نے تمہیں نوکر رکھا ہے۔
چیپلا۔ میں بھاٹیہ صاحب اور آپ میں کوئی فرق نہیں سمجھتی۔ میں آپ کی بھاٹیہ صاحب اور گوپو تینوں کی خدمتگار ہوں۔ میرا کام خدمت کرنا ہے۔
مسنز بھاٹیہ۔ جیسی خدمت تم میرے پتی کی کر رہی ہو۔ اُس سے پتہ چلتا ہے کہ تم اپنے فن میں ضرورت سے زیادہ مہارت رکھتی ہو۔
چیپلا۔ میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی۔
مسنز بھاٹیہ۔ میرے مُنہ میں بھاٹیہ صاحب کی زبان ہوتی تو میرا مطلب فوراً تمہاری سمجھ میں آ جاتا ——— تم . . . .
چیپلا۔ فرمائیے۔
مسنز بھاٹیہ۔ (لہجہ بدل کر) دیکھو چیپلا میں عورت ہوں۔ تم بھی عورت ہو آؤ کھل کر باتیں کریں۔ وہ پردہ اُٹھا دیں جو ہمارے درمیان حائل ہے
چیپلا۔ آقا اور نوکر کے درمیان پردہ ہی کیا ہو سکتا ہے۔
مسنز بھاٹیہ۔ انجان بننے کی کوشش نہ کرو ——— میں تم سے ایک التجا کرنا چاہتی ہوں . . . میں تم سے کچھ مانگنا چاہتی ہوں۔ مجھے مانگنے دو۔ مجھے التجا کرنے دو۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

—— دیکھو جب سے تم اس گھر میں آئی ہو۔ میری زندگی بالکل اجیرن ہو گئی ہے۔
میرا پتی مجھ سے چھن گیا، میرا بچہ بھی میرا بچہ نہ رہا —— یہ سب کچھ تم نے لے لیا
—— وہ تمام چیزیں جن کی ملکیت سے عورت بیوی بنتی ہے۔ ایک ایک کر کے
تم مجھ سے چھین چکی ہو۔ اس گھر میں جو کبھی میرا تھا، میں اجنبی مہمانوں کی سی زندگی بسر
کر رہی ہوں —— دیکھو تم عورت ہو۔ ایک مظلوم عورت تم سے بھیک مانگتی ہے۔
اس کو وہ تمام چیزیں بخش دو جو اتفاق سے تمہارے ہاتھ آ گئی ہیں۔

چمپلا۔ (جذبات پر قابو پا کر) آپ . . . . آپ . . . . اب میں آپ سے کیا کہوں۔ آپ
ایک شریف عورت کو بیکار بدنام کر رہی ہیں۔

مسز بھاٹیہ۔ (چڑ کر) شریف عورت . . . . آہ، تمہاری شرافت —— تم عورت
نہیں ڈائن ہو۔ لیکن میں پوچھتی ہوں۔ کب تک تم ان چیزوں کو اپنی ملکیت بنائے رکھو گی
جن پر تمہارا کوئی حق نہیں۔ کب تک تم اس گھر میں فساد برپا کئے رکھو گی ——
کب تک —— کب تک —— کب تک تم اُن بجلیوں سے بچی رہو گی جو آکاش میں
تم ایسی ناپاک عورتوں پر گرنے کیلئے تڑپتی رہتی ہیں۔

چمپلا۔ (کوئی فیصلہ کرنے کے انداز میں) آپ کیا چاہتی ہیں۔

مسز بھاٹیہ۔ میں تمہارے مُنہ پر تھوکنا چاہتی ہوں —— میں چاہتی ہوں کہ یہ
دُنیا تمہارے وجود سے پاک ہو جائے۔ میں چاہتی ہوں کہ جو دکھ تم نے مجھے دیے
ہیں۔ تمہارے حلق میں ہچکی بن کر اٹک جائیں —— میں بہت کچھ چاہتی ہوں
—— میں چاہتی ہوں کہ گوپال مجھے اپنی ماں کہے —— میری بیچارگی دیکھو
کہ میں کیا چاہتی ہوں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

چپلا۔ گوپال کی ماں آپ کے سوا اور کون ہو سکتی ہے۔
مسز بھاٹیہ۔ تم ۔۔۔ تم ۔۔۔ جس نے میری ممتا پر بھی قبضہ جمالیا۔
چپلا۔ (معنی خیز لہجے میں) ممتا چرائی نہیں جا سکتی۔ آپ نے خود کہیں کھو دی ہوگی۔
مسز بھاٹیہ۔ میں تم سے بحث کرنا نہیں چاہتی۔ ایک سودا کرنا چاہتی ہوں ۔۔۔ مجھ سے
کچھ زیورات لے لو اور یہاں سے چلی جاؤ۔ ان سے کہہ دینا میں اپنی مرضی سے جا رہی ہوں
چپلا۔ کیا اس سے آپ کا اطمینان ہو جائیگا۔
مسز بھاٹیہ۔ (خوش ہو کر) تو میں تمہیں زیور اور روپے لا دوں؟
چپلا۔ جی نہیں، مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ آپ نے مجھے نوکر رکھا اور اب نکال دیا۔
اس میں سودا کرنے کی نوبت ہی کہاں آتی ہے۔ میں آج ہی چلی جاؤں گی اور یہ افسوس
ساتھ لیتی جاؤں گی کہ آپ نے مجھے شک کی نظروں سے دیکھا ۔۔۔ گوپال آپ ہی کا ہے
پرماتما کرے کہ وہ تندرست ہو جائے اور آپ کی گود ہری رہے۔

(کلاک بجتا ہے)

مسٹر بھاٹیہ۔ (اپنی بیوی کو آواز دیتا ہے) پاربتی ۔۔۔ پاربتی
مسز بھاٹیہ۔ (روکھے پن سے) کیا ہے؟
مسٹر بھاٹیہ۔ چپلا کہاں ہے ۔۔۔ بچے کو اس نے دوا کیوں نہیں پلائی
مسز بھاٹیہ۔ مجھے کیا معلوم، اپنے کمرے میں ہوگی۔
مسٹر بھاٹیہ۔ کیا کر رہی ہے
مسز بھاٹیہ۔ اندر جا کے دیکھ لو۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مسٹر کھاٹیہ۔ دیکھتا ہوں

(چلتا ہے اور دروازہ کھول کر دوسرے کمرے میں جاتا ہے)

بھاٹیہ۔ چپلا یہ تم کیا کر رہی ہو ـــــ یہ اسباب وغیرہ تم نے کیوں باندھا ہے

چپلا۔ میں جا رہی ہوں

بھاٹیہ۔ کہاں؟

چپلا۔ جہاں سے آئی تھی

بھاٹیہ۔ کوئٹے میں بھونچال کے بعد تمہارا کون باقی رہا ہے

چپلا۔ کہیں اور چلی جاؤں گی

بھاٹیہ۔ تم نے تو وعدہ کیا تھا کہ گوپال کو چھوڑ کر کبھی نہ جاؤ گی۔ جانتی ہو۔ وہ تمہیں کتنا چاہتا ہے۔

چپلا۔ یہ اُس کی غلطی ہے۔ اُس کو اپنی ماں سے محبت کرنی چاہیئے۔

بھاٹیہ۔ (تھوڑی دیر خاموش رہ کر) معلوم ہوتا ہے۔ اُس کی ماں سے تمہاری گفتگو ہوئی ہے۔ لیکن اُس سے تم نے یہ کہا ہوتا کہ ماں کو بھی اپنے بچے سے محبت کرنی چاہیئے ـــــ تم نے اُس سے یہ تو پوچھا ہوتا کہ ماں بننے کا خیال اب یکایک اُس کے دل میں کیوں پیدا ہو گیا ہے۔

چپلا۔ میں نوکر ہوں بھاٹیہ صاحب۔ ایسے گستاخانہ سوال میری زبان پر کبھی نہیں آ سکتے

بھاٹیہ۔ لیکن وہ عورت ـــــ لیکن وہ عورت . . . . آہ۔ اس عورت نے مجھے کتنا تنگ کیا ہے ـــــ جب تم یہاں نہیں تھیں تو وہ سمجھتی تھی کہ میں نے باہر ہی باہر کئی عورتوں سے تعلقات قائم کر رکھے ہیں۔ اب تم یہاں ہو تو ـــــ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تو ——— اب میں تم سے کیا کہوں کہ وہ کیا سمجھتی ہے ——— میں بہت شرمندہ ہوں چمپلا کہ میرے گھر میں تمہیں ایک بے وقوف عورت کے ہاتھوں دُکھ پہنچا ہے۔

چمپلا۔ انہیں شک ہے

بھاٹیہ۔ ہر چیز کو شک کی نظروں سے دیکھ دیکھ کر اب وہ ناقابلِ برداشت حد تک شکی ہوتی ہے ——— اس کی حالت قابلِ رحم ہے ——— وہ مریض ہے ——— وہم اس کو مرض بن کے چمٹ گیا ہے۔ وہ لاعلاج ہے ——— شادی کے بعد دو چار ہی ہفتے اس نے مہندی لگے ہاتھوں سے میرا منہ نوچنا شروع کر دیا تھا۔ میں ایک مصروف آدمی ہوں۔ سارا دن دفتر میں سر کھپاتا رہتا ہوں۔ یقین مانو تمہارے یہاں آنے سے پہلے میں گھر آتے وقت ڈرتا تھا۔ بہت خوف کھاتا تھا ——— اس کی دیوانگی کا اثر اگر صرف میری ذات ہی پر ختم ہو جاتا تو شاید میں برداشت کر لیتا مگر اس کی بیوقوفیوں نے میرے بچے کا بھی ستیاناس کر دیا۔ اس کی عادات خراب ہو گئیں ——— میں نے پرماتما کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا کہ اس نے تم جیسی دیوی کو میرے گھر بھیج دیا۔ تمہارے آنے سے میری بہت سی پریشانیاں دور ہو گئیں۔ بچے کو تم نے سنبھال لیا۔ اس کو پیار محبت کی ضرورت تھی۔ سو تم نے دنوں ہی میں اسے اپنا گرویدہ بنا لیا مگر اب تم جا رہی ہو . . . . .

چمپلا۔ جی ہاں، جا رہی ہوں

بھاٹیہ۔ ٹھیک ہے۔ لیکن میرے بچے کا کیا ہوگا۔ وہ عورت تو مجھے اور اسے دونوں کو اپنی حماقتوں سے ہلاک کر دے گی (وقفہ) تم نہیں جاؤ گی ——— تم یہیں رہو گی۔ آخر اس گھر پر میرا بھی تو کچھ حق ہے۔ میرے منہ میں بھی تو زبان ہے۔ سالہا سال تک میں نے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اپنے اختیارات سے کام نہیں لیا۔ لیکن اب مجھے لینا پڑے گا۔

چیلا۔ بھاٹیہ صاحب! آپ اس جھگڑے کو طول نہ دیجئے —— میں نہیں چاہتی کہ آپ میں اور اُن میں میری وجہ سے کشیدگی پیدا ہو۔

بھاٹیہ۔ یہ کشیدگی اب پیدا نہیں ہوئی۔ تمہارے آنے سے پہلے ہی اس گھر میں موجود تھی۔ —— میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ ابھی کچھ دن ٹھہر جاؤ —— کوڑا اچھا ہو جانے تو کیا پتہ ہے کہ اس کی ماں بھی سمجھ جائے —— میں جانتا ہوں کہ اس کی باتوں سے تمہیں بہت دُکھ پہنچا ہو گا اور . . . اور تم کو زبردستی یہاں ٹھہرانے کا مطلب یہ ہے کہ مزید توہین برداشت کرنے کے لئے تمہیں مجبور کیا جائے مگر . . . مگر . . . نہیں چیلا تم نہیں جاؤ گی —— تمہارے انکار سے مجھے صدمہ ہو گا —— کھول دو اپنا اسباب۔

(دروازہ کھول کر دوسرے کمرے میں چلا جاتا ہے)

بھاٹیہ۔ پاربتی، تمہیں یہ سُن کر خوشی ہو گی کہ چیلا اب نہیں جائے گی۔ اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا ہے

مسز بھاٹیہ۔ (طنز بھرے لہجے میں) مجھے بہت خوشی ہوئی ہے

بھاٹیہ۔ اور دیکھو، اگر تم نے اس کی توہین کی یا سے اپنی وہم پسند طبیعت کا نشانہ بنایا . . .

مسز بھاٹیہ۔ (تیزی سے) تو . . . تو کیا ہو گا . . . تم مجھے دھمکانے کیا ہو —— کیا کرو گے تم؟ —— مجھے دھکے مار کر باہر نکال دو گے؟ —— مجھے مار ڈالو گے؟ کیا کرو گے؟

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بھاٹیہ۔ میں ایک بار پھر تمہارے لئے دعا کروں گا۔

مسز بھاٹیہ۔ مگر تم اس عورت کو نہیں چھوڑو گے۔ اس کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو گے جو تمہارا دل نہ جانے کن اداؤں سے موہ چکی ہے جو کوٹھے میں بھونچال لاکر اب اس گھر میں زلزلہ برپا کر رہی ہے ——— مگر یاد رکھو . . . .

بھاٹیہ۔ (بلند آواز میں، غصے کے ساتھ) پاربتی۔ اس بے . . . بیہودہ بکواس کو بند کرو ——— میں . . . میں ——— کچھ نہیں، پرماتما تمہاری حالت پر رحم کرے

——— (فرش پر اضطراب کے ساتھ ٹہلنے کی آواز)

بھاٹیہ۔ اب خوش ہو گئیں کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا ——— وہ عورت جس نے تمہارے خیال کے مطابق نہ جانے کن اداؤں سے میرا دل موہ لیا تھا، تمہارے بچے پر اپنی جان قریب قریب فنا کر چکی ہے ——— اس کی زندگی اور موت میں اتنا وقت بھی باقی نہیں کہ وہ تمہارے ظلم و ستم کے خلاف آواز بلند کر سکے ——— تمہیں کوئی بددعا ہی دے سکے۔

مسز بھاٹیہ۔ میرا کیا قصور ہے؟

بھاٹیہ۔ تم نے ہر وقت اس کی توہین کی۔ اس کی ہر نیکی، ہر اچھائی کو تم نے اپنی لعنتی نظروں سے دیکھا ——— اف جب میں اس کا تصور کرتا ہوں کہ تم نے ایک پاک اور معصوم عورت پر کیچڑ اچھالی ہے تو میری آتما کانپ اٹھتی ہے ——— مگر تمہاری آتما کہاں ہے؟ ——— تمہارا ضمیر کہاں ہے ——— جاؤ جاؤ میری آنکھوں سے دور ہو جاؤ ——— تم قاتل ہو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تمہارے ہاتھ مجھے اس بے گناہ عورت کے خون میں آلودہ نظر آتے ہیں۔
مسز بھاٹیہ۔ کیا پتہ ہے بچ جاتے
بھاٹیہ۔ اب وُہ کیا بچے گی ـــــ ڈاکٹر جواب دے چکا ہے۔ تمہارے بچے کو موت سے بچا کر وُہ خود اُس کے مُنہ میں چلی گئی ہے ـــــ اب کچھ نہیں ہو سکتا ـــــ کاش میں نے اُسے اُسی روز جانے دیا ہوتا۔ میرا اُس پر کوئی زور تو تھا ہی نہیں مگر وُہ میرے کہنے پر رضامند ہو گئی۔ اس لئے کہ گوپو سے اُسے پیار تھا۔ وُہ پیار جو تمہارے دل میں ہونا چاہئے تھا۔ گوپو کو اُس کے دل میں نظر آیا۔ وُہ بچ گیا اور وُہ موت جو تمہیں آنا چاہئے تھی۔ اُسے آ گئی۔
گوپال۔ (دوڑتا ہوا آتا ہے) پتاجی ـــــ پتاجی ـــــ اُستانی جی کہاں ہیں؟
بھاٹیہ۔ گوپال جاؤ تم باہر کھیلو۔ تمہاری اُستانی بیمار ہے۔
گوپال۔ مَیں بیمار تھا تو وُہ میرے پاس بیٹھی رہتی تھیں۔ اب مَیں اُن کے پاس بیٹھوں گا پتاجی!
بھاٹیہ۔ ہاں، ہاں ـــــ لیکن تم اب باہر جاؤ۔
(گوپال چلا جاتا ہے ـــــ کچھ وقفے کے بعد)
مسز بھاٹیہ۔ مجھے اجازت ہو تو میں چپلا کو دیکھنا چاہتی ہوں۔
بھاٹیہ۔ اس اجازت کی ضرورت تمہیں کیوں محسوس ہوئی ـــــ جاؤ، دیکھاؤ ـــــ مگر تمہارے دیکھ آنے سے کیا اُس کا دل تمہاری طرف سے صاف ہو جائے گا ـــــ وُہ خراشیں جو تم اُس کے دل و دماغ پر پیدا کر چکی ہو۔ یوں ایک بار دیکھنے سے مٹ تو نہیں جائیں گی ـــــ جاؤ، ممکن ہے۔ وُہ تمہیں معاف

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کرتے۔ تم نے اُسے بہت دُکھ پہنچایا ہے۔ میں تو خیر تمہاری حماقتوں کا عادی ہو چکا تھا مگر ایک اجنبی اور آفت رسیدہ عورت کے لئے جو اچھے دن دیکھ چکی ہو، تمہارے ہسٹیریا کے دورے ناقابل برداشت تھے۔

(وقفے کے بعد دروازہ کھولنے کی آواز ——— مسز بھاٹیہ دوسرے کمرے میں جاتی ہے)

مسز بھاٹیہ۔ چپلا ——— چپلا ——— میں آئی ہوں

چپلا۔ (مُردہ آواز میں) آئیے ——— آئیے ——— مگر یہاں آپ کہاں جگہ بیٹھیں گی۔

مسز بھاٹیہ۔ میں یہاں تمہاری چارپائی پر بیٹھ جاؤں گی ——— تم اُٹھنے کی کوشش نہ کرو ——— لیٹی رہو۔

چپلا۔ مگر۔ . . مگر۔ . . نہیں، نہیں۔ آپ کو میرے پاس نہیں بیٹھنا چاہیئے۔ یہ بیماری بڑی چھوت ہے ——— نہیں، نہیں۔ آپ دور ہی کھڑی رہیں اور جلدی باہر چلی جائیں۔

مسز بھاٹیہ۔ مجھے کچھ نہیں ہوگا۔ اگر کچھ ہو بھی گیا تو مجھے افسوس نہ ہوگا ——— میں تم سے معافی مانگنے آئی ہوں۔

چپلا۔ معافی؟ . . . کیسی معافی؟ . . . آپ مجھے شرمندہ کر رہی ہیں۔

مسز بھاٹیہ۔ میں نے غلط فہمی میں تم سے کئی بار ایسی باتیں کی ہیں جن سے یقیناً تمہیں بہت دُکھ پہنچا ہے۔ اب سوچتی ہوں۔ اگر میں تمہاری جگہ پر ہوتی تو میرے دل کی کیا حالت ہوتی۔

چپلا۔ میری جگہ پر آپ ہوتیں تو . . . تو حالات یہ نہ ہوتے ——— لیکن آپ میری

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جگہ پر کیوں ہوتیں ؛ ہر آدمی کے لئے ایک جگہ مقرر ہے ، میرے لئے یہی جگہ مقرر تھی جہاں آ کر مجھے اپنی زندگی کے سب سے بڑے پاپ کا پرائشچت کرنا تھی

مسز بھاٹیہ ۔ پاپ . . . . پرائشچت ۔

چپلا ۔ میں اب سوچتی ہوں ۔ اگر یہاں سے میں اس روز چلی جاتی تو میرے من کی من ہی میں رہ جاتی ۔ کوئی زمانہ تھا کہ میں بھی آپ ہی کی طرح تھی ، میرا پتی تھا جو آپ کے پتی ہی کی طرح بڑا شریف کاروباری آدمی تھا مگر میری حاسد اور بات بات پہ شک کرنیوالی طبیعت کا بُرا ہو کہ میں نے اُس کو ہمیشہ پریشان رکھا ——— وہ جی ہی جی میں کڑھتا تھا ، میں ہر گھڑی اُس کو جلی کٹی سناتی مگر وہ چُپ رہتا ——— اُس کو خاموش دیکھ کر میں سمجھتی ۔ چونکہ یہ مجرم ہے ۔ اس لئے کوئی بات اس کی زبان پر نہیں آتی . . . . .

مسز بھاٹیہ ۔ یہ تو میری ہی کہانی ہے . . . .

چپلا ۔ گوپال جیسا میرا بھی ایک بچہ تھا اور میری طرح اُس کی بھی ایک اُستانی تھی جس پر میں شک کرتی تھی ——— کئی جھگڑے ہوئے ، میں نے اپنے پتی اور اپنی دونوں کی زندگی کو نرگ بنا دیا تھا . . . اور . . . . اور اس کا انجام یہ ہوا کہ اس معصوم عورت نے جو میرے بچے کو مجھ سے زیادہ عزیز سمجھتی تھی کچھ کھا لیا اور مر گئی ——— اس کے بعد بھونچال آیا اور بچہ اور اس کا باپ دونو ہمیشہ کے لئے مجھ سے جدا ہو گئے ——— لیکن اب ——— اب میں بھی اُن کے پاس جا رہی ہوں ۔

مسز بھاٹیہ ۔ (اشک آلود آواز میں) نہیں ، نہیں ، تم زندہ رہو گی ——— میں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تمہیں اپنی بہن بنا کے اپنے پاس رکھوں گی۔ عین اُس وقت جبکہ میری آنکھیں کھلی ہیں۔ تم اِن سے اوجھل نہیں ہو سکتی ہو۔

چیپلا۔ مَیں بہت خوش ہوں کہ اپنی آتما کا بوجھ ہلکا کرنے کے ساتھ میں نے ایک اچھا کام بھی کر دیا ـــــ بھاٹیہ صاحب اور آپ دونوں خوش رہیں۔ آپ کی زندگی پرماتما کرے سورگ بن جائے ـــــ لیکن آپ جائیے ـــــ زیادہ دیر یہاں نہ ٹھہرئیے ـــــ ایسا نہ ہو ـــــ ایسا نہ ہو ـــــ (آواز ڈوب جاتی ہے)

مسز بھاٹیہ۔ چیپلا ـــــ چیپلا . . . .

(دردناک سُروں میں ساز بجتا ہے ـــــ مسز بھاٹیہ کے رونے کی آواز آتی ہے)

فیڈ آؤٹ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سلیمہ

(تالیوں کا شور ——— چند لمحات کے بعد یہ شور بند ہو جاتا ہے)

پرنسپل - یہ رسم جب سے میں اس کالج کا پرنسپل مقرر ہوا ہوں۔ ہر سال باقاعدہ ادا کی جاتی ہے۔ ہر سال اس موقعہ پر تالیوں کے شور کے ساتھ میں اپنی کرسی سے اٹھتا ہوں اور قریب قریب وہی تقریر کرتا ہوں جو میں نے آج سے دس سال پہلے کی تھی تمہیں دیکھ کر میرے دل میں وہی جذبات پیدا ہوتے ہیں جو اس سلسلے کے آغاز پر ہوتے تھے ——— آج جب میں نے اس پر غور کیا ہے تو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں پوسٹ ماسٹر ہوں اور کالج کی یہ بلڈنگ بہت بڑا ڈاکخانہ۔ تم سب خطوط ہو جو کچھ دیر اس بلڈنگ میں رہ کر اپنے اپنے ٹھکانے پہنچا دیئے جاتے ہو۔ تم میں سے کچھ بیرنگ ہو جاتے ہیں جس کے باعث تمہارے والدین کو جرمانہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ کچھ غلط ایڈریس کی وجہ سے ادھر اُدھر بھٹکتے رہتے ہیں ——— بہر حال یہ کھیل ہے بہت دلچسپ . . . ہر سال امتحانوں کا ایک چکر شروع ہوتا ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ان میں کچھ کامیاب ہوتے ہیں کچھ ناکام۔ مسرت اور غم کی ملی جلی لہریں میں ہر سال دیکھتا ہوں اس وقت میرے سامنے ایسے کئی چہرے ہیں جو کامیابی کے باعث تمتما رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ایسے چہرے بھی دیکھ رہا ہوں جو ناکامی کے صدمے سے مرجھائے ہوتے ہیں خزاں اور بہار کا ملا جلا موسم ہر سال آتا ہے اور چند دنوں کے بعد گزر جاتا ہے ——— وہ لڑکیاں اور لڑکے جو بی اے کا امتحان پاس کر چکے ہیں یا تو اونچی تعلیم حاصل کرنے کیلئے کسی بڑے کالج میں داخل ہو جائیں گے یا تعلیم کا سلسلہ ختم کر کے دنیوی کاموں میں مصروف ہو جائینگے۔ یہ جو امتحان کی دیوار نہیں پھاند سکے۔ وہ دوبارہ کوشش کرینگے۔ ۔ جو یہاں سے جا رہے ہیں ان کو میں الوداع کہتا ہوں اور ان کی کامیاب زندگی کیلئے دعا کرتا ہوں جو نئے آئے ہیں میں انکو خوش آمدید کہتا ہوں اور ان کے فائدے کیلئے کہتا ہوں کہ اس تعلیم گاہ میں داخل ہوتے وقت ان لوگوں کو ایک نظر ضرور دیکھ لیں جو باہر جا رہے ہیں۔ ۔ جو خواہش کے باوجود اپنی کمزوریوں کے باعث یا کسی اور وجہ سے باہر نکلنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ ان سے مجھے پوری پوری ہمدردی ہے خاص طور پر مجھے سلیمہ سے بہت ہمدردی ہے جو محنت کرنے کے باوجود بھی اس سال بھی امتحان میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ اب میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں خدا کرے آئندہ سال سلیمہ کامیاب ہو جائے

(تالیوں کا شور، اس کے بعد لڑکوں اور لڑکیوں کی ملی جلی آوازیں)

(آہستہ آہستہ ان آوازوں کو مدھم کر دیا جائے اور ذیل کا مکالمہ ان پر سپر امپوز کیا جائے)

ذکیہ۔ نرملا ——— کیا سلیمہ ہال میں موجود تھی۔

نرملا۔ نہیں تو ——— کیوں آوشا ——— کیا سلیمہ موجود تھی ———

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اوشا۔ نہیں

ذکیہ۔ میرا خیال ہے۔ وہ آئی ہی نہیں

نرملا۔ بیچاری کو دُکھ بہت ہوا ہوگا۔

ذکیہ۔ ایک بار فیل ہونے ہی سے آدمی کی کمر ٹوٹ جاتی ہے۔ وہ تو دوسری دفعہ فیل ہوئی ہے۔

نرملا۔ محنت تو بے حد کرتی ہے

ذکیہ۔ اصل میں یہ سب اُس کے مزاج کی خرابی کا نتیجہ ہے۔ کسی سے مدد لینا کوئی گناہ تو نہیں۔ امتحان شروع ہونے سے پہلے میں نے کئی بار اُس سے کہا سلیمہ تم میرے گھر آجایا کرو۔ میں تمہیں ساری اکنومکس از بر یاد کرادوں گی۔۔۔ بس یہ سنتے ہی جیسے اُس کے مرچیں لگ گئیں۔ تم اپنے آپ کو بہت وہ سمجھنے لگی ہو ذکیہ۔ تمہارے بغیر گویا اکنومکس کسی کو یاد ہی نہیں ہو سکتی یعنی ایک صرف تم ہی تو ہو جسے اکنومکس آتی ہے۔ میں تو بالکل گدھی ہوں، بیوقوف ہوں اب نرملا تم ہی کہو میں نے کیا اسے چھیڑنے کیلئے اپنی مدد پیش کی تھی۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ وہ اکنومکس میں بالکل صفر ہے۔ بس دماغ ہی جو ایسا پایا ہے کوئی اچھی بات بھی کرے تو اسے بُری لگتی ہے

نرملا۔ میرے ساتھ بھی بالکل ایسا ہی ہوا۔ میں نے کہا ایسا نہ ہو کہ تمہارا ایکونومی کا پیپر کمزور رہ جائے کہو تو میں تمہیں اپنا نوٹ لادوں۔ بس یہ سُنتے ہی بگڑ گئی۔ نوٹوں کی تو اس کو ضرورت ہوتی ہے جو کتاب سے کچھ سیکھ نہ سکے اور اگر مجھے کسی نوٹ کی ضرورت ہوئی تو میں خود خرید لوں گی میں اتنی گئی گذری تو نہیں ہوں۔ یہ نوٹ جو تم مجھے دینا چاہتی ہو۔ دو روپے بس آنے کا آتا ہے۔ کوئی اتنی بڑی رقم خرچ تو نہیں ہوتی۔۔۔ بھئی وہ دن اور یہ دن میری زبان جلے جو میں نے پھر اس سے ایسی بات کی ہو۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اوشا۔ کسی کو کیا پڑی ہے جو۔۔۔۔

ذکیہ۔ پڑی وڑی کی بات نہیں اوشا ہمارے دل پتھر کے تو ہے نہیں۔ اسکو دیکھ کر کسے دکھ نہیں ہوتا اور جب دکھ ہو تو منہ سے ہمدردی کا کوئی کلمہ نکل ہی جاتا ہے ــــ

نرملا۔ پر اُسے ہمدردی کی ضرورت بھی ہو۔۔۔ وہ تو کاٹنے کو دوڑتی ہے۔ اگر اس سے ہمدردی کا ایک لفظ بھی کہہ دیا جائے

ذکیہ۔ جانے اس کے مزاج میں یہ تلخی کہاں سے آگئی۔

اوشا۔ یہ تلخی کو چھوڑ، سب کو معلوم ہے کہ بیحد غریب ہے۔ لیکن اگر اس سے کہو سلیمہ تم ہر روز یہ سبز ساڑھی کیوں پہن کر آتی ہو تو فوراً بگڑ کر جواب دیگی۔ میرے پاس ایسی ایک نہیں کئی ساڑھیاں ہیں مجھے یہ خاص کپڑا اور خاص رنگ بہت پسند ہے۔ پر مانا جھوٹ نہ بولنے تو اس کے پاس اس ساڑی کے سوا ایک چندی بھی نہیں ہے ــــ

نرملا۔ سر میں تیل لگائیگی ایسا بدبودار کہ ناک پھٹ جائے۔ پر اس سے پوچھو تو یہی کہے گی یہ خاص تیل ہے۔ اس سے بال لمبے ہوتے ہیں مجھے ایسے بھی خوشبودار تیل پسند نہیں لگاؤں تو زکام ہو جاتا ہے۔

اوشا۔ پی چینڈکی کو بات بات پر زکام ہونے کا خطرہ لاحق رہتا ہے ــــ تو یہ ہے بھئی۔

ذکیہ۔ اور دیکھو سب لوگ آئے پر وہ زکام کی بچی نہیں آئی۔۔۔ (وقفہ) خواہ مخواہ میں نے اُسے گالی دی۔ اللہ کی قسم مجھے دکھ ہوا۔ نرملا سچ کہتی ہوں۔ اُس کا وحشیانہ پن دور ہو جائے تو اس جیسی اچھی سہیلی تمہیں چراغ لیکر ڈھونڈنے پر بھی نہ ملیگی۔ مگر مصیبت تو یہ ہے کہ بات بات پر بگڑ جاتی ہے، ہر وقت بھری بندوق بنی رہتی ہے۔ اس کا [illegible] کیا کیا جائے۔

(قدموں کی چاپ)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

انور۔ کس کا علاج . . . .
ذکیہ۔ ہم سلیمہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ آپ دوستوں وغیرہ سے مل چکے ؟
انور۔ جی ہاں۔ تو آپ سلیمہ کا ذکر کر رہی تھیں مگر یہ علاج کا قصہ کیا تھا
ذکیہ۔ (ہنستی ہے) کچھ نہیں . . . اچھا تو اب کس کالج میں داخل ہو جیئے گا۔
انور۔ جس میں آپ کہیں ؟
ذکیہ۔ نرملا، تُشا نام لے، یہ آج ایک نیا فراڈ چل رہے ہیں۔ ہر ایک سے یہی کہتے پھرتے ہیں "جس میں آپ کہیں" . .
(سب ہنستے ہیں)
انور۔ آپ سلیمہ کی باتیں کر رہے تھے۔
ذکیہ۔ جی ہاں
انور۔ آپ ؟
ذکیہ۔ میں بھی اسی کی باتیں کر رہی تھی۔
انور۔ اور آپ ؟
اوشا۔ اس گفتگو میں میں بھی شامل تھی۔
ذکیہ۔ آپ تو بالکل پولیس انسپکٹر بن رہے ہیں
انور۔ جی نہیں۔ میرے دخل در معقولات کی وجہ یہ ہے کہ میں ابھی ابھی سلیمہ سے گفتگو کر کے آ رہا ہوں . . .
نرملا۔ کہاں ہے ؟
انور۔ باہر باغ میں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اُوشا۔ چلو ذکیہ چلیں

انور۔ ٹھہرئیے۔

اُوشا۔ فرمائیے

انور۔ اس وقت اگر آپ اُس کے پاس نہ جائیں تو اچھا ہے۔ اُسکی طبیعت بیحد مغموم ہے صدمے نے اُس کے دماغ کو درہم برہم کر رکھا ہے۔ وہ آپ لوگوں سے اچھی طرح گفتگو نہ کر سکیگی اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کوئی ایسا چبھتا ہوا فقرہ کہہ دے جس سے آپ میں سے کسی کو رنج پہنچے۔ وہ اس وقت بالکل بھری بیٹھی ہے۔ اگر کسی نے اُس کو چھیڑا تو آفت برپا ہو جائے گی ــــــ

ذکیہ۔ یہ بڑی مصیبت ہے۔ اب اگر کوئی اُس سے ہمدردی کا اظہار کرنا چاہے تو کیا کرے

انور۔ خاموش رہے

ذکیہ۔ کیسے ؟

انور۔ بالکل میری طرح ــــ باغیچے کی طرف سے میرا گذر ہوا میں نے دیکھا کہ وہ ایک جھاڑی کی چھاؤں تلے بیٹھی ہے۔ اُسکی آنکھوں میں دو ناممکل آنسو دیکھ کر یکایک میرے قدم رُک گئے۔ اُس نے میری طرف دیکھا میں فوراً سمجھ گیا کہ وہ دماغی اضطراب کی آخری حد تک پہنچ چکی ہے۔ اُس کی آنکھوں میں آنسو آنا چاہتے ہیں مگر وہ اُنہیں روک رہی ہے۔ وہ نہیں چاہتی کہ اُس کی کمزوری کا اظہار کسی غیر شخص پر ہو جائے میں نے اس وقت یہ عجیب و غریب بات محسوس کی۔ وہ خود کو بھی غیر سمجھ رہی ہے۔ وہ اپنی کمزوری اپنی آنکھوں کو بھی نہیں بتانا چاہتی۔ اُس کے حوصلہ اور اُسکی قوت ارادی کا میں ہمیشہ معترف رہا ہوں لیکن اگر میں اُس کے پاس چلا جاتا تو وہ پہاڑ جو اُس نے اتنی محنت سے کھڑا کیا تھا یقیناً ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ . . . اس ڈر کے مارے میں اس کے پاس نہ گیا۔ اُس نے میری طرف دیکھا اور میں نے اُس کی طرف۔ اُس کے ناممکل آنسو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تکمیل کی آرزو میں تڑپ کے اور میں یہاں چلا آیا۔

ذکیہ۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ اگر میں اُس کے پاس جاؤں تو وہ مجھے مارے گی؟

انور۔ میں کچھ نہیں کہہ سکتا مگر وہ اس وقت غضبناک حالت میں ہے۔ ناکامی پر اُن آدمیوں کی اکثر یہی حالت ہوا کرتی ہے جنہیں اپنے اوپر ضرورت سے زیادہ اعتماد ہوتا ہے۔ وہ ناکامی کو ایک چھوٹی سی گیند سمجھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اسے ایک ہی ٹھوکر سے پرے ہٹا کر اپنا راستہ صاف کر لیں گے مگر بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ گیند زمین میں گڑ جاتی ہے اور زور زور سے ٹھوکریں مارنے پر بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹتی لیکن شاید میرا خیال غلط ہو ۔۔۔۔ میں دراصل کوشش کے باوجود سلیمہ کو نہیں سمجھ سکا

ذکیہ۔ ہم سب کے لئے ایک معمہ بنی ہوئی ہے

ادشا۔ یہ تو انور صاحب نے ٹھیک کہا ہے کہ اسے ضرورت سے زیادہ اپنے اُوپر اعتماد ہے۔ کیا پتہ ہے، ساری خرابی کی یہی جڑ ہو۔

ذکیہ۔ ہو سکتا ہے۔

انور۔ میرے اور اس کے تعلقات کسی حد تک خوشگوار رہے ہیں مگر اس کے باوجود میں نے اس وقت اُس سے ہمدردی کا اظہار کرنا مناسب خیال نہ کیا۔ آپ لوگوں سے تو اُس کی ہمیشہ سے چلتی رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں نرملا بہن کو تو ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ اس صورت میں جبکہ سلیمہ اور آپ کے درمیان ہمیشہ ایک خلیج حائل رہی ہے۔

ذکیہ۔ ہمارا اُس کے پاس جانا واقعی مناسب نہیں۔

انور۔ اور میری رائے ہے اگر آپ عمل کریں تو اس دروازے سے باہر نکل جائیں۔ ممکن ہے آپ کو دیکھ کر اُسے تکلیف پہنچے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اوشا۔ پہنچتی ہے تو پہنچے بھئی میں تو اس دروازے سے باہر جاؤں گی چڑانے کے لئے
بالکل اس کے پاس سے اکڑتی ہوئی چلوں گی۔
انور۔ اوشا تم نے اسے کلاس میں سب سے زیادہ تنگ کیا ہے۔ اب کالج چھوڑ کر جاتے جاتے
اس کے دُکھے دل کو اپنی کامیابی کے اظہار سے ٹھیس پہنچانا کیا درست ہوگا۔ ممکن ہے
نہیں اس میں مزا آئے مگر اس کو یقینی طور پر دُکھ ہوگا۔ سلیمہ بہت حساس لڑکی ہے۔
اوشا۔ تم ہمیشہ اُس کی پچ کرتے رہے ہو۔ لیکن یاد ہے۔ اس روز تمہاری اس حساس لڑکی
نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔
انور۔ (ہنستا ہے) میری حساس لڑکی!
(سب ہنستے ہیں)
ذکیہ۔ سچ تو یہ ہے۔ کلاس میں سلیمہ سے آپ کا سلوک ویسا ہی تھا جیسے ایک باپ کا اپنی بیٹی
سے ہوتا ہے۔
انور۔ (ہنستا ہے) لیکن اس کے باوجود جیسا کہ اوشا نے ابھی ابھی کہا ہے۔ میری شفقت کو وہ ہمیشہ
ٹھکراتی اور میری ہمدردی کو ہمیشہ روندتی رہی ہے۔
ذکیہ۔ ضدی اور بدمزاج لڑکیوں سے آپ اور کس قسم کے برتاؤ کی توقع کر سکتے ہیں۔
انور۔ اس کی ضد اور بدمزاجی سے آپکی طرح میں بھی واقف ہوں مگر یہ ضد اور بدمزاجی کیسے پیدا
ہوئی۔ اس کے متعلق نہ آپ جانتی ہیں نہ میں۔ اب ہم سب یہ کالج چھوڑ کر جا رہے ہیں اور
وہ اکیلی رہ گئی ہے اجنبیوں کے درمیان۔ ظاہر ہے کہ نئے لوگ اسے بہت زیادہ پریشان
کرینگے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے مزاج میں اور زیادہ چڑچڑا پن پیدا ہو جائے گا۔ کچھ
سمجھ میں نہیں آتا کہ اس لڑکی کا انجام کیا ہوگا۔ تم لوگوں نے غور نہیں کیا کہ وہ کس قدر دُبلی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہو گئی ہے۔ اس کی ہڈیاں باہر نکل آئی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کئی برسوں کی بیمار ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ـــــ میرے جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ جب میں سوچتا ہوں کہ سلیمہ اپنی زندگی کے ایک پُراسرار محاذ پر لڑتی لڑتی تنہا ماری جائے گی۔

ذکیہ۔ وُہ اپنے دل کا حال کسی کو بتاتے بھی ۔

اوشا۔ میں تو اُس سے کئی بار پوچھ چکی ہوں

نرملا۔ اپنے میلے پیٹی کوٹ کی طرح وُہ ہمیشہ اسے چھپائے رہتی ہے۔

انور۔ لیکن اس کا دل اُس کے پیٹی کوٹ کی طرح میلا نہیں ـــــ مجھے اس کا یقین ہے

(دور سے بہت سے لڑکے لڑکیوں کے آنے کی آواز)

انور۔ ایک گروہ کا گروہ ادھر آرہا ہے۔ آپ چلی جائیں۔ میں نہیں چاہتا کہ سلیمہ کے متعلق یہ لوگ بھی باتیں کریں۔ آپ چلی جائیں۔

(ہجوم کا شور قریب آ جاتا ہے۔ نرملا، اوشا اور ذکیہ اس میں شامل ہو جاتی ہیں۔ سب مل کر ایک لہر کی طرح آگے گزر جاتے ہیں۔ آہستہ آہستہ اس شور کو فیڈ آؤٹ کیا جائے اس کے بعد انور کے قدموں کی چاپ، چند لمحات تک اسے قائم رکھا جائے)

انور۔ (ہچکچاتے ہوئے) سلیمہ . . . . کیا میں تمہارے پاس آ سکتا ہوں

سلیمہ۔ (تلخ لہجے میں) تمہیں کس نے روکا ہے۔ آنا چاہتے ہو تو آ جاؤ۔

انور۔ (لمبا وقفہ) تم یہاں بہت دیر کی بیٹھی ہو

سلیمہ۔ ہاں بہت دیر کی بیٹھی ہوں۔ کہتے ہو تو اُٹھ کر چلی جاتی ہوں

انور۔ نہیں نہیں میرا مطلب یہ نہیں کہ تم اٹھ کر چلی جاؤ ـــــ میں دراصل تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا تھا

سلیمہ۔ کیسی باتیں؟

www.iqbalkalmati.blogspot.com

انور۔ تمہارا لہجہ اس قدر سخت ہے کہ۔۔۔۔

سلیمہ۔ بد مزاج ہو بخیری

انور۔ نہیں سلیمہ نہیں۔۔۔ (وقفہ) میرا یہاں آنا تمہیں ناگوار گزرا ہے تو میں چلا جاتا ہوں

سلیمہ۔ تم کہنا کیا چاہتے تھے۔۔۔۔

انور۔ کوئی خاص بات نہیں۔۔۔۔ بس یونہی تم سے باتیں کرنے کو دل چاہا۔ اس لئے چلا آیا۔ اس سے پہلے بھی میں ادھر سے گزرا تھا مگر تم۔۔۔ سلیمہ تنہائی میں تم کیا بالکل نہیں گھبراتی ہو۔

سلیمہ۔ کیسی تنہائی۔۔۔ میں بالکل تنہا نہیں ہوں۔

انور۔ (ہنستا ہے) ہاں اب تم تنہا نہیں ہو

سلیمہ۔ اس سے پہلے بھی تنہا نہیں تھی تم چلے جاؤ گے۔ پھر بھی میں تنہا نہیں ہوں گی۔۔۔۔

انور۔ میرا مطلب یہ ہے کہ تم نے کیوں اپنی طبیعت پر اتنا بوجھ ڈال رکھا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آدمی تنہا ہونے پر بھی ہجوم میں گھلا ہوا ہو سکتا ہے۔ پر تمہارے متعلق میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ تم خوفناک طور پر اکیلی ہو۔ تمہارا کوئی دوست نہیں۔ تمہارا کوئی ہمدرد نہیں۔

سلیمہ۔ یہاں کالج کی چاردیواری میں اگر میرا کوئی دوست نہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ میں خوفناک طور پر اکیلی ہوں۔ میرے دوست ہمدرد موجود ہیں۔ اگر میں چاہتی تو یہاں بھی اپنے دوست پیدا کر لیتی مگر مجھے اُن کی ضرورت نہیں اور ہمدرد اس وقت پیدا ہوتے ہیں۔ جب کسی کی حالت قابلِ رحم ہو ـــــ میری حالت قابلِ رحم نہیں ـــــ تم ہمیشہ مجھے غلط سمجھتے رہے ہو۔۔ تم کیا سب مجھے غلط سمجھتے رہے ہیں (ہنستی ہے) اچھی بھلی ہوں چلتی پھرتی ہوں، بولتی ہوں ہنستی ہوں۔ مجھ میں کیا نقص ہے۔ مجھ میں کیا خرابی ہے جو دوسروں کے دل میں ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان لوگوں کے اپنے دماغ کی خرابی کا نتیجہ ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

انور۔ لیکن . . . لیکن . . . .

سلیمہ۔ مجھے کسی کی ہمدردی کی ضرورت نہیں۔ میں جانتی ہوں تم کس غرض سے میرے پاس آئے ہو ـــــ ہو سکتا ہے کہ تمہاری ہمدردی میں خلوص ہو مگر مجھے اس کی ضرورت بھی ہو ـــــ میں اگر دوبارہ فیل ہو گئی تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ میرا کوئی عزیز مر گیا ہے۔ میرا بازو ٹوٹ گیا ہے۔ میں لولی لنگڑی ہو گئی ہوں اور جو اس کا یہ مطلب نکالتے ہیں کہ میں کُند ذہن ہوں۔ وہ بھی درست نہیں ـــــ میں تم سے کہیں زیادہ ذہین ہوں ـــــ کونسی بات ہے جو میرے ذہن میں نہیں آ سکتی ـــــ تم ہی بتاؤ ـــــ کلاس میں جب تم آئے تھے تو کیا میں نے فلسفے کے کئی دقیق نکتے نہیں سمجھائے تھے تم کلاس میں سب سے زیادہ ہوشیار طالب علم بنے جاتے تھے۔ لیکن میں کئی بار تمہاری غلطیاں نکال چکی ہوں۔ کیا یہ درست نہیں ہے ـــــ

انور۔ سلیمہ میں تمہارا پیکرِ خیال توڑنا نہیں چاہتا تھا مگر اب مجبوراً مجھے یہ کہنا پڑا ہے کہ میں ہمیشہ تمہاری حوصلہ افزائی کرتا رہا ہوں ـــــ فلسفے کے جو نکتے تم نے مجھے سمجھائے ہیں سرتاسر غلط تھے۔ ایک لفظ بھی تمہارا صحیح نہیں تھا کلاس میں تم میری غلطیاں نکالتی رہی ہو اور میں تسلیم کرتا رہا ہوں صرف اس لئے کہ تمہارا شغل جاری رہے اور تمہیں ناامیدی نہ ہو لیکن مجھے محسوس ہوا ہے کہ میرا یہ طرزِ عمل بالکل غلط تھا۔ تم اپنے آپ کو دھوکا دیتی رہی اور میں تمہاری مدد کرتا رہا ہوں۔ یہ میری خطرناک غلطی تھی ـــــ یہی وجہ ہے کہ اب میں نے اسے دور کرنے کے لئے تم سے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ اپنی ذہانت اور قابلیت کے متعلق تمہارا دعوےٰ بالکل بے بنیاد ہے۔

سلیمہ۔ میں جانتی تھی۔ مجھے معلوم تھا کہ تم سب سے بڑے حاسد ہو۔ آج تم نے جو زہر اگلا ہے اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تم واقعی حاسد ہو۔ چونکہ میں لائق ہوں۔ ذہین ہوں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور تمہارے مقابلے میں میری ذہنی قوتیں بہت ارفع و اعلیٰ ہیں۔ اس لئے تم دوسروں کی طرح مجھ سے خار کھاتے ہو —— کلاس میں اگر میں نے تمہاری طرف کچھ توجہ دی تھی تو اس کا مطلب صرف یہ تھا کہ تم دوسروں کے مقابلے میں کچھ پیچھے تھے۔ انکے مقابلے میں تمہارے اندر حسد کا مادہ کچھ کم تھا۔ پر اب معلوم ہوا ہے تم سب سے زیادہ زہریلے ہو —— (آواز بھرا جاتی ہے) کئی بار تمہاری چکنی چپڑی باتیں سن کر مجھے خیال ہونے لگا تھا کہ شاید تم میرے سچے دوست ہو۔ پر اب تم نے اپنی اصلیت .....

انور۔ سلیمہ .....

سلیمہ۔ (آواز زیادہ بھرا جاتی ہے) تم نے اس وقت جو نشتر زنی کی ہے۔ اس کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوا —— (رونے لگتی ہے) بالکل اثر نہیں ہوا۔ تمہاری کامیابی نے میری ناکامی کا جی بھر کے منہ چڑا لیا ہے۔ اب جاؤ خوشی خوشی اپنے گھر چلے جاؤ —— آئے تھے وہاں سے ہمدردی کرنے —— ہمدردی —— جاؤ اس ہمدردی کو اپنے ساتھ لے جاؤ ... میرے بوٹ کے تلے ابھی اتنے کمزور نہیں ہوئے جو مجھے تمہاری اس ہمدردی کی ضرورت ہو (پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیتی ہے) مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔ مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں۔ تم سب سمجھتے ہو کہ میں تنہا ہوں بے یار و مددگار ہوں۔ اپاہج ہوں۔ (روتے روتے ہنستی ہے) اسی لئے تم مجھے خیرات کے طور پر اپنی ہمدردی کے سوکھے ٹکڑے دیتے ہو ....
میں نہیں لینا چاہتی یہ بھیک ... میں نہیں لینا چاہتی یہ یہ خیرات ...
جاؤ ... جاؤ ... یہاں سے چلے جاؤ .... (بہت زور سے رونا شروع کر دیتی ہے)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

انور۔ جاتا ہوں . . . جاتا ہوں . . . لیکن سلیمہ خدا گواہ ہے کہ میرا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا ـــ

سلیمہ۔ جاؤ، جاؤ . . . میں کچھ سننا نہیں چاہتی۔

انور۔ (افسردگی کے ساتھ) بہت بہتر چلا جاتا ہوں

(قدموں کی چاپ۔ اس کے ساتھ ساتھ سلیمہ کی ہچکیاں۔ آہستہ آہستہ فیڈ آؤٹ)

انور کا باپ۔ تم نے یہ بڑی عجیب و غریب کہانی سنائی ـــ

انور۔ اباجی، کہانی نہیں یہ حقیقت ہے ـــ

انور کا باپ۔ کہاں رہتی ہے یہ لڑکی ـــ

انور۔ معلوم نہیں، کہاں رہتی ہے۔ کلاس میں کسی کو بھی اس کے گھر کا پتہ معلوم نہیں تھا۔ میں نے کئی بار اس سے پوچھا مگر اس نے بڑی صفائی سے ٹال دیا۔

انور کا باپ۔ کالج چھوڑ دیا کیا اس نے؟

انور۔ معلوم نہیں۔ آج قریباً چھ مہینے کے بعد بمبئی سے یہاں آیا ہوں لیکن میرا خیال ہے۔ اس نے تعلیم ترک نہیں کی ہوگی۔ بہرحال آج کسی سے پتہ نکال لوں گا . . . میں اس سے ایک بار پھر ملنا چاہتا ہوں ـــ میری باتوں سے اسے بہت دکھ پہنچا تھا اباجی ـــ میں اس سے معافی مانگنا چاہتا ہوں ـــ

(نوکر اندر داخل ہوتا ہے)

نوکر۔ چھوٹے صاحب ایک لڑکا آپ کے نام خط لایا ہے ـــ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

انور۔ خط ــــ

انور کا باپ۔ (نوکر سے خط لے کر) لو یہ رہا ــــ

انور۔ (کھولتا ہے۔ وقفہ) سلیمہ . . . ابا جی وہی سلیمہ ــــ

انور کا باپ۔ کیا لکھتی ہے؟

انور۔ (گھبراہٹ میں) مسٹر انور ــــ میں مرنے کے قریب ہوں۔ آپ سے ملنا
چاہتی ہوں۔ راقم سلیمہ

انور کا باپ۔ مرنے کے قریب ہے۔ جاؤ انور بھاگ کر جاؤ ــــ

نوکر۔ جو لڑکا خط لایا تھا۔ باہر کھڑا ہے۔

انور۔ اسے روک کے رکھو . . .

انور کا باپ۔ جاؤ میری موٹر لے جاؤ باہر کھڑی ہے۔

انور۔ کیا ہوا اسے؟ . . . میں جاتا ہوں ــــ

(قدموں کی تیز آواز ــــ دروازہ ــــ موٹر اسٹارٹ ہوتی ہے پھر
چلتی ہے۔ چند لمحات کے بعد یہ آواز فیڈ آؤٹ کر دی جائے)

(دروازہ کھولنے کی آواز)

انور۔ سلیمہ سلیمہ، کہاں ہو تم . . . ارے ــــ سلیمہ

سلیمہ۔ (نحیف آواز میں) آ جاؤ ــــ ادھر میرے پاس آ جاؤ ــــ

انور۔ میری سمجھ میں نہیں آتا . . . کیا ہوا تمہیں ــــ تم . . . تم ــــ!

سلیمہ۔ میں بے حد کمزور ہو گئی ہوں . . . ہے نا؟ . . . مجھے معلوم تھا تم یہی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کہوگے۔ لیکن نہیں میں ابھی کچھ دیر زندہ رہوں گی۔ مجھے تم سے چند باتیں کرنی ہیں ——
بیٹھ جاؤ —— ادھر ہی بیٹھ جاؤ

انور۔ میں . . . میں —— !

سلیمہ۔ تمہیں حیرت ہو رہی ہے۔ اس غلیظ کمرے کو دیکھ کر، اسے نہ دیکھو۔ یہاں جس شے کو بھی دیکھو گے۔ تمہیں حیرت ہوگی۔ سب سے بڑی حیرت انگیز چیز تو میں ہوں مجھے دیکھو، اور جتنا حیرت زدہ ہونا چاہو، ہو لو۔

انور۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں کسی قدر سمجھ رہا ہوں۔

سلیمہ۔ خود سمجھنے کی کوشش نہ کرو، مجھے سمجھانے دو —— میں تمہیں اس دفعہ فلسفے کے دقیق نکتے نہیں سمجھاؤں گی۔ یہ کتابوں کی الجھی ہوئی باتیں نہیں میرے دل کی تحریر ہے جو بےحد شکستہ خط میں لکھی گئی اور کسی سے نہ پڑھی گئی۔ سچ پوچھو تو جان بوجھ کر میں نے اس بدخطی سے کام لیا —— میری آواز زیادہ کمزور تو نہیں، سن رہے ہو نا ——

انور۔ سن رہا ہوں ——

سلیمہ۔ انور میری کشتی پاش پاش ہو چکی ہے —— چپوؤں اور پتواروں کے بغیر اسے کئی برس منجدھار میں کھینچتی رہی ہوں، پر اب یہ کشتی ہی نہیں رہی۔ اس کو کھینچنے کی قوت اب بھی میرے بازوؤں میں موجود ہے۔ لیکن میں اب اسے اپنے ساتھ قبر میں لیجاؤں گی۔ انور! کیا وہاں بھی ایسی ہی ٹوٹے ہوئے چپوؤں اور پتواروں کے بغیر کشتیاں ہیں گی؟ —— (وقفہ) —— تم بولتے کیوں نہیں —— تمہاری آنکھوں میں آنسو کیوں تیر رہے ہیں —— میری طرف دیکھو، میری آنکھیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تو بالکل خشک ہیں ——— ہیں نا؟

انور۔ ہاں بالکل خشک ہیں!

سلیمہ۔ میں اپنی اس ٹوٹی ہوئی کشتی کے لئے ادھر اُدھر سے چند چیتھڑے اکٹھے کر کے بادبان بناتی رہتی ہوں۔ لیکن طوفانوں نے بڑی بے رحمی سے ان کو چیر پھاڑ دیا

انور ——— یہ طوفان اس قدر بیرحم کیوں ہوتے ہیں ——— اُنہوں نے کیوں اتنا نہیں سوچا کہ اس لڑکی کے پاس مضبوط کپڑا حاصل کرنے کے لئے دام نہیں تھے ——— انور! میں نے جب یہ طاقت تسلیم کی ہے۔ پھر یہ ظلم کیوں؟ میں اس اندھیری کوٹھڑی میں تن تنہا مشقت کرتی رہی ہوں۔ میں نے کسی کے آگے دامن نہیں پھیلایا۔ کیا یہ جرم تھا جو اس کی اتنی کڑی سزا مجھے دی گئی؟ میں نے اپنے تمام لطیف جذبات نکال کر باہر پھینک دیئے کہ یہ میرے راستے میں حائل ہوں گے۔ میں نے بھوک اور پیاس سہی۔ میں نے اور بہت سی تکلیفیں برداشت کیں۔ صرف اس لئے کہ میں ایک بار امتحان پاس کروں اور خود کمانے کے قابل ہو جاؤں . . . . لیکن ان تمام قربانیوں کا انجام یہ ہے سوکھے ہوئے ہونٹ، گالوں کی اُبھری ہوئی ہڈیاں، اور اندر دھنسی ہوئی آنکھیں ان تمام قربانیوں کا انجام یہ ڈراؤنا بھوت ہے جو تمہارے سامنے لیٹا ہے۔ . . . (وقفہ) میں تھوڑی دیر کے بعد سو جاؤں گی۔ وہ لوہا جو میں اتنی دیر اپنی زندگی کی بھٹی میں سرخ کر کے کوٹتی رہی، اب خود بخود مڑ کر قبر کے دہانے کی طرف جا رہا ہے۔ انور! کیا وہاں بھی مجھے یہی بھٹی سلگانی پڑے گی۔ کیا وہاں پہنچ کر یہ لوہا خود بخود مڑ کر کسی اور دہانے کی طرف تو نہیں چلا جائے گا ———

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بولو مجھے جواب دو ——

انور۔ بڑے بڑے عالم ہی ایسی باتوں کا جواب دے سکتے ہیں۔

سلیمہ۔ کاش! تم ایسے عالم ہوتے! . . . . اب میں کیا کروں کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ تم نے تو میری کسی بات کا جواب نہیں دیا۔

انور۔ کیا چاہتی ہو تم؟

سلیمہ۔ میں مر رہی ہوں اور تم نے مجھے کچھ نہیں بتایا —— اب ایسا کرنا کہ میری یہ دو سبز ساڑھیاں اور یہ ساری کتابیں جو یہاں بکھری پڑی ہیں، اٹھا کر میرے ساتھ ہی دفن کر دینا —— ممکن ہے وہاں یہ چیزیں اور بھی زیادہ مہنگی ملیں۔ میں نے بڑی مصیبت سے یہاں خریدی تھیں —— اور دیکھو کسی اور کو میری موت کی خبر نہ ہو —— چپکے سے مجھے کہیں دفنا دینا۔ اب مجھ سے زیادہ نہیں بولا جاتا —— میرا خیال ہے کہ مجھے اور بھی کچھ کہنا تھا

انور۔ یاد کر لو —— (ایک وہم تشویش کے ساتھ) سلیمہ

سلیمہ۔ ہاں . . . انور میرے دماغ پر دھند سی چھا رہی ہے —— سبز ساڑھیاں میرے اردگرد لپٹی جا رہی ہیں —— کتابوں کے ورق پھڑپھڑا رہے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے ایک خاموش سی آندھی چل رہی ہے۔ کشتی کا پیندا ٹوٹا ہوا ہے —— تیرا تمہارا —— انور! —— سو گئے کیا؟

انور۔ نہیں —— سلیمہ —— تمہاری اپنی آنکھیں بند ہو رہی ہیں۔

سلیمہ۔ ہاں، میری اپنی آنکھیں بند ہو رہی ہیں —— لو اب میں رخصت چاہتی ہوں —— مجھے معاف کر دینا —— ہاں مجھے وہ بات یاد آ گئی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

——— انور، سُن رہے ہو؟

انور۔ سُن رہا ہوں سلیمہ۔

سلیمہ۔ تم بہت اچھے ہو——— بس مجھے یہی کہنا تھا کہ تم بہت اچھے . . . تم بہت ہی اچھے ہو———

(آواز دھیمی ہو جاتی ہے)

فیڈ آؤٹ

میاں محمد حنیف پبلشر نے باہتمام ملک محمد عارف خاں پرنٹر دین محمدی پریس لاہور میں چھپا کر اُردو اکیڈمی لوہاری دروازہ سے شائع کیا۔

(محمد شریف عباسی خوش نویس لاہور)